مدارسِ عربیہ کے نصاب کے مطابق

درسِ آثارُ السُّنَن

اردو شرح

آثارُ السُّنَن

تقریظ

حضرت مولانا ایاز حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

تصنیف

مفتی فیضان الرحمن کمال

استاذ مدرسہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

جامعہ علوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

مبشر پبلشرز

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی۔

مدارس عربیہ کے نصاب کے مطابق

ابواب الطہارۃ سے ابواب صلاۃ الوتر تک

درسِ آثارُ السُّنن

شرح اردو

آثار السنن

تصنیف

مفتی فیضان الرحمٰن کمال

اُستاذ: مدرسہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

شاخ: جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مبشر پبلشرز

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

0321-2351381

نام کتاب : درسِ آثارالسنن شرح اردو آثارالسنن

مصنف : مفتی فیضان الرحمٰن کمالؔ

کمپوزنگ : مبشر گرافکس اینڈ پبلشرز

طبع : اوّل

سنِ اشاعت: ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : مبشر پبلشرز

ملنے کے پتے

☆......اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

☆......مکتبہ امام محمد و مکتبہ لدھیانوی (ودیگر سلام کتب مارکیٹ) علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆......بیت الاشاعت، جامع مسجد روڈ، بہار کالونی، لیاری کراچی

☆......مکتبہ نعمانیہ، کے ایریا، کورنگی، نزد دارالعلوم کراچی

☆......مکتبہ فاروقیہ، جامعہ فاروقیہ کراچی

☆......مکتبہ معہد عثمان بن عفانؓ، لانڈھی کراچی

☆......مکتبۃ الشیخ، معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد کراچی

☆......قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، اردو بازار کراچی

☆......آدارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ، نزد جامعہ خیر المدارس ملتان

☆......مدرسہ خلفائے راشدینؓ نزد شیل پیٹرول پمپ، پرانا گولیمار کراچی۔

اس کے علاوہ دیگر بڑے کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

فہرس الکتاب

انتساب

اپنے مخلص والدین اور

مرکزِ علم وادب

''جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی''

کے مشفق اساتذہ، بالخصوص اساتذۂ حدیث

کی طرف اس بضاعتِ مزجاۃ کو منسوب کرنے کی

سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کی آغوشِ تربیت میں

پل کر میں اس علمی کاوش کے قابل ہوا۔

فیضان الرحمٰن کمالؔ عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز سخن

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، وبعد!

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم واحسان اور والدین واساتذۂ کرام کی مخلصانہ دعا وتوجہات کا اثر ہے کہ مجھ ناکارہ کو اس علم حدیث کے موضوع پر پہلی بار کچھ خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس پر بارگاہِ الٰہی میں بار بار شکر گذار ہوں۔

یوں تو اہلِ سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک برحق ہیں اور مقتدیانِ مسالک عنداللہ وعندالناس مقبولیت کے جس مقام پر فائز ہیں اور امت کے ایک بڑے طبقے کو جو ان اکابرین پر بطور تقلید اعتماد ہے وہ اظہر من الشمس ہے، پھر خصوصیت کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہؒ جن کو واحد ائمہ اربعہ میں تابعیت کا شرف بھی حاصل ہے آپ کی فقاہت اور تمام علوم قرآن وسنت پر دسترس کو ہمیشہ معتدل مزاج اصحاب علم نے سراہا ہے اور چوٹی کے محدثین، فقہاء، عابدین، اربابِ دانش آپ کے مقلدر ہے ہیں مگر بدشگونی قسمت سے کچھ لوگوں کو شروع ہی سے ان سے خار رہی ہے اور وہ باوجود تمام ترجحت کے فقہِ حنفی کے اکثر مسائل کو نصوصِ شریعت سے متعارض قرار دینے اور فقہاء احناف کو صراطِ مستقیم سے منحرف دکھلانے کے لئے سرگرداں رہے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ ان لوگوں کا انجام وہی ہونا تھا جو پہاڑ سے اپنا سر ٹکرانے والے کا ہوتا ہے۔

تاہم جب ان لامذہب لوگوں کی جانب سے بے سروپا پروپیگنڈے سے عوام الناس کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوا تو ناقدین وماہرین کی ایک بڑی جماعت نے فقہِ حنفی کے بانی اور دستورِ اسلامی کے پہلے باضابطہ مدوّن امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب وتلامذہ کی سوانح حیات، قرآن وسنت وعلوم دین میں مہارت اور خدمات کو مستقل تصانیف کے ذریعے اجاگر کیا جن میں علمائے احناف کے علاوہ غیر مسلک والے مؤرخین مثلاً علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ (صاحب تبییض الصحیفہ)، ابن عبدالبر مالکیؒ (صاحب الانتقاء) اور سبط ابن الجوزی حنبلیؒ (صاحب الانتصار) وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

دوسری جانب وابستگانِ فقہ حنفی محدث وفقیہ حضرات کا ایک طبقہ مسلک کے مسائل کے وہ ماخذ جو قرآن وسنت جو بوقتِ اجتہاد امام ابوحنیفہؒ واصحاب کے پیش نظر رہے تھے، مستقل تصنیف کے ذریعے بیان کرنے لگے، ان تصانیف میں ''الجمع بین السنۃ والکتاب'' لابی محمد المنبجی متوفی ۶۸۶ھ، ''اعلاء السنن'' مؤلفہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور ''حادی الأنام الی أحادیث الأحکام'' قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح شروحاتِ حدیث میں بھی متعدد کتب فقہِ حنفی کی ترجمانی کرنے والی تحریر کی گئیں مثلاً ''عمدۃ القاری'' للبدر العینیؒ، ''نصب الرایہ'' للامام الزیلعیؒ اور ''معارف السنن'' لمحدث العصر الامام محمد یوسف البنوریؒ۔

غیر منقسم ہندوستان میں فتنۂ غیر مقلدیت وتحریک لامذہبیت کے سد باب اور فقہِ حنفی کے دفاع میں جس کتاب کو ایک گونہ اولیت حاصل رہی ہے وہ ہماری یہ کتاب یعنی ''آثار السنن'' ہے۔ علامہ ظہیر احسن المعروف بہ شوق نیمویؒ نے بڑی جانفشانی سے کتاب وسنت کے گوشہ گوشہ سے مسائلِ فقہ حنفی کے ثبوت پر نا قابل تردید دلائل جمع کر دیئے ہیں، کاش کہ آپ کی یہ تصنیف تکمیل کو پہنچتی مگر بایں قدر بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتِ عظمیٰ اور فقہِ حنفی کے لئے ''قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا'' کا مصداق ہے۔

کتاب کی قدر و قیمت اور اہمیت کا احساس کرتے ہوئے بہت سارے مدارس کے تعلیمی نصاب میں اس کو شامل کر دیا گیا البتہ اکثر جگہ کتاب کا معتد بہ حصہ پڑھانے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ مصنفؒ نے اپنی اس تالیف میں جس طرح باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ احادیث پیش کی ہیں اور فریقِ مخالف کے دلائل پر جس مدلل انداز میں کلام کیا ہے اس کے پیش نظر عرصہ سے کتاب کی شروحات کا سلسلہ جاری ہے، مگر اب تک کی غیر مطبوع شروحات میں غیر ضروری طوالت یا اختصارِ مخل یا ناکافی وضاحت کی بناء پر ایک ایسی معتدل شرح کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس میں احادیث پر اعراب، عبارت کا آسان ترجمہ، تشریح کلمات، مباحث کا خلاصہ، مختلف مکاتبِ فکر کی کتابوں سے ان کے فقہی مسلک کا ٹھوس بیان، فریقِ مخالف کے دلائل کا واضح ذکر، فقہِ حنفی کی وجوہِ ترجیح، مصنفؒ کی غرض بالخصوص ''قال النیموی'' کی وضاحت، اور بظاہر متعارض حدیثوں کے درمیان تطبیق جیسے

امور کا اہتمام کیا گیا ہو، نیز دورانِ بحث ذکر ہونے والے اصولِ حدیث کی تفصیل بھی موجود ہو۔

فلہٰذا اپنے مشفق اساتذۂ کرام کے اس جانب توجہ دلانے اور احباب کے بے حد اصرار پر بندہ ناچیز نے اللہ رب العزت سے استخارہ کرنے کے بعد مذکورہ بالا نکات کے مطابق علمِ حدیث کی ایک گونہ خدمت اور اپنی سعادت سمجھتے ہوئے کتاب ہٰذا کی شرح لکھنا شروع کی، جو بحمد اللہ تھوڑے ہی وقت میں مکمل ہوگئی۔ چونکہ شرح کا انداز درسی رکھا گیا، اس لئے نام بھی "درسِ آثار السنن" تجویز ہوا۔ ابتداء میں "مقدمۃ العلم" کے عنوان طلباء کی رہنمائی کے لئے فنِ اصولِ حدیث کے چیدہ چیدہ ضروری اصطلاحات بھی ذکر کئے گئے ہیں، جس کا مطالعہ امید ہے کہ نہ صرف "آثار السنن" بلکہ حسامی کے "باب السنۃ" کے سمجھنے میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگا۔ فقہی مباحث اور ادلّہ کے بیان میں جس بحث کے تحت ایک کتاب سے استفادہ کیا گیا وہاں اسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اور جہاں کسی ایک سے زائد کتب سے مراجعت کی گئی تو وہاں کسی خاص کتاب کا حوالہ دینے کے بجائے "درسِ آثار السنن" کے آخر میں مراجع و مصادر کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

میں اس موقعہ اپنے تمام اساتذۂ کرام کا شکر گذار ہوں بالخصوص استاذِ محترم حضرت مولانا ایاز حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کا تہہ دل سے مشکور کہ انہوں نے ابتداء بندہ کو آثار السنن کا شغف دلایا اور اس کی تدریس کا موقعہ عنایت فرمایا اور وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازا۔ یوں ہی میں اپنے تمام معاون دوستوں بالخصوص مولوی حافظ محمد اویس صدیقی اور مولوی سعد حسین شاہ کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے تصحیح و نظرِ ثانی کے مراحل میں بندہ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندہ کی اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائیں اور علماء و طلباء سب کے لیے بے حد نافع بنا کر بندہ، بندہ کے والدین اور تمام اساتذہ، بالخصوص استاذِ حدیث آثار السنن مولانا عطاء الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین

فیضان الرحمٰن کمالؔ

۲۱۔ جمادی الثانی۔ ۱۴۳۲ھ

مقدمۃ العلم

علم حدیث کی چند اہم اصطلاحات

حدیث، خبر اور اثر میں فرق:

حدیث اور خبر کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ دونوں مترادف ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال وغیرہ پر ہوتا ہے اور خبر عام ہے احادیث نبوی ﷺ اور اخبار سلاطین وملوک پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

حدیث اور اثر میں فرق یہ ہے کہ حدیث کا اطلاق عموماً اقوال وافعال نبوی ﷺ پر ہوتا ہے جبکہ اثر عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال افعال پر بولا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام

حدیث دو قسم پر ہے۔ (۱) خبر متواتر (۲) خبر واحد۔

۱.....**خبر متواتر:** وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ گھڑنے پر اتفاق کو عقل سلیم محال سمجھے۔

۲.....**خبر واحد:** وہ حدیث ہے جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں۔

خبر واحد کی مختلف اعتباروں سے تقسیم کی جاتی ہے۔

خبر واحد کی پہلی تقسیم

خبر واحد اپنے مُنتہیٰ کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع

۱.....**مرفوع:** وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل یا تقریر (یعنی صحابۂ کرامؓ کوئی کام کرتے ہوئے دیکھ کر اس کام پر نکیر نہ فرمانا) کا ذکر ہو۔

۲......موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

۳......مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

خبر واحد کی دوسری تقسیم

خبر واحد راویوں کی تعداد کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے۔

(۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب

۱-مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

۲-عزیز: وہ حدیث ہے جس کا راوی ہر زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

۳-غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔

خبر واحد کی تیسری تقسیم

خبر واحد (خواہ مشہور ہو یا عزیز یا غریب) قوت اور ضعف کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) مقبول۔ (۲) مردود۔

۱......مقبول: وہ حدیث ہے جس کے راوی کا سچا ہونا غالب ہو۔

۲......مردود: وہ حدیث ہے جس کے راوی کا سچا ہونا غالب نہ ہو۔

حکم: حدیث مقبول سے استدلال کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور حدیث مردود سے نہ استدلال کر سکتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرنا واجب ہے جب تک کہ راویوں کے حالات سے مکمل طور پر بحث نہ کر لی جائے۔

حدیث مقبول کی پہلی تقسیم

حدیث مقبول اپنے مراتب کے اعتبار سے بنیادی طور پر دو قسم پر ہے۔ (۱) صحیح۔ (۲) حسن۔

صحیح کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل (معتبر) اور حدیث کو ضبط (یاد اور محفوظ) کرنے والے ہوں اور اس کی سند اپنے قائل تک متصل ہو (بیچ میں کوئی راوی حذف نہ

ہوا ہو) معلل اور شاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

حسن کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو، باقی سب شرائط حدیث صحیح کی اس میں موجود ہوں۔

صحیح اور حسن دو قسموں پر منقسم ہے۔ (۱) لذاتہ۔ (۲) لغیرہ۔

صحیح لذاتہ:۔ وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل (ثقہ یعنی نہایت معتبر) ہوں اور حدیث شریف کو سند کے ساتھ خوب اچھی طرح محفوظ کرنے والے ہوں اور سند بھی متصل ہو۔

صحیح لغیرہ:۔ وہ حدیث ہے جو دراصل حسن لذاتہ ہے مگر اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ ان سے راوی کے حفظ میں جو کمی تھی اس کی تلافی ہوگئی۔

حسن لذاتہ:۔ وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی خفیف الضبط ہو (یادداشت کمزور ہو)۔

حسن لغیرہ:۔ وہ حدیث ہے جس کے کسی راوی میں ثقاہت (بھروسہ کے قابل ہونا) کی تمام صفات یا بعض نہ پائی جاتی ہوں۔ مگر سندیں کثیر ہونے سے اس نقصان کی تلافی ہوگئی ہو۔

حدیث مقبول کی دوسری تقسیم

احادیث کے مضمون میں بظاہر تعارض واقع ہونے کے اعتبار سے حدیث مقبول کی سات قسمیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: (۱) محکم۔ (۲) مختلف الحدیث۔ (۳) ناسخ۔ (۴) منسوخ۔ (۵) راجح۔ (۶) مرجوح۔ (۷) متوقف فیہ۔

۱-محکم کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کی مخالف کوئی حدیث نہ ہو۔

۲-مختلف الحدیث: وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان کا جمع کرنا ممکن ہو۔

۳-ناسخ اور ۴-منسوخ کی تعریف:۔ وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان میں جمع بھی ممکن نہ ہو۔ مگر تاریخ سے ایک کا مقدم اور دوسری کا مؤخر ہونا ثابت ہو جائے۔ تو مقدم کو منسوخ اور مؤخر کو ناسخ کہیں گے۔

۵-راجح اور ۶-مرجوح کی تعریف:۔ وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان

میں جمع بھی ممکن نہ ہو اور ان میں تقدم وتأخر بھی ثابت نہ ہو مگر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن ہو تو جس حدیث کو عمل کے لئے ترجیح دیں گے وہ راجح کہلائے گی اور دوسری مرجوح ہوگی۔

۷-متوقف فیہ کی تعریف:۔ وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں مگر نہ ان میں جمع ممکن ہو اور نہ تقدم وتأخر ثابت ہو۔ اور نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن ہو تو جب تک ان حدیثوں میں سے کسی ایک پر عمل کی کوئی صورت ظاہر نہ ہو، توقف کیا جائے گا۔

حدیث ضعیف

"ضعیف" وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح وحسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔

حکم:۔ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کئے بغیر روایت کرنا درست ہے البتہ عقائد، فرض وواجب اس سے ثابت نہیں ہو سکتے اور استحباب ثابت کرنے کے لئے بھی تین شرطیں ہیں:۔

(۱) ضعف شدید نہ ہو۔ (۲) کسی شرعی قاعدہ کے خلاف نہ ہو۔

(۳) عمل کرتے وقت اس کے مکمل طور پر ثابت ہونے کا گمان نہ رکھے بلکہ احتیاط سمجھ کر عمل کرے۔

حدیث مردود کی اقسام

حدیث کے غیر مقبول ہونے کا سبب یا تو سند کے اندر کسی راوی کا چھوٹ جانا ہوگا اور یا کسی راوی پر جرح وطعن۔

اگر اس کا سبب راوی کا سقوط ہو تو اس کی پانچ قسمیں مشہور ہیں۔

(۱) معلّق (۲) مرسَل (۳) معضَل (۴) منقطع (۵) مدلَّس۔

معلّق کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کا ابتدائی حصہ حذف کر دیا گیا ہو۔

مرسَل کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ نہ بیان کیا گیا ہو۔ اگر ثقہ راوی حدیث کو مرسل نقل کرے تو جمہور کے نزدیک وہ حدیث مقبول ہے اور جو غیر ثقہ مرسل نقل کرے وہ عندالجمہور غیر مقبول ہے۔

معضَل کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے دو یا زیادہ راوی مسلسل حذف

ہو گئے ہوں۔

منقطع کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے صرف ایک راوی حذف ہوا ہو یا چند راوی حذف ہوئے ہوں مگر مسلسل نہیں بلکہ الگ الگ مقام پر حذف ہوئے ہوں۔

مدلس کی تعریف:۔ وہ حدیث ہے جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ کے شیخ کا نام چھپا لیتا ہو۔

حدیث متصل اور حدیث مسند

اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو تو وہ حدیث متصل کہلائے گی اور جب ایسی حدیث کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی جانب ہو تو وہ حدیث مسند کہلائے گی۔

راوی پر طعن کے دس اسباب

راوی پر طعن سے مراد "راوی میں کوئی ایسی خرابی اور عیب ہونا ہے جو قبول حدیث کے لئے مانع ہو"۔ اس کے دس اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث غیر مقبول کے درجے بھی مختلف ہیں۔ وہ دس اسباب یہ ہیں:

(۱) کذب (۲) تہمت کذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت

(۶) فحش غلطی (۷) کثرت غفلت (۸) وہم (۹) مخالفت ثقات (۱۰) سوء حفظ

۱..... کذب فی الحدیث: یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف بالقصد کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔ بہت سخت عیب اور بہت بڑا گناہ ہے۔

۲..... تہمت کذب: یعنی جھوٹ کا الزام۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کے متعلق یہ بات تو ثابت نہیں ہوئی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قصداً کوئی جھوٹ بات منسوب کی ہے مگر کچھ ایسے قرائن پائے جاتے ہیں جن سے کذب فی حدیث الرسول کی بدگمانی ہوتی ہے۔

۳..... فسق: یعنی بددین ہونا۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جو کسی قولی یا فعلی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً زنا، چوری وغیرہ کرتا ہے۔

۴...... **جہالت:** یعنی راوی کا حال معلوم نہ ہونا کہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ۔

۵...... **بدعت:** یعنی دین میں کوئی ایسی جدّت (ایجاد) کرنا جس کی اصلیت قرآن کریم میں یا حدیث شریف یا قرون مشہود لہا بالخیر (زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین) میں نہ پائی جاتی ہو۔

۶...... **فحش غلطی:** یعنی اغلاط کی بہتات۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس کی غلط بیانی، صحت بیانی سے زائد ہو۔

۷...... **کثرت غفلت:** یعنی بہت زیادہ غفلت۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جو حدیث کے اتقان یعنی خوب اچھی طرح محفوظ کرنے سے اکثر غفلت برتتا ہو۔

۸...... **وہم:** بھول کر غلطی کرنا یعنی سند میں یا متن میں تغیر وتبدل کر دینا۔ مثلاً حدیث مرسل یا منقطع کو متصل کر دینا۔

۹...... **سوءِ حفظ:** یعنی یادداشت کی خرابی۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس کی غلط بیانی حافظہ کی وجہ سے، صحت بیانی سے زائد یا برابر ہو۔

باعتبار طعن فی الراوی حدیث غیر مقبول کی اقسام

حدیث موضوع: یعنی گھڑی ہوئی حدیث وہ ہے جس کے راوی پر حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو۔

حدیث متروک: یعنی چھوڑی ہوئی ساقط الاعتبار حدیث وہ ہے جس کا راوی متہم بالکذب ہو یا وہ روایت قواعدِ معلومہ فی الدین کے مخالف ہو۔

حدیث منکر: وہ حدیث ہے جو کسی ایسے راوی سے مروی ہو جو فحش غلطی یا کثرتِ غفلت یا فسق کے ساتھ مطعون ہے۔ اسی طرح وہ حدیث جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعتِ ثقات کے مخالف روایت کرے۔

حدیث معروف: وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو۔

حدیث معلَّل: وہ حدیث جس میں راوی نے وہم کی وجہ سے تغیر وتبدل کر دیا ہو، نیز وہ حدیث

بھی کہ جس میں کوئی ایسی پوشیدہ علت ہو جو صحت حدیث میں نقصان دیتی ہے، اس کو معلوم کرنا ماہر فن ہی کا کام ہے۔

حدیث شاذ: وہ حدیث جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی کثیر جماعت کے برخلاف روایت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

حدیث محفوظ: وہ حدیث جو شاذ کے مقابل ہو۔

حدیث مضطرب: وہ حدیث جس کی سند میں یا متن میں تغیر و تبدل کی وجہ سے ثقہ راوی سے اختلاف پیدا ہو گیا ہو اور دونوں روایتوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا یا دونوں کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو۔

مصحف و محرّف: وہ حدیث جس میں سند اور متن کی صورت تو بدستور باقی رہے مگر ایک حرف یا چند حروف بدل جانے کی وجہ سے ثقہ راوی کی مخالفت ہو گئی ہو، پھر اگر حرف کا تبدل صرف نقطوں کے ذریعہ ہے (مثلاً طاء کو ظاء یا صاد کو ضاد نقل کرنا) تو وہ مصحّف ہے اور اگر ایک حرف کی شکل دوسرے حرف سے بدل گئی ہو (مثلاً سین کو صاد یا ضاد کو ظاء روایت کرنا) تو وہ محرّف ہے۔

مقلوب: وہ حدیث جس کے راویوں کے ناموں میں یا متنِ حدیث میں اُلٹ پھیر ہو گئی ہو۔

مُدرَج: وہ حدیث جس میں کوئی راوی اپنا کلام درج کرے اور فرق کرنا مشکل ہو۔

تنبیہ: اگر حدیث صحیح یا حسن کا راوی کوئی زائد مضمون بیان کرے اور وہ زیادتی اس سے زیادہ ثقہ راوی کے بیان کے خلاف ہو تو اس مضمون کو یا تو مستقل حدیث قرار دیں گے یا حدیث کا باقی ماندہ حصہ کہیں گے۔

بدعتی کی روایت

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ اول: مستلزم کفر یعنی جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے ختم نبوت کا انکار۔ دوم: مستلزم فسق جیسے عام عقائد و خیالات فاسدہ۔

بدعتی کی روایت کا حکم: مستلزم کفر کی حدیث جمہور کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور مستلزم فسق کی حدیث اس وقت قبول ہے جب وہ حدیث اس کے منشا اور بدعت کی ترویج کے خلاف ہو اور

اس پر اس حدیث کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے روایت کا الزام بھی نہ ہو۔

شاہد اور متابع

اگر کسی درجہ میں خبر واحد سمجھے جانے والی حدیث کے ہم معنی یا ہم لفظ حدیث موجود ہو تو اس دوسری حدیث کو "شاہد" کہتے ہیں اور اگر ایسی خبر واحد کی سند ایک راوی کے بجائے دو یا دو سے زائد راوی نقل کریں تو پہلی حدیث "متابَع" اور دوسری حدیث اس کی "متابِع" کہلائے گی۔

صحابی کی تعریف: وہ شخص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو۔

تابعی کی تعریف: وہ شخص جنہوں نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو۔ جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ کہ حضرت انسؓ سے آپ کی ملاقات ثابت ہے۔

جرح وتعدیل کے مراتب

محدثین جب کسی راوی کی توثیق وتعدیل (قابل اعتبار قرار دینا) بیان کرتے ہیں یا کسی راوی پر جرح (تنقید وتضعیف) کرتے ہیں تو اس کے لئے مخصوص الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں کچھ نہایت اعلیٰ ہیں اور کچھ متوسط اور کچھ ادنیٰ۔ ذیل میں ان سب الفاظ کو اعلیٰ سے ادنیٰ تک معتبر ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں:۔

الفاظِ تعدیل

(۱) اثبت حجة (۲) اثبت حافظ (۳) أوثق الناس یعنی سب سے زیادہ معتبر (٤) ثقة متقن (٥) ثقة ثبت (٦) ثقة ثقة (۷) ثقة (۸) صدوق (۹) لا بأس به (۱۰) ليس به بأس (۱۱) محله الصدق (۱۲) جيد الحديث (۱۳) صالح الحديث (١٤) شيخ (۱٥) شيخ وسط (١٦) شيخ حسن الحديث (۱۷) صدوق ان شاء الله (۱۸) صويلح.

الفاظ جرح

(۱) أكذب الناس (۲) دجال كذّاب (۳) وضاع يضع الحديث (٤) متهم بالكذب

(۵) متفق علی ترکه (٦) متروك (۷) لیس بثقة (۸)سکتوا عنه (۹) ذاهب الحدیث (۱۰) فیه نظر (۱۱) هالك (۱۲) ساقط (۱۳) واه بمرة (١٤) لیس بشیء (۱۵) ضعیف جدا (١٦) ضعفوه (۱۷) ضعیف واه (۱۸) یضعف (۱۹) فیه ضعف (۲۰) قد ضعف (۲۱) لیس بالقوي (۲۲) لیس بحجة (۲۳) لیس بذاك (٢٤) یعرف وینکر (۲۵) فیه مقال (٢٦) تکلم فیه (۲۷) لین (۲۸) سیء الحفظ (۲۹) لایحتج به (۳۰) اختلف فیه (۳۱) صدوق لکنه مبتدع وغیرہ۔

کتب حدیث کی اقسام

حدیث کی کتابیں اپنی خاص ترتیب اور وضع کے اعتبار سے کئی قسموں پر ہیں:۔

(۱) **جامع**: وہ کتاب جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیر، فتن، علامات قیامت، فقہی احکام اور مناقب وغیرہ ہر قسم کے مسائل کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں جیسے: جامع بخاری ۔

(۲) **سنن**: وہ کتاب ہے جس میں احادیث کو فقہی ترتیب سے جمع کیا جاتا ہے۔ ایسی کتاب کا خاص مقصد فقہاء کے دلائل کو جمع کرنا ہے جیسے: سنن ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی۔

(۳) **مسند**: وہ کتاب جس میں احادیث کو صحابۂ کرامؓ کے ناموں کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہو یعنی ہر صحابی کی تمام مرویات ایک جگہ ذکر کردی گئی ہوں، خواہ کسی بھی باب سے متعلق ہوں۔ یہ ترتیب کبھی صحابہ کرام کے مرتبوں کے اعتبار سے رکھی جاتی ہے اور کبھی حروف ہجا کے اعتبار سے اور کبھی پہلے یا بعد میں اسلام لانے کے اعتبار سے جیسے: مسند احمد، مسند دارمی، مسند بزار (جس کا اصل نام البحر الزخار ہے) اور مسند ابوداؤد طیالسی۔

(۴) **معجم**: وہ کتاب جس میں محدث اپنے شیوخ اور اساتذۂ حدیث کے ناموں کی ترتیب سے احادیث کو جمع کرے اس طور پر کہ ہر شیخ کی مرویات یکجا لائی جائیں خواہ مختلف ابواب سے متعلق ہوں۔ جیسے: معاجم ثلاثہ للطبرانی (المعجم الصغیر، المعجم الاوسط، المعجم الکبیر)۔

(۵) جزء: وہ کتاب جس میں صرف ایک مسئلہ سے متعلق تمام روایات یکجا کردی گئی ہوں جیسے امام بخاریؒ کی جزء رفع الیدین، اور جزء القراءۃ، اور امام بیہقیؒ کی جزء القراءۃ۔

(۶) مفرد یا اُفراد: وہ کتاب جس میں صرف ایک محدث کی کل مرویات کا احاطہ کیا جائے جیسے کتاب الأفراد للقرطبیؒ

(۷) غریب: وہ کتاب جس میں کسی محدث کی انفرادی احادیث کو جمع کیا جائے جن کو وہ مخصوص شیخ سے روایت کرے، جیسے غرائب امام مالکؒ۔

(۸) مُستدرَک: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتابِ حدیث میں ملحوظ شرائط پر پورا اترنے والی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جو اس کے مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے امام حاکم نیشاپوریؒ کی مستدرک علی الصحیحین (یعنی صحیح بخاری و مسلم کے معیار کے مطابق احادیث کا مجموعہ)۔

(۹) مستخرج: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتابِ حدیث کی حدیثوں کو مصنف کے واسطہ کے بغیر اس کے شیوخ واساتذہ سے نقل کیا جائے جیسے مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری و مستخرج ابوعوانہ علی صحیح مسلم۔

(۱۰) تجرید: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتابِ حدیث کی احادیث کو سند اور مکررات کے بغیر صرف صحابی کے واسطہ سے نقل کیا جائے جیسے تجرید صحیح البخاری للزبیدیؒ و تجرید صحیح مسلم للقرطبیؒ۔

(۱۱) تخریج: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب کی بے حوالہ حدیثوں کے لئے سند اور حوالہ پیش کیا جائے جیسے ہدایہ کی احادیث کی تخریج جو امام زیلعیؒ نے کی بنام "نصب الرایہ"، اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی "الدرایہ" اور التلخیص الحبیر فی تخریج اُحادیث الرافعی الکبیر۔

(۱۲) کتبِ جمع: وہ کتابیں جن میں ایک سے زائد کتابوں کی احادیث کو سند اور مکررات کے حذف کے ساتھ جمع کیا جائے جیسے "الترغیب والترہیب للمنذری" اور مشکوٰۃ المصابیح۔

(۱۳) اُطراف: وہ کتابِ حدیث جس میں احادیث کا اول حصہ ذکر کر کے اس کی تمام سندوں یا مراجع کی نشاندہی کی جائے جیسے تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف للامام المزیؒ، اور معاصر محقق محمد سعید بسیونی آل زغول کی "موسوعۃ اُطراف الحدیث النبوی الشریف"۔

(۱۴) فہارس یا مفہرس: وہ کتاب جس میں ایک یا ایک سے زیادہ کتابوں کی احادیث کی فہرست حروف ہجا کے اعتبار سے یکجا کر دی جائے جیسے فہرس الفہارس لعبد الحی الکتانیؒ، اور معاصر محقق دکتور فواد عبد الباقی کی "المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی ﷺ"۔

(۱۵) اربعین: یعنی چہل حدیث؛ وہ کتاب جس میں کسی ایک یا ایک سے زیادہ موضوعات سے متعلق کم وبیش چالیس حدیثیں جمع کی جائے جیسے امام نوویؒ کی الأربعین وغیرہ۔

(۱۶) موضوعات: وہ کتاب جس میں موضوع احادیث کو جمع کیا جائے جیسے امام ابن الجوزیؒ کی "الموضوعات"، امام سیوطیؒ کی "اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ"، ملا علی قاریؒ کی "الموضوعات الکبریٰ" اور علامہ عبد الحی لکھنویؒ کی "الآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ" وغیرہ۔

(۱۷) الأحادیث المشہورۃ: وہ کتاب جس میں مشہور احادیث کی تحقیق کی جائے کہ وہ ثابت بھی ہیں یا فقط زبان زد خلائق، جیسے "کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی"۔

(۱۸) غریب الحدیث: وہ کتاب جس میں احادیث مبارکہ کے مشکل یا قلیل الاستعمال الفاظ کی مراد واضح کی جائے، جیسے "النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر للامام ابن الأثیر الجزریؒ"۔

(۱۹) علل: وہ کتاب جس میں ایسی احادیث سے بحث کی جاتی ہے جن کی سندوں میں کلام ہوتا ہے یا فقط حدیث کی پوشیدہ علتوں کا ذکر ہوتا ہے جیسے العلل الکبیر والعلل الصغیر للترمذیؒ۔

(۲۰) الزوائد: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب کی صرف ان احادیث کو علیحدہ سے ذکر کیا جائے جو ایک متعینہ کتاب میں نہ ہوں، جیسے "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للامام الہیثمیؒ"۔

(۲۱) صحیح: وہ کتاب جس کا مصنف اپنی کتاب میں صحیح احادیث ہی ذکر کرنے کا التزام کرے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم وصحیح ابو عوانہ وغیرہ۔

طلب حدیث کے آداب

ذیل میں طلب حدیث کے چند اہم آداب بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) طالبِ حدیث کو چاہیے کہ نیت خالص کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے

حدیث کا علم حاصل کرے۔

(۲) اپنے استاذِ حدیث کا بلحاظ عالم دین ہونے کے انتہائی عزت واحترام کرے۔

(۳) استفادہ کرنے میں بالکل نہ شرمائے۔

(۴) فرائض وواجبات اور سنن کا اہتمام کرے۔

(۵) گناہوں سے حد سے زیادہ اجتناب کرے۔

(۶) بالخصوص غیبت، مذاق اور ساتھیوں کو ستانے سے احتراز کرے۔

(۷) کتاب اور درسگاہ ودیگر آلات علم کا پورا پورا احترام کرے۔

(۸) شروع سے آخر تک سبق میں حاضر رہے۔

[استفادہ از: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، تیسیر مصطلح الحدیث وخیر الاصول وغیرہ]

مذکورہ بالا تمام باتوں کا استحضار آثار السنن پڑھنے والے طلبہ کرام کے نہایت ضروری ہے ورنہ اکثر جگہ مؤلفؒ کا احادیثِ باب پر کیے جانے والے تبصرہ کا سمجھنا مشکل ہے۔

حضرت مصنفؒ کی مختصر سوانح عمری

حضرتؒ کے صاحبزادے مولانا محمد عبدالرشید تحریر فرماتے ہیں:

”آثار السنن کے مؤلف یعنی میرے والد وشیخ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابوالخیر، شہرت ظہیر احسن اور تخلص شوق نیموی تھا۔ آپ کے والد ماجد عارف باللہ شیخ سبحان علی صدیقی پایہ کے بزرگ تھے۔ نیموی ”نیمی“ (نون کے کسرہ، یائے تحتانیہ کے سکون اور میم مکسورہ کے ساتھ) کی طرف منسوب ہے۔ یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ہندوستان کے مشہور شہر عظیم آباد سے چار فرسخ کے فاصلے پر مشرق کی جانب واقع ہے۔ حضرت مصنفؒ کی پیدائش ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۸ھ کو صوبہ بہار کے نواح میں واقع گاؤں صالح پور میں اپنی خالہ کے گھر پر ہوئی۔

امام نیمویؒ متبحر عالم دین، بڑے بردبار، وسیع النظر، عالی مرتبت، وسیع المطالعہ، صدیقی النسب، یکتائے روزگار اور امام العصر تھے۔ گندمی رنگ، نحیف بدن، درمیانی قد اور

ڈاڑھی گھنی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکل و پیچیدہ علمی مسائل کی گتھیاں سلجھانے کا خاص ملکہ عطا کر رکھا تھا۔ فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے۔

آپ کے مشائخ میں مولانا حافظ محمد عبداللہ غازی پوریؒ، محدث العصر مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادیؒ، محدث و مجدد زمانہ علامہ محمد عبدالحی لکھنوی انصاریؒ، اور قطب زمانہ محدث العصر مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ وغیرہ مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر بزرگ کے دست حق پرست سے بیعت بھی تھے۔

بروز جمعہ، ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو عظیم آباد میں پائی، نعش مبارک کو اپنے آبائی وطن نیمی لایا گیا اور وہیں پر اگلے روز بروز ہفتہ مدفون کئے گئے۔

امام نیمویؒ نے مختلف علوم وفنون میں متعدد تالیفات لکھیں، ان میں مشہور ترین کتاب ''آثار السنن'' ہے۔ اس کتاب کا مطبوعہ نسخہ صرف کتاب الصلاۃ تک کے مباحث پر مشتمل ہے جبکہ مصنفؒ تمام فقہی مباحث کا احاطہ کرنا چاہتے تھے اور اس پر کتاب الزکاۃ تک کا کام مکمل بھی کر چکے تھے تاہم زندگی نے مزید وفا نہ کی اور تکمیل کی حسرت لئے اس دار فانی سے کوچ کر چلے۔ و کم تحسرات فی بطون المقابر

دیگر تصانیف میں ''الحبل المتین فی الاخفاء بآمین، جلاء العینین فی ترک رفع الیدین، وسیلۃ العقبیٰ فی أحوال الرضیٰ والموتیٰ (فارسی زبان میں)، لامع الأنوار، أوشحۃ الجید فی بیان التقلید، ازاحۃ الأغلاط اور مثنوی سوز وگداز'' مشہور کتابیں ہیں''۔

کتبہ: ابن النیموی

سن ۱۳۴۳ ہجری

[ماخوذ از آخر کتاب آثار السنن]

آثار السنن اور اس کا اسلوب تالیف

محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"......حدیث کا شغل رکھنے والے بعض علماء نے فقیہ الامت امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کے مذہب کو دلائل کو مطعون کیا کہ یہ احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں، تو شیخ ظہیر احسن مجبور ہوئے اور کتاب العمدۃ للمقدسیؒ، المنتقیٰ لابن تیمیہؒ، بلوغ المرام للحافظ ابن حجرؒ و دیگر کتب کے طرز کی ایک کتاب تالیف کی جس میں امام اعظمؒ کے مذہب کے مطابق صحیح روایات کا اہتمام کیا گیا، اور اس کا نام "آثار السنن" رکھا۔

مگر وہ اپنی اس عظیم کاوش پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ پھر انہوں نے خود اس پر متین علمی وتنقیدی تعلیقات کیں جس کا نام "التعلیق الحسن" رکھا۔ مؤلف کتاب کا جب بھی کچھ حصہ تالیف کرتے تو محدث کبیر، امام العصر شیخ محمد انور شاہ کاشمیریؒ کی خدمت میں پیش کرتے، جو تبحر علمی، دقت نظر معتدل ذوق سلیم اور بصیرت نافذہ کے ساتھ فقہاء امت کے مذاہب کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے میں آیۃ من آیات اللہ تھے۔ اپنی جوانی کے ابتدائی دور میں ہی اطراف ہندوستان میں مشہور ہو گئے تھے۔ ان کی علمی عظمت، حدیث سے شغف وتعلق، اخذ واستنباط کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔

حضرت کشمیریؒ اس کتاب سے متفق تھے جیسا کہ انہوں نے "نیل الفرقدین" میں ذکر کیا ہے۔ بے شک حضرت الشیخ اس کتاب سے بہت خوش تھے اور اس کا اسلوب ان کو بہت پسند تھا۔ جب کتاب کی طباعت مکمل ہوئی تو کتاب لے کر اس کا بغور مطالعہ کیا اور اس پر دلائل، ابحاث، نکات اور فوائد کا اضافہ کیا......" الخ۔

[از توضیح السنن بتغیر قلیل: ۱/۶۷، ۶۸]

المقدمة

بسم الرحمن الرحیم

نَحْمَدُكَ يَامَنْ جَعَلَ صُدُوْرَنَا مِشْكَاةً لِمَصَابِيْحِ الْأَنْوَارِ، وَنَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَةِ مَعَانِي الْآثَارِ، وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْمُجْتَبَى الْمُخْتَارِ، وَرَسُوْلِكَ الْمَبْعُوْثِ بِصِحَاحِ الْأَخْبَارِ، وَعَلٰى آلِهِ الْأَخْيَارِ، وَأَصْحَابِهِ الْكِبَارِ، وَمُتَّبِعِيْهِمُ الَّذِيْنَ اخْتَارُوْا سَنَنَ الْهُدٰى وَاسْتَمْسَكُوْا بِأَحَادِيْثِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ.

أَمَّا بَعْدُ! فَيَقُوْلُ الْخَادِمُ لِلْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ النِّيْمَوِيُّ: إِنَّ هٰذِهِ نُبْذَةٌ مِنَ الْأَحَادِيْثِ وَالْآثَارِ، وَجُمْلَةٌ مِنَ الرِّوَايَاتِ وَالْأَخْبَارِ، اِنْتَخَبْتُهَا مِنَ الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَالْمَعَاجِمِ وَالْمَسَانِيْدِ، وَعَزَوْتُهَا إِلٰى مَنْ أَخْرَجَهَا، وَأَعْرَضْتُ عَنِ الْإِطَالَةِ بِذِكْرِ الْأَسَانِيْدِ وَبَيَّنْتُ أَحْوَالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ بِالطَّرِيْقِ الْحَسَنِ، وَسَمَّيْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مُسْتَخِيْرًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى بِآثَارِ السُّنَنِ. أَسْأَلُهُ أَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ، وَوَسِيْلَةً إِلٰى لِقَاءِهِ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ.

ترجمہ: ہم تیری حمد کرتے ہیں اے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو انوارات کے چراغوں کے لئے طاق بنایا اور ہمارے دلوں کو معانی احادیث کی پہچان سے منور فرمایا اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں آپ کے برگزیدہ اور پسندیدہ محبوب پر اور آپ کے ان رسول پر جنہیں درست احادیث کے ساتھ بھیجا گیا اور ان کی نیک آل، بلند رتبہ اصحاب اور ان کے متّبعین پر جنہوں نے ہدایت کی راہ اختیار کی اور سید الابرار (نیکوں کے سردار یعنی آنحضرت ﷺ) کی احادیث کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد، احادیث نبویہ کا خادم محمد بن علی نیموی عرض رساں ہے کہ یہ احادیث وآثار کا کچھ حصہ اور روایات واخبار کا ایک مجموعہ ہے جس کو میں نے صحاح، سنن، معاجم اور مسانید سے منتخب کیا اور ان نسبت ان کے ناقلین کی طرف کر دی اور سندیں ذکر کر کے بات لمبی کرنے سے

اعراض کیا، ان روایات کا حال (صحت وضعف کے اعتبار سے) بیان کردیا جو صحیحین میں نہ تھیں اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام "آثار السنن" رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو اپنی ذاتِ عالی کے لئے خالص کردے اور جنات النعیم میں اپنی ملاقات کا ذریعہ بنادے۔

تشریح: قوله: وَعَزَوْتُهَا إِلٰى مَنْ أَخْرَجَهَا الخ.

امام نیمویؒ اکثر مقامات پر اصل کتب حدیث کی تصریح کے بجائے علامات پر اکتفاء کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے "التعليق الحسن" میں وضاحت کی ہے۔ چنانچہ "الشيخان" سے امام بخاری ومسلم ہیں، "الثلاثة" سے مراد ابوداؤد، نسائی اور ترمذی ہوتے ہیں، "الأربعة" میں مذکورہ تینوں اور امام ابن ماجہ شامل ہیں۔ "الخمسة" سے مراد مذکورہ چاروں حضرات کے ساتھ امام احمد ہوتے ہیں، "الستة" سے مراد مذکورہ بالا چاروں حضرات اور شیخین ہوتے ہیں۔ "الجماعة" کا مصداق کتب ستہ کے مصنفین (امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ) اور امام احمد ہیں۔ اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ صرف شیخین کا ذکر کرتے ہیں گو کہ اور بھی مصنفین اس حدیث کو نقل کرتے ہوں۔ بعض اوقات بعض مؤلفین کا ذکر کرکے "وآخرون" کہہ دیتے ہیں جس سے مراد ان مؤلفین کے علاوہ دیگر ناقلینِ حدیث ہوتے ہیں، برابر ہے کہ وہ "الجماعة" میں شامل ہوں یا نہ ہوں مثلاً امام مالکؒ، امام شافعیؒ، دارمیؒ، ابن حبانؒ، طحاویؒ، طبرانیؒ، دارقطنیؒ، حاکمؒ، بیہقیؒ، اور ان جیسے دیگر حضرات۔

جب امام شوق نیمویؒ کوئی حدیث ذکر کرکے اس کی نسبت ایک سے زائد محدثین کی طرف ان کے ناموں کی تصریح یا القاب کے ساتھ کرتے ہیں تو حدیث کے الفاظ ان میں سے پہلے کی روایت کے مطابق ہوتے ہیں، دیگر حضرات کے الفاظ اس سے مختلف بھی ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں تو صرف پہلے والے محدث کے نزدیک حدیث کا حکم بیان کرنا مقصود ہوتا ہے قطع نظر دوسروں کے۔ جب "الجماعة"، "الستة" یا "الشيخان" کہتے ہیں تو حدیث کے الفاظ بخاری یا مسلم کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر "الدارمي وابن أبي شيبة وآخرون" جیسے الفاظ کہیں تو حدیث کے الفاظ تو ان میں سے کسی کے ہوں گے مگر صحت کا حکم سب کی یا کسی ایک کی روایت کی بنیاد پر ہوگا، اور جب اس

جیسی روایت کوضعیف کہا جائے تو وہ حدیث ہر ایک کی روایت کی بنیاد پر ضعیف سمجھی جائے گی۔

قولہ: وَبَيَّنْتُ أَحْوَالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ.

صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی روایتوں پر کلام نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کی روایات کو علمائے امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے کیونکہ وہ صحت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں لہذا ان کے احوال کو ذکر کرنے اور ان کی سندوں پر گفتگو کی ضرورت نہیں۔ البتہ ان کے علاوہ دیگر روایات میں صحت و سقم دونوں کا امکان موجود ہے اور علمائے امت نے ان کی سب کی روایات کو صحیح نہیں قرار دیا ہے اس لئے وہاں کلام کی ضرورت ہے۔ (دیکھیے نزہۃ النظر، بحث "مراتب الصحیح")

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کا بیان

مقصدِ باب: چونکہ اس کتاب کا موضوع فقہی مسائل کا احادیث سے ثبوت فراہم کرنا ہے اور عام طور سے فقہی ابواب کی ابتداء کتاب الطہارۃ سے ہوتی ہے اس لئے امام شوق نیموی ؒ نے اپنی کتاب کو کتاب الطہارۃ سے شروع کیا۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ فقہاء کتاب الطہارۃ سے کیوں شروع کرتے ہیں، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی تخلیق عبادت کے لئے ہوئی ہے کما ھو المعلوم، اور عبادات و ارکان اسلام میں سب سے اہم نماز ہے اور نماز کے لئے کچھ شرائط ہیں جن میں اقوی شرط طہارۃ ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ شرط ہمیشہ مشروط پر مقدم ہوا کرتی ہے؛ اس لئے حضرات فقہاء اور اصحاب سنن اپنی کتابوں میں "کتاب الطہارۃ" کو پہلے لاتے ہیں۔

کتاب اور باب کی اصطلاح

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر مسائل کا اعتبار بحیثیت کیا جائے یعنی جنس مسائل کو جمع کر کے بیان کرنا پیش نظر ہو تو اس کو کتاب سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ اس لئے کہ کتاب کے لغوی

معنی بھی جمع ہی کے ہیں، اور اگر مسائل کا اعتبار بنوعہا کیا جائے یعنی صرف ایک نوع کے مسائل ذکر کرنا مقصود ہو تو اس کو باب سے تعبیر کرتے ہیں؛ اس لئے کہ باب کے لغوی معنی بھی ایک لغت میں نوع کے آتے ہیں، اور اگر بعض جزئیات کو ماقبل سے ممتاز کر کے بیان کرنا مقصود ہو تو اس کو فصل سے تعبیر کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ ماقبل سے مفصول اور جدا ہے۔

طہارت کے معنی اور اقسام

طہارۃ مصدر ہے طھر یطھر کانصر وکرم سے، اس کے لغوی معنی ہیں ''النظافة والتنزه من الأقذار والأدناس'' یعنی گندگی اور میل کچیل سے پاک وصاف ہونا، اور شرعاً طہارۃ کہتے ہیں ''ازالۂ حدث یا خبث کے لئے قاعدۂ شرعیہ کے مطابق اَحَدُ الْمُطَهِّرَیْن (پانی اور مٹی) کو استعمال کرنا''۔ تو طہارۃ کی دو قسمیں ہوئیں: (۱) ازالۂ حدث (نجاست حکمی)۔ (۲) ازالۂ خبث (نجاست حقیقی)۔ پھر اول کی دو قسمیں ہیں: ۱...... عن الحدث الأصغر جس کو ''وضو'' کہتے ہیں۔ ۲...... عن الحدث الأکبر جس کو ''غسل'' کہتے ہیں۔ یہاں پر مطلق اور جنس طہارۃ مراد ہے اس لئے کہ مصنفؒ کا مقصود دونوں کو ذکر کرنا ہے۔

[الدر المنضود: ۱/۷۶، ۷۷]

مصنفؒ نے اس ''کتاب الطہارۃ'' کے تحت تینتالیس ابواب ذکر کئے ہیں۔

بَابُ الْمِیَاهِ

پانی کے احکام

میاہ ماء کی جمع ہے، لغوی معنی پانی کے ہیں۔ ابتداء میں احکام المیاہ بیان ہو رہے ہیں، نجاست وطہارت ماء کے مسائل یعنی پانی کب ناپاک ہوتا ہے اور کب نہیں؟ کتنا پانی ناپاک ہوتا ہے اور کتنا ناپاک نہیں ہوتا؟

۱......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز تم میں سے کوئی شخص ایسے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ جو جاری نہ ہو پھر اسی میں غسل کرے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۳......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی شخص کے برتن سے (کچھ) پی جائے تو چاہئے کہ اس برتن کو سات بار دھولے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤......وَعَنْهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی (پینے کے لئے) لے جاتے ہیں اگر ہم اس پانی سے وضوء کرلیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضوء کرسکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سمندر! تو اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال

ہے۔(مالک نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَآخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ سے پانی اور جو جانور اس پر آتے رہتے ہیں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب پانی دو قلیں ہوں تو نجاست کو نہیں اٹھاتا۔(پانچوں اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے)

۶......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب پانی چالیس قلیں کی مقدار کو پہنچ جائے تو (پھر) ناپاک نہیں ہوتا۔(دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۷...... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلِهِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيْ إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ایک خاتون نے غسلِ جنابت کیا پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کیا، پس انہوں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: بے شک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔(احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)

۸......وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَتَتَوَضَّأُ مِنْ بِيْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِيْرٌ يُطْرَحُ فِيْهَا لُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالْحِيَضُ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ: اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بیر بضاعہ سے وضوء کر سکتے ہیں حالانکہ وہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں کتے کا گوشت، اور حیض کے چیتھڑے اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔ (تینوں اور بہ دوسروں نے اس کو روایت کیا، احمد نے اس کو صحیح قرار دیا، ترمذی نے اس کو حسن اور ابن القطان نے ضعیف قرار دیا)

۹......وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ، فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَنُزِحَ مَاؤُهَا، فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنُظِرَ؛ فَإِذَا عَيْنٌ تَجْرِي مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَسْبُكُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عطاءؒ سے مروی ہے کہ ایک حبشی چاہِ زمزم میں گرا اور مر گیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حکم کیا پس اس کا سارا پانی نکالا گیا تو پانی (پھر آ گیا اور) رک ہی نہیں رہا تھا پھر دیکھا گیا تو وہ ایک چشمہ تھا جو حجر اسود کی جانب سے بہہ رہا تھا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنا (پانی نکالنا) تمہیں کافی ہے۔ (طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰......وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ - يَعْنِي فَمَاتَ - فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَأُخْرِجَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُنْزَحَ. قَالَ: فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَتْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ، فَأَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقَبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوهَا، فَلَمَّا نَزَحُوهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ ایک حبشی چاہِ زمزم میں گر گیا یعنی (گر کر) مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آدمی کے بارے میں حکم دیا تو اس کو نکالا گیا اور کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ پورا پانی نکالا جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک چشمہ ان پر غالب آ گیا جو کہ حجر اسود کی طرف سے آ رہا تھا، پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو سوتی اور ریشمی کپڑوں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکال لیا گیا، پھر جیسے ہی سارا پانی نکالا گیا چشمہ ان پر پھوٹ

پڑا۔(دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱......وَعَنْ مَيْسَرَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ بِئْرٍ وَقَعَتْ فِيْهَا فَارَةٌ فَمَاتَتْ، قَالَ: يُنْزَحُ مَاؤُهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: میسرہؒ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے کنویں کے بارے میں فرمایا کہ جس میں چوہا گرکر مر گیا تھا فرمایا: اس کنویں کا سارا پانی نکالا جائے۔(طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: وَفِي الْبَابِ آثَارٌ عَنِ التَّابِعِيْنَ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے: اس باب میں تابعین سے بھی آثار منقول ہیں۔

تحقیق کلمات ومفہوم حدیث:

حدیث نمبر 1: ماء دائم سے مراد ایسا پانی ہے جو کم اور عادتاً منقطع نہ ہوتا ہو، مثلاً ایک بڑا تالاب یا چشمہ جس سے جتنا پانی نکالا جائے مزید پانی آکر اس کی جگہ لے لے۔ اور ماء جاری سے مراد میں دو قول ہیں: (۱) اتنا بہاؤ والا پانی جو ایک تنکے یا دو تنکوں کو بہالے جائے۔ (۲) ایسا کثیر پانی جس کے ایک جانب نجاست گرنے سے دوسرا جانب متاثر نہ ہو سکے۔

حدیث میں ''الماء الذي لايجري'' سے مراد ماء راکد (ٹھہرا ہوا پانی) ہے جو بارش کے بعد صحراؤں کے گڑھوں، بڑے بڑے تالابوں میں جمع ہو جاتا ہے جس کے بہہ نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی، بالآخر وہ سورج کی تپش اور زمین میں جذب ہونے سے خشک ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ پہلے ماء دائم میں پیشاب کرے اور پھر اس سے غسل کرے، منفرد اً ہر ایک کی ممانعت نہیں ہے چنانچہ ماء دائم سے غسل کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر 2: میں بھی ماء راکد کا ذکر آیا ہے۔ اس حدیث میں مطلقاً ماء راکد میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ عموماً لوگ اس پانی سے غسل و وضوء کرتے ہیں پیشاب کرنے کی وجہ سے یہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 4: ''جاء رجل'' ایک قول کے مطابق اس شخص کا تعلق قبیلہ بنی مدلج سے تھا، اور

اس کا نام حمید بن صخرؓ تھا یا عبداللہ یا کچھ اور۔

"نحمل معنا القليل من الماء" دراصل سائل کو سمندری پانی متعلق وضو کے عدم جواز کا وہم ہوا؛ کیونکہ سمندر کے اندر بے شمار جانور پیدا ہوتے ہیں اور اسی میں مرتے ہیں۔اس کے علاوہ عام پانی کے ذائقہ اور سمندری پانی کے ذائقہ میں بھی بڑا فرق ہے وغیرہ وغیرہ۔عموماً سفروں میں بقدر ضرورت پانی ودیگر توشہ وسامان پاس ہوتا ہیں تو سائل نے دریافت کرنا چاہا کہ جب ہمارے پاس دوران سفر پینے کے پانی علاوہ وضو کے لئے الگ سے پانی موجود نہ ہو تو کیا ہم سمندر کے پانی کو پاک سمجھ کر اس سے وضو کر سکتے ہیں؟ جواب میں جناب نبی کریم ﷺ نے سائل کے اصل مسئلہ کو حل کرتے ہوئے فقط "نعم" نہیں فرمایا بلکہ چند اہم فائدوں پر مشتمل جواب سے نوازا، مثلاً:

۱......سمندر کا پانی مطلقاً پاک ہے، اس سے وضو ہر حال میں درست ہے، چاہے آدمی کو موجود پانی کے استعمال سے پیاسا ہو جانے کا خوف ہو یا خوف نہ ہو۔

۲......"الحل ميتته" کا اضافہ فرما کر سائل کے منشأ سوال بننے والے شبہ کو زائل کردیا یعنی سمندر میں مرنے والے جانور پاک ہیں اس کی وجہ سے پانی کی پاکی سے متعلق شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

۳......اگر "الحل" حلال ہونے کے معنی میں تو اس سے بحری سفر میں غذاء کا مسئلہ بھی حل فرما دیا کہ میتة البحر حلال ہے، اس کو کھا سکتے ہو۔

باب کے فقہی مسائل اور اختلاف مذاہب

اس باب کے تحت چند مسائل اختلافی ہیں، ترتیب وار ان سے بحث کی جائے گی۔

مسئلہ اولیٰ : پانی میں نجاست گرنے کا حکم! اس بارے میں چار مشہور مذاہب یہ ہیں:

(۱) ظاہریہ وبعض غیر مقلدین کے نزدیک پانی قلیل ہو یا کثیر، وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ نجاست کے اجزاء پانی کے اجزاء پر غالب نہ ہو جائے اور پانی کی رقیت (پتلا پن) اور بہاؤ میں فرق نہ آجائے۔ پھر حدیث میں ممانعت ماء راکد میں پیشاب کرنے سے وارد ہوئی ہے، اس لئے داؤد ظاہری کے نزدیک اگر اس میں پاخانہ کردیا جائے یا غیر انسان پیشاب کروے یا انسان اس کے قریب پیشاب کرے جو بہہ کر پانی میں چلا جائے تو کوئی حرج نہیں پانی بدستور پاک رہے گا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ "جمود علی الظاہر" کی بدترین مثال ہے۔(شرح صحیح مسلم للامام النوویؒ)

جمہور اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ ماء کثیر نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ نجاست کم ہو یا زیادہ، اور ماء قلیل نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے خواہ نجاست کم ہو یا زیادہ۔ البتہ کم زیادہ کی تعیین میں جمہور کا آپس میں اختلاف ہے، چنانچہ:

(۲) مالکیہ کے نزدیک پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، ذائقہ) میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو۔ گویا وہ حضرات ماء متغیر کو قلیل اور غیر متغیر کو ماء کثیر قرار دیتے ہیں۔

(۳) شافعیہ وحنابلہ کے یہاں جو پانی قلّتین کے برابر یا اس سے زیادہ ہو وہ ماء کثیر ہے اور جو پانی قلتین سے کم ہو وہ ماء کثیر ہے۔

(۴) احناف کے نزدیک جو پانی ماء جاری ہو یا ماء جاری کے حکم میں ہو وہ ماء کثیر ہے اور جو اس طرح پر نہ ہو وہ ماء قلیل ہے۔ ماء جاری تو واضح ہے یعنی جو ایک تنکا بہالے جائے، البتہ وہ کونسا پانی ہے جو ماء جاری کے حکم میں کہلایا جاسکتا ہے؟ تو اس کے معیار کے بارے میں تین اقوال ہیں:

۱..... تحریک: یعنی جو حوض اتنا بڑا ہو کہ اگر اس کی ایک جانب سے پانی کو حرکت دی جائے تو دوسری جانب فوراً متحرک نہ ہو۔ تحریک بالوضوء بالغسل دونوں طرح ممکن ہے۔

۲..... مساحت: یعنی اس میں پیائش کا اعتبار ہے، پس جو حوض یا یہ کہئے کہ جو پانی اپنے پھیلاؤ میں "عشرٌ فی عشرٍ" یعنی دہ دردہ ہو وہ ماء کثیر ہے۔

۳..... ظن مبتلیٰ بہ: یعنی اگر مبتلیٰ بہ (ضرورت مند شخص) کے غالب گمان کے مطابق پانی کے ایک جانب کی نجاست کا اثر دوسرے کنارے تک نہیں پہنچتا ہے تو وہ ماء کثیر ہے۔

دلائل

(۱) ظاہریہ کا استدلال باب کی حدیث نمبر ۷ اور حدیث نمبر ۸ سے ہے پہلی حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "ان الماء لا ینجسہ شیء" اور دوسری حدیث یعنی بئر بضاعہ والی حدیث کے مطابق کنویں میں ڈھیر ساری گندگی پڑنے کے باوجود اس کے پانی کو پاک کہا گیا۔

(۲) امام مالکؒ کا استدلال بھی بئر بضاعہ والی حدیث سے ہے مگر وہ دار قطنی کی روایت کو مدار بناتے ہیں جس میں "الماء طھور لا ینجسہ شیء کے بعد" الا ماغلب علی ریحہ أو طعمہ کا اضافہ ہے۔

(۳) امام شافعیؒ واحمدؒ کا استدلال باب کی حدیث نمبر ۵ سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث"۔ اس میں صراحۃً قلتین پانی میں نجاست کا غیر مؤثر ہونا بتلایا گیا۔

(۴) احناف کا استدلال کئی احادیث سے ہے، مثلاً:

(الف) باب کی حدیث نمبر ایک اور ۲ جس کے مطابق مطلق ماء دائم وماء راکد میں پیشاب کرنے منع کیا گیا کہ پیشاب کرنے سے وہ پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ ماء دائم قلتین ہو یا نہ ہو۔

(ب) باب کی حدیث نمبر ۳ جس کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی صورت میں سات بار تک دھونے کا حکم فرمایا اور قلتین کی تخصیص نہیں کی۔

(ج) بخاری ومسلم کی حدیث "اذا استیقظ أحدکم من نومہ فلا یغمسن یدہ فی الاناء الحدیث...... اگر تھوڑے پانی میں نجاست کا مل جانا ناپاکی کا سبب نہ ہوتا تو محض نجاست لگنے کے وہم سے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے ممانعت نہ کی جاتی۔ غرض ان احادیث میں تغیر احد الأوصاف کا ذکر ہے نہ قلتین کی تخصیص، یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح نجاست کا گرنا پانی کو ناپاک کر دیتا ہے۔

(د) باب کی حدیث نمبر ۹، ۱۰ جس کے مطابق دو صحابیوں یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آدمی کے کنویں میں گر جانے کی صورت میں کنویں کا سارا پانی نکالنے کا حکم فرمایا، حالانکہ کنواں یقیناً قلتین سے بڑا اور گہرا ہوگا، نیز تغیر احد الأوصاف کو بھی نہ دیکھا گیا۔ اسی طرح باب کی حدیث نمبر ۱۱ جس کے مطابق حضرت علیؓ نے کنویں میں چوہے کے گر کر مر جانے کی وجہ سے سارا پانی نکالنے کا حکم دیا اور مذکورہ بالا قیودات کا کوئی اعتبار نہیں کیا معلوم ہوا کہ مبتلی بہ کی رائے پر مدار ہے قلیل وکثیر ہونے میں۔

فریق مخالف کے دلائل کا جواب

(۱) ظاہریہ کی پہلی حدیث کا اولاً جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے لہذا باب کی صحیح احادیث سے اس کا تعارض نہیں ہو سکتا۔ دوم: یہ کہ اس حدیث میں "الماء" کا مصداق "فضل

ماء الجنابۃ'' ہے یعنی غسل جنابت سے بچا ہوا پانی جب تک نجاست نہ گرے ناپاک نہیں ہوتا۔

(۲) امام مالکؒ و اہل ظواہر کے بئر بضاعہ والی حدیث سے استدلال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

(الف) یہ حدیث ضعیف ہے؛ یحیٰ بن سعید القطان و دیگر ناقدینِ حدیث نے اس کی سند پر کلام کیا ہے بوجہ ایک راوی عبید اللہ بن عبد اللہ کے۔ (التعلیق الحسن)

(ب) اس کی سند میں اضطراب ہے؛ کیونکہ راوی کا نام و نسب مختلف بیان کیا جا رہا ہے:

۱......عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع۔

۲......عن عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع۔

۳......عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن رافع۔

(ج) ''الماء طهور'' میں الماء سے مراد خاص بئر بضاعہ کا پانی ہے اور بئر بضاعہ کا پانی ماء جاری کے حکم میں تھا؛ کیونکہ اس سے باغات کو سیراب کیا جاتا تھا ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کنویں اتنی نجاستیں ڈالی جاتی ہوں اور اس کا پانی جاری بھی نہ ہو بلکہ ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہو پھر بھی اس کا کوئی وصف متغیر نہ ہو اور اس کے پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائے؟! لہٰذا مالکیہ و ظاہریہ کا اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔

(د) اگر بالفرض ''الماء طهور'' سے عام پانی مراد ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پانی ہمیشہ ناپاک نہیں رہتا بلکہ جب جب اسے نجاست گرنے سے پاک کر لیا جائے پاک ہو جائے گا۔

(ہ) دراصل بئر بضاعہ والا کنواں نشیب میں واقع تھا اور اس کی منڈیر بھی نہیں تھی تو سیلاب اور تیز بارش آنے سے ہر قسم کی گندی اشیاء مختلف جگہوں سے ہو کر اس کنویں میں آپڑتی تھیں، مگر جب بعد میں کنویں کی صفائی کر دی گئی اور حفاظت کا انتظام بھی ہو گیا تو اب صرف نجاست گرنے کا احتمال یا توہم رہ گیا جس پر لوگوں نے سوال کیا اور آپ ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب سے نوازا کہ جب تک نجاست گرنے کا یقین نہ ہو جائے محض توہم اور احتمال سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر ایسی بات نہیں تو عام کافر بھی پانی میں گند نہیں ڈالتے بلکہ اس کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے پاکیزہ معاشرہ میں کنویں کو گند اور کوڑا کرکٹ سے بھر دیئے جانے کا تصور کیا جائے۔

(۳)امام شافعیؒ واحمدؒ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ:

۱......حدیث قلتین کو علی بن المدینیؒ، اسماعیل القاضیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن عبدالبرؒ اور اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

۲......حدیث کی سند، متن، معنی اور مصداق کے تعین میں بھی سخت اضطراب ہے، تفصیل یہ ہے:

(الف) سنداً اضطراب یہ ہے کہ راوی ولید بن کثیر کبھی روایت کرتے ہیں عن محمد بن جعفر بن زبیر، عن محمد بن عباد بن جعفر، پھر کبھی عبیداللہ بن عبداللہ اور کبھی عبداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں اور کسی روایت میں ابن عمرؓ سے موقوفاً مروی ہے اور کسی روایت میں مرفوعاً۔

(ب) متناً اضطراب یہ کہ باب کی حدیث نمبر۵ لفظ "قلتین" یعنی دو قلوں کا ذکر ہے، اور حدیث نمبر۶ میں جس کو دارقطنیؒ نے صحیح کہا ہے لفظ "أربعین قلة" یعنی چالیس قلوں کا ذکر ہے، نیز دارقطنی وابن عدی کی ایک روایت میں "قلتین أو ثلاثا" تشکیک کے ساتھ بھی آیا ہے۔

(ج) معناً اضطراب یہ ہے کہ قلّۃ کے لغت میں کئی معانی آتے ہیں، مثلاً: پہاڑ کی چوٹی، انسان کا قد، مٹکا۔

(د) مصداق میں اضطراب یہ ہے کہ اگر قلہ کی مراد حدیث میں مٹکا ہے جیسا کہ شافعیہ اس کی تاویل کرتے ہیں تو پھر یہ تعین کرنا مشکل ہوگا کہ مٹکا کتنا بڑا ہونا چاہئے۔

بہرحال ان گوناگوں اضطرابات کی وجہ سے ہی بعض حضرات نے حدیث قلتین کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۳......حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی مقصود دفعِ وسوسہ ہے کہ جب تک اپنی آنکھوں سے درندوں کو ان پانیوں پر آتا نہ دیکھو شبہ ظاہر نہ کرو۔

مسئلہ دوم: اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب آگے تیسرے باب "باب سؤر الکلب" کے ضمن میں مستقلاً آجائے گا۔

مسئلہ سوم: حدیث نمبر۴ کے تحت ایک اہم بات یہ ہے کہ سمندر کے کون کون سے جانور حلال اور کون کون سے جانور حرام ہیں؟ اس بارے میں چند مذاہب ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سمک طافی (اپنی موت آپ مر کر پانی کے اوپر آ جانے والی مچھلی) کے علاوہ مچھلی کی تمام اقسام حلال ہے اور مچھلی کے علاوہ ہر سمندری جانور حرام۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ ہر سمندری جانور حلال ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے یہاں راجح قول کے مطابق مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کے علاوہ باقی سب حلال ہے یعنی مگرمچھ، مینڈک، سانپ، کیکڑا، کچھوا۔

(۴) امام احمدؒ کے یہاں مندرجہ ذیل تین چیزوں کے علاوہ باقی سب حلال ہے، یعنی مگرمچھ، کچھوا، کوسج۔ البتہ ان کے نزدیک مچھلی کے علاوہ ہر جانور کا ذبح کرنا ضروری ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل:

(۱) آیت کریمہ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ اس آیت میں صید عام ہے لہذا ہر جانور حلال۔

(۲) حدیث باب میں "الحل ميتته" فرمایا گیا جو ہر میتۃ البحر جانور کو شامل ہے۔

احناف کے دلائل:

(۱) آیت قرآنی ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْكُمُ الْخَبَائِثَ﴾ کے مطابق خبائث یعنی وہ چیزیں جن سے فطری طور سے انسانی طبیعت گھن کرتی ہو حرام ہے اور مچھلی کے علاوہ سمندری جانور سے گھن آنا ظاہر ہے۔

(۲) آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ کے مطابق ہر میتۃ یعنی مردار حرام ہے سوائے اس میتۃ کے جس کی تخصیص ہو جائے، اب حدیث "أحلت لناميتتان و دمان، فأما الميتتان: فالحوت والجراد وأما الدمان: فالكبد والطحال" [أبوداود، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی وغیرہ عن ابن عمرؓ] میں دو مردار یعنی مچھلی اور ٹڈی کی تو تخصیص ہوئی ہے لیکن ان دو کے علاوہ باقی جانوروں کا حکم نہیں بیان کیا گیا لہذا وہ اپنے اصل کے مطابق حرام ہیں۔ [از معارف السنن: ۱/ ۲۵۷]

(۳) اہم بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں آپ ﷺ سے اور آپ کے بعد آپ کے صحابۂ کرامؓ میں سے کسی سے مچھلی کے علاوہ سمندر کے دوسرے جانور کا کھانا ثابت نہیں کم از کم بیان جواز کے لئے تو تناول کیا ہوتا "و اذليس فليس"۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب:

(۱) آیت میں لفظ 'صید' مصدر یعنی اصطیاد (شکار کھیلنا) کے معنی میں ہے نہ کہ اسم مفعول 'مصید' (شکار کیا ہوا) کے معنی میں؛ کیونکہ اصطیاد معنی حقیقی اور مصید معنی مجازی ہے، نیز آیت میں محرِم کو بحالت احرام سمندر میں شکار کھیلنے کی اجازت دینا مقصود ہے نہ کہ شکار کا کھانا حلال ہونا۔

(۲) حدیث الباب میں 'میتتہ' میں اضافت الی البحر تمام دریائی جانوروں کے لئے نہیں بلکہ مراد وہ مخصوص میتۃ البحر ہے جس کی حلت دوسری نص میں بیان ہو چکی جیسا کہ احناف کے دلائل کے ضمن میں بیان ہوا، خود ائمہ ثلاثہ خنزیر، مگرمچھ وغیرہ کا استثناء کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث بالاتفاق اپنے عموم پر نہیں۔

أَبْوَابُ النَّجَاسَاتِ

ناپاکیوں کا بیان

بَابُ سُؤْرِ الْهِرِّ

بلی کا بچا ہوا کا بیان

اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔

۱۲ ...... عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوْءًا. قَالَتْ: فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟! فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ؛ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: کبشہ بنت کعب بن مالکؒ سے روایت ہے اور وہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

کے نکاح میں تھیں کہ ابوقتادہ ان کے پاس تشریف لائے، وہ کہتی ہیں: پس میں ان کے لئے وضوء کا برتن انڈیلنے لگی۔ کہتی ہیں کہ اتنے میں ایک بلی آئی تو انہوں نے اس بلی کے لئے برتن جھکا دیا یہاں تک کہ بلی نے (پانی) پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں: ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں انہیں (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں تو کہا اے بھتیجی! کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! تو کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلی ناپاک نہیں ہے (اس لئے کہ) یہ تو ان جانوروں میں سے ہے جو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۳...... وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارِ التَّمَّارِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي، فَأَشَارَتْ إِلَى أَنْ ضَعِيْهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ؛ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: داؤد بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کی مالکہ نے انہیں ہریرہ (ایک قسم کا حلوہ) دے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو انہوں نے آپؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پس حضرت عائشہؓ نے اشارہ کیا کہ اس کو رکھ دو، پھر ایک بلی آئی اور اس میں سے کھا لیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئیں تو وہیں سے کھانے لگیں جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (بلی) ناپاک نہیں ہے؛ یہ تو تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے، اور تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۴...... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُغْسَلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے جب کہ اس میں کتا منہ مار جائے (اور) پہلی یا

آخری مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے، اور جب اس (برتن) میں بلی منہ مار دے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۱۵......**وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: طُهُوْرُ الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْهِرُّ أَنْ يُغْسَلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَآخَرُوْنَ، وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: هٰذَا صَحِيْحٌ.**

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: برتن کا پاک کرنا جب کہ اس میں بلی منہ مار جائے یہ ہے کہ ایک یا دو مرتبہ اس برتن کو دھولیا جائے۔ (طحاوی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور دارقطنی نے اس کو صحیح کہا ہے)

۱۶......**وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ: وَالْمَوْقُوْفُ أَصَحُّ فِي الْبَابِ.**

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے فرمایا: جب بلی برتن میں منہ مار جائے تو اس پانی کو پھینک دو اور اس برتن کو ایک مرتبہ دھولو۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے) نیموی کہتا ہے: اس باب میں موقوف روایت ہی صحیح تر ہے۔

تحقیق کلمات: ''**ولوغ**'' باب فتح کا مصدر ہے۔ ولوغ کے معنی ہیں کتے یا بلی کا کسی مائع چیز میں منہ ڈال کر زبان کو حرکت دینا چاہے پیے یا نہ پیے، اور اس کے کھانے کے لئے ''**لحس**'' اور خالی برتن کو چاٹنے کے لئے ''**لعق**'' کے الفاظ مستعمل ہیں، یہاں ولوغ سے مراد مطلق منہ ڈالنا ہے جس میں ''**لحس**'' اور ''**لعق**'' دونوں شامل ہے۔

مسئلۃ الباب: عام درندوں پر قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سؤرِ ہرّہ (بلی کا جھوٹا پانی) بھی ناپاک ہوتا، مگر ایک علت کی بناء پر اس کے نجس ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا اور وہ علت جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ''کثرت طواف'' ہے یعنی بلی چونکہ گھروں میں بکثرت داخل ہوتی ہے اس لئے اس سے ہر گھڑی برتنوں کی حفاظت مشکل ہے لہذا ﴿**وما جعل عليكم في الدين من حرج**﴾ کے اصول کے تحت اس کے حکم میں کچھ تخفیف کر دی گئی۔

اب اس تخفیف کی مقدار میں ائمہ کرام کا اختلاف یہ ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سؤر ہرہ بلا کراہت پاک ہے۔

(۲) طرفینؒ کے نزدیک مع الکراہت پاک ہے اور راجح قول کے مطابق کراہت تنزیہی ہے، یعنی اگر دوسرا پانی میسر آتا تو اس کا استعمال درست ہے۔

فریق اول کے دلائل:

۱...... باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ابی قتادہؓ ''إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ''۔

۲...... حدیث عائشہ کہ آپ نے بلی کی منہ لگائی ہوئی جگہ سے کچھ تناول کیا اور پھر آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی ''إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ'' اور آپ کے عمل سے استدلال کیا۔

فریق دوم کے دلائل:

۱...... باب کی تیسری حدیث یعنی حدیث ابو ہریرہؓ ''إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً''۔

۲...... باب کی چوتھی حدیث جس میں بلی کے جھوٹے کو پاک کرنے کا کہا گیا۔

۳...... قیاس: یعنی جب بلی کا گوشت نجس ہے تو لعاب بھی نجس ہوگا پس سؤر بھی نجس ہونا چاہئے کیونکہ لعاب گوشت سے ہی پیدا ہوتا ہے لیکن علت طواف کی وجہ سے اس حکم میں تخفیف ہوگئی اور حکم عین نجاست سے کراہت کی طرف منتقل ہوگیا۔

ائمہ ثلاثہؒ وامام ابو یوسفؒ کو جواب:

۱...... کراہت تنزیہی بھی جواز کا ایک شعبہ ہے لہذا آپ کی مستدل روایتیں بیانِ جواز پر محمول ہیں، اس طرح بظاہر متعارض حدیثوں کے درمیان تطبیق ہو جائے گی۔

۲...... حدیث ابی قتادہؓ کی دو راویہ ''حمیدہ'' اور ''کبشہ'' کے متعلق کلام بھی کیا گیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ بعض قرائن کی روشنی میں کبشہ صحابیہ معلوم ہوتی ہیں اور ثقہ دونوں ہی ہیں۔

۳...... حدیث عائشہ ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں ام داؤد نامی ایک راویہ مجہول ہے۔

بَابُ سُؤْرِ الْكَلْبِ

کتے کا جھوٹا

۱۷...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی

ایک کے برتن کی پاکی جبکہ اس میں کتا منہ مار جائے یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھولیا جائے (اور) پہلی مرتبہ مٹی سے دھولیا جائے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ، ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ، وَقَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ لوگوں کا کتوں کے ساتھ کیا تعلق ہے، پھر آپ نے شکار کے کتے اور بھیڑ بکریوں (کی حفاظت) کے کتے کے بارے میں گنجائش دے دی، اور فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ مار دے تو اس کو سات مرتبہ دھولو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھ لو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۹......وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ أَهْرَاقَهُ، وَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عطاءؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کی عادت یہ تھی کہ) جب کتا برتن میں منہ مار جاتا تو آپ اس (برتن کے پانی) کو بہادیتے اور اس کو تین مرتبہ دھولیتے۔ (دارقطنی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۰......وَعَنْهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: عطاءؒ ہی سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ مار جائے تو تو اس (کے پانی) کو بہادے پھر اس برتن کو تین بار دھولے۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۱......وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِيْ عَطَاءٌ: يُغْسَلُ الْإِنَاءُ الَّذِيْ وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْهِ قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ سَبْعًا وَخَمْسًا وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهِ

وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابن جریجؒ نے کہا: مجھ سے عطاءؒ نے کہا: اس برتن کو جس میں کتا منہ مار جائے دھولیا جائے، کہا کہ یہ سب درست ہے یعنی سات مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا تین مرتبہ۔ (عبدالرزاق نے اس کو اپنی مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلہ اولیٰ: کتے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) امام مالکؒ، بخاریؒ اور اہل ظواہر کے نزدیک کتے کا گوشت پاک ہے لہذا اس کا جھوٹا بھی پاک ہے اور جس برتن میں کتا منہ لگا دے وہ برتن بھی پاک ہے، باقی اس کو دھونے کا حکم تطہیر کے لئے نہیں بلکہ بطور تعبد اور علاج ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور دھونے کا حکم تطہیر کے لئے ہے۔

[رحمۃ الامۃ، ص: ۷]

فریق اول کے دلائل:

۱..... قرآن مجید کی آیت ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ﴾، اس آیت میں شکاری کتے کے شکار کردہ جانور کو کھانے کی اجازت دی گئی اور اس کے دھونے کا حکم نہیں ہوا جبکہ کتا اپنے منہ سے شکار کو پکڑتا ہے تو اس پر کتے کا لعاب کا لگنا یقینی بات ہے۔

۲..... ابوداؤد شریف میں ابن عمرؓ سے مروی ہے "**كانت الكلاب تقبل و تدبر فی مسجد النبی ﷺ ولم يكونوا يرشون عليه ماءا**"۔ اس حدیث کے مطابق کتوں کے مسجد میں داخل ہونے کے بعد لوگ پانی وغیرہ چھڑک کر مسجد کو پاک کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، حالانکہ کتوں کی عادت ہے جہاں جاتے ہیں رال ٹپکاتے ہوئے گذرتے ہیں۔

جمہور کے دلائل:

۱..... آیت قرآنی ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ جس کے مطابق ہر خبیث شی حرام ہے اور کتا اخبث الخبائث ہے لہذا وہ بھی حرام ہوا، جب اس کا گوشت حرام ہوا تو لعاب بھی حرام ہوا؛ کیونکہ لعاب گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

۲......باب کی پہلی حدیث جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں "طھور اناء أحدکم ......" الحدیث، برتن کے دھونے کو پاک کرنا کہا گیا ہے، معلوم ہوا کہ کتے کے منہ لگانے سے برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔

فریق اول کو جواب:

۱......آیت قرآنی ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ﴾ الآیۃ کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ شکاری کتے کا شکار بغیر ذبح بھی حلال ہے، پھر کیسے کھانا ہے اور دیگر کیا جزئی احکامات ہیں تو وہ دوسرے دلائل اور احادیث سے معلوم ہوں گے۔ پھر جس طرح آیت میں کتے کے لعاب لگنے سے پاکی کا حکم مذکور نہیں تو شکار کئے جانور کے دم مسفوح کو دھونے کا بھی حکم مذکور نہیں ہے تو کیا آپ دم مسفوح کو پاک کہیں گے؟! ہرگز نہیں، لہذا آیت لعاب کلب کی طہارت پر استدلال درست نہیں۔

۲......زمین کی طہارت کا ایک طریقہ نجاست لگنے کے بعد زمین کا خشک ہو جانا بھی ہے لہذا حدیث ابن عمرؓ میں ممکن ہے اس طریقہ پہ عمل کر لیا جاتا ہو، اس کی بڑی نشانی یہ ہے کہ ایک روایت میں کتوں کا مسجد میں گھوم پھر پیشاب کرنے کا ذکر بھی ہے (یعنی ابتداء میں جب مسجد کے گرد چار دیواری نہیں تھی اور مسجد کا صحن بالکل کھلا تھا) حالانکہ کتے کا پیشاب بالاتفاق نجس ہے۔

مسئلہ دوم: کتا برتن میں منہ لگا دے تو پاک کرنے یا دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) ائمہ ثلاثہ ماسوا احناف برتن کو سات بار دھونے کے قائل ہیں البتہ امام احمدؒ آٹھویں مرتبہ میں مٹی سے مانجھنے کا بھی کہتے ہیں۔

(۲) احناف کے نزدیک دوسری نجاست کی طرح اس سے بھی برتن کو تین مرتبہ دھونے کو کافی قرار دیتے ہیں البتہ سات دفعہ دھو لینا مستحب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی پہلی اور دوسری حدیث ہے۔

احناف کے دلائل:

۱......"عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اذا ولغ الکلب فی اناء أحدکم فلیهرقه ولیغسله ثلاث مرات". اس حدیث میں صراحۃً تین دفعہ

دھونے کا حکم موجود ہے۔ [معارف السنن:۱/۳۲۵]

۲......باب میں مذکور حضرت ابو ہریرہؓ کا سؤر کلب کو تین بار دھو لینے کا فتویٰ۔

۳......قیاس کے مطابق بھی تین مرتبہ دھو لینا کافی ہونا چاہئے؛ کیونکہ سخت سے سخت نجاست مثلاً پیشاب، شراب اور خود کتے کا پیشاب بھی تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱......سات بار دھونے کا حکم استحباب یا علاج پر محمول ہے؛ کیونکہ کتوں کے لعاب میں خاص قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو سات بار دھو لینے سے زائل ہو جاتے ہیں اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم بھی دراصل اسی حکمت پر مبنی ہے؛ کیونکہ مٹی کے اجزاء میں شامل نوشادر کتے کے منہ سے نکلنے والے جراثیم اور زہر کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم

۲......سات بار دھونے کا حکم ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ شروع شروع میں لوگ کتے رکھنے کے عادی تھے تو ان کو نفرت دلانے کے لئے سخت حکم دیا گیا اور پھر تدریجاً حکم میں نرمی کی جاتی رہی۔ چنانچہ ابتداء میں سب کتوں کو مار ڈالنے کا حکم ہوا، پھر صرف کالے کتے کو مار ڈالنے کا حکم ہوا اور عام کتوں سے دور رہنے کا حکم ہوا، کچھ عرصے بعد بغرضِ حفاظت کتے رکھنے کی اجازت ہوئی۔ تو سات بار دھونے کا حکم اسی تشدید والے دور سے متعلق ہے اب فقط اس کا استحباب رہ گیا، راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کا تین بار پر فتویٰ دینا نسخ کی دلیل ہے۔

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ
منی کی ناپاکی کا بیان

۲۲......عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهِ بُقَعُ الْمَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: سلیمان بن یسارؒ نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منی کے بارے

میں پوچھا جو کہ کپڑے پر لگ جائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے اس کو دھوتی تھی پھر آپ نماز کے لئے نکل جاتے حالانکہ دھونے کا اثر آپ کے کپڑوں میں پانی کی تری کی صورت میں (باقی) رہتا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۳......وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ غُسْلَه' مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَه' فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَه' بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَه' لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ، ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے غسلِ جنابت کے واسطہ پانی قریب کیا چنانچہ (پہلے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دو یا تین مرتبہ دھوئے پھر اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کیا پھر پانی لے کر بائیں ہاتھ سے استنجاء کیا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر رکھ کر زور سے ملا پھر وضوء فرمایا جیسا کہ آپ نماز کے لئے وضوء کرتے پھر اپنے سر مبارک پر ہاتھ بھر کر تین چلو پانی ڈالا پھر پورے جسم پر پانی بہایا پھر اپنے اس مقام سے علیحدہ ہوئے اور دونوں پاؤں کو دھولیا۔ (شیخین اس کو نقل کیا)

۲۴......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّه' قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّه' تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ لَه' رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھے رات میں جنابت لاحق ہو جاتی ہے (تو ایسے میں کیا کروں) تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: وضوء کر لیا کرو اور شرمگاہ کو دھو لیا کرو (یعنی استنجاء کر لیا کرو) اور پھر سو جاؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)۔

۲۵......وَعَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ. فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلاً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام ابوسائبؒ سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جبکہ وہ حالت جنابت میں ہو۔ تو (راوی نے) کہا کہ وہ (پھر) کیا کرے اے ابوہریرہ! فرمایا کہ وہ اس سے (چلو بھر بھر کے) پانی لے لے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۶...... وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُهَا فِيْهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِ أَذًى. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اسی کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں کہ ان کے ساتھ ہم بستر ہوا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں! (پڑھ لیا کرتے تھے) جب اس میں کوئی گندگی نہ دیکھتے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۷...... وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَرِيْبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ، فَاحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتّٰى إِذَا جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَأٰى مِنْ ذٰلِكَ الْإِحْتِلَامِ حَتّٰى أَسْفَرَ، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ، فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا أَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا، وَاللهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً، بَلْ أَغْسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْضَحُ مَا لَمْ أَرَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ

صَحِیْحٌ

ترجمہ : یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؒ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس قافلے میں عمرہ کرنے گئے جس میں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رات کو پانی کے چشمہ سے قریب ایک راستہ میں پڑاؤ ڈالا، پس عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا قریب تھا کہ صبح ہو جاتی مگر انہیں قافلہ والوں کے پاس پانی نہ ملا پس وہ سوار ہوئے (اور آگے گئے) یہاں تک کہ جب پانی کے پاس پہنچے تو اس احتلام کے اثرات کو دھونے لگے جو نظر آ رہے تھے حتیٰ کہ صبح کی روشنی پھیل گئی تو ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس (اور بھی) کپڑے موجود ہیں تو آپ اپنے (موجودہ) کپڑے رہنے دیں کہ دھلتے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: (تم پر تعجب ہے) اگر تمہارے پاس کئی جوڑے ہیں تو کیا تمام لوگوں کے پاس کئی جوڑے کپڑے ہوں گے؟! اللہ کی قسم! اگر میں ایسا کرلوں یہ ایک سنت بن جائے گی (نہیں) بلکہ میں نے جو (منی) دیکھی اس کو تو دھولوں گا اور جو نہیں دیکھی اس پر چھینٹے مارلوں گا۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ فِي الْمَنِيِّ إِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ: إِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ، وَإِنْ لَمْ تَرَهُ فَانْضَحْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی منی کے بارے میں فرمایا جو کہ کپڑوں کو لگ جائے: جب تو اس کو دیکھے تو دھولے اور اگر نہ دیکھے تو چھینٹے مارلے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۹......وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ: إِنْ رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَإِلَّا فَاغْسِلِ الثَّوْبَ كُلَّهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منی کے بارے میں فرمایا جو کہ کپڑے کو لگ جائے: اگر تو اس کو دیکھے تو دھولے ورنہ پورے کپڑے کو دھولے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اس کی سند صحیح ہے)

۳۰......وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَنَا عِنْدَهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ أَهْلَهُ؟ قَالَ: صَلِّ فِيْهِ إِلَّا أَنْ تَرٰى فِيْهِ شَيْئًا فَتَغْسِلُهُ، وَلَا تَنْضَحْهُ؛ فَإِنَّ النَّضْحَ لَايَزِيْدُهُ إِلَّا شَرًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ : عبدالملک بن عمیرؒ نے کہا: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا (اس وقت) میں ان کے پاس تھا ایسے آدمی کے بارے میں جو کہ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتا جن میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوتا؟ (تو) آپ نے فرمایا: ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھ لو (کوئی حرج کی بات نہیں ہے) مگر یہ کہ ان میں کوئی چیز (منی) دیکھ لو تو اس کو دھو لینا چھینٹے مت مارنا کیونکہ چھینٹے مارنا اس میں خرابی ہی بڑھائے گا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۱......وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ رَشِيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَطِيْفَةٍ أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ لَايُدْرٰى أَيْنَ مَوْضِعُهَا؟ قَالَ: اِغْسِلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ : عبدالکریم بن رشیدؒ نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی چادر کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جنابت (کی گندگی) لگ جائے اور یہ پتہ نہ چل سکے کہ کس جگہ لگی ہے؟ فرمایا کہ اس (پوری) چادر کو دھو لو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیقِ کلمات:

مرد کے عضو تناسل سے پیشاب کے علاوہ اور تین قسم کا مواد خارج ہوتا ہے:

(۱) منی (۲) مذی (۳) ودی۔

''منی'' کی دو تعریفیں کی گئی ہیں:

۱......هو الماء الدافق الذي يخرج بشهوة ومنه يكون الولد.

''کود کر لذت کے احساس کے ساتھ نکلنے والا پانی جس سے بچہ ہوتا ہے''۔

۲......ماء غليظ أبيض له رائحة۔ ''گاڑھا سفید بدبودار پانی''۔

"مذی" کی تعریف اگلے باب کے تحت آئے گی۔

"ودی": پیشاب کے ساتھ پہلے یا بعد میں نکلنے والا گاڑھا سفید پانی۔

مسئلۃ الباب: منی شرعاً ناپاک ہے یا پاک؟ اس بارے میں دو قول ہیں:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک منی شرعاً پاک ہے (طبعی گھن علیحدہ بات ہے)۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک شرعاً ناپاک ہے۔

فریق اول کے دلائل:

۱...... آیت قرآنی ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا﴾ میں اللہ تعالیٰ نے منی کو "ماء" کہا اور اس سے انسان کی پیدائش کو نعمت کے طور پر ذکر فرمایا، سو جو چیز بطور نعمت ذکر ہو وہ ناپاک کیسے ہوگی؟

۲...... منی کیسے ناپاک ہو سکتی ہے جبکہ یہ انبیاء کرام وصلحاء واتقیاء جیسے پاک طینت افراد کا مادہ تولید ہے؟

۳...... اگلے باب (باب مایعارضہ) کی حدیث "عن عائشة رضي الله عنها أنها كانت تحت المني من ثياب رسول الله ﷺ وهو في الصلاة"۔ اگر منی ناپاک ہوتی تو نماز میں کھرچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے منی کو تھوک اور بلغم سے تشبیہ دی ہے۔

فریق ثانی کے دلائل:

۱...... پورے ذخیرۂ احادیث میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس کے مطابق حضور ﷺ کبھی نہ کبھی منی والے کپڑوں میں (بغیر دھوئے اور صفائی کرنے کے) نماز پڑھی ہو، اگر منی پاک ہوتی تو بیانِ جواز کے لئے سہی ایک آدھ مرتبہ ایسا ضرور کرتے۔ "واذلیس فلیس"

۲...... باب کی وہ احادیث جن کے مطابق امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے منی لگے کپڑوں کو دھویا اور بعض روایات کے مطابق خوب اچھی طرح مل مل کر دھویا۔

۳...... باب کی دوسری حدیث جس کے الفاظ ہیں "فدلكما دلكا شديدا" یعنی منی کو صاف کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر مارا اور شدید رگڑا، صفائی وطہارت

کا اتنا اہتمام منی کے ناپاک ہونے کو ہی بتلاتا ہے۔

۴..... صحابۂ کرام کا عمل اور ان کے اقوال بالخصوص باب کی حدیث نمبر ۲۷ جس کے مطابق حضرت عمرؓ نے سفر کی حالت میں انتہائی مشقت کے باوجود رات کو احتلام ہو جانے کی بناء پر اپنے کپڑوں کو دھویا اور اس معاملے میں معمولی نرمی نہیں برتی۔

۵..... قیاس بھی منی کے ناپاک ہونے کا تقاضا کرتا ہے؛ کیونکہ پیشاب، مذی اور ودی بالاتفاق ناپاک ہے تو منی بھی ناپاک ہونی چاہئے، پھر امام احمدؒ غیر انسان کی منی کو ناپاک قرار دیتے ہیں تو انسان کی منی بھی ناپاک ہونی چاہئے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کو جواب:

۱..... یہ توجیہ ضعیف ہے اور منی کو "ماء" کہنے سے اس کی پاکی ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ اللہ تعالی نے تمام جانداروں کا مادّہ تخلیق بھی "منی" کو قرار دیا ہے ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ﴾ پھر تو ہر حیوان کی منی پاک ہونی چاہئے اور کوئی حیوان بھی ناپاک نہیں رہنا چاہئے حالانکہ اس بات کا کوئی قائل نہیں۔

۲..... حقیقت بدل جانے سے احکامات بھی بدل جاتے ہیں، ماں کے پیٹ میں بچہ کی غذا حیض کا خون ہوتا ہے تو آپ کے قیاس کے مطابق حیض کا خون بھی پاک ہونا چاہئے جبکہ ایسا نہیں، پھر کمال تو اسی میں ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک ناپاک شی سے پاکیزہ مخلوق انسان کو پیدا کیا جس مادّہ تخلیق کو ایک آیت میں "ماء مھین" یعنی بے وقعت حقیر پانی فرمایا۔

۳..... گاڑھی منی کو کھرچ کر صاف کرنا اس کو پاک کرنے کی غرض سے تھا نہ کہ اس کے پاک ہونے کی بناء پر؛ کیونکہ تطہیرِ منی کے دو طریقے ہیں: (۱) غُسل یعنی دھونا جب منی گیلی ہو۔ (۲) کھرچنا اور رگڑنا جب منی خشک ہو۔ تو اگر کچھ معمولی ذرّات جو معفو عنہ مقدار میں ہوتے اور دورانِ نماز ان پر نظر پڑتی تو اسے بھی صاف کر دیتی، بہر حال اس حدیث سے تطہیرِ منی میں اہتمام ثابت ہوتا ہے نہ کہ تخفیف، علاوہ ازیں محارب بن دثار عن عائشہ کی سند منقطع ہے۔

۴..... منی کو تھوک یا بلغم کے ساتھ تشبیہ دینا حضرت ابن عباسؓ کی اپنی ذاتی رائے ہے جو صحیح اور

مرفوع روایات کا مقابلہ نہیں کرسکتی، امام نیمویؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے منی کو تھوک کے ساتھ تشبیہ پاک کرنے میں دی ہو یعنی اس کا طریقہ تطہیر کچھ مشکل نہیں بلکہ تھوک بلغم کی طرح لکڑی سے بھی دور کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا يُعَارِضُه‘

باب اس کے معارض حدیث کے بیان میں

۳۲......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُزَاقِ، وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَه‘ بِخِرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُه‘ ضَعِيفٌ، وَرَفْعُه‘ وَهْمٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ سے منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کہ کپڑوں کو لگ جائے (کیا کیا جائے)؟ آپ نے فرمایا: وہ تو ناک کی رینٹھ اور تھوک کی طرح ہے، اور تمہیں اتنا کافی ہے کہ اس کو کپڑے کے ٹکڑے یا گھاس سے پوچھ لو۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو مرفوع روایت کرنا وہم ہے)

۳۳......وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحُتُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثِيَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُه‘ مُنْقَطِعٌ.

ترجمہ: محارب بن دثارؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی کو کھرچ لیتی تھی جبکہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔ (بیہقی اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے)

۳٤......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّه‘ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ، قَالَ: أَمِطْهُ عَنْكَ بِعُوْدٍ أَوْ إِذْخِرَةٍ، فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ أَوِ الْبُصَاقِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَه‘.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں ایسے منی کے بارے میں فرمایا

جو کہ کپڑوں کو لگ جائے، فرمایا کہ تو اس کو اپنے سے کسی لکڑی یا گھاس کے ذریعے دور کردے کیونکہ وہ تو ناک کی رینٹھ یا تھوک کی مانند ہے۔ (بیہقی نے اس کو المعرفہ میں روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ : هٰذَا أَقْوَى الْآثَارِ لِمَنْ ذَهَبَ إِلٰى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ وَلٰكِنَّه‘ لَا يُسَاوِي الْأَخْبَارَ الصَّحِيْحَةَ الَّتِي اُسْتُدِلَّ بِهَا عَلَى النَّجَاسَةِ، وَمَعَ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ التَّشْبِيْهُ فِي الْإِزَالَةِ وَالتَّطْهِيْرِ لَا فِي الطَّهَارَةِ.

ترجمہ : نیموی کہتا ہے کہ یہ سب سے مضبوط اثر ہے ان لوگوں کے حق میں جو منی کے پاک ہونے کے قائل ہوئے ہیں لیکن یہ (اثر) ان صحیح احادیث کے برابر نہیں ہوسکتا جن سے منی کے ناپاک ہونے پر دلیل پیش کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ احتمال بھی ہے یہ تشبیہ (رینٹھ اور تھوک سے) دور کردینے اور پاک کردینے میں ہو نہ کہ پاک ہونے میں۔

نوٹ: اس باب کی تشریح گزشتہ باب کے تحت گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِيْ فَرْكِ الْمَنِيِّ
منی کو کھرچ لینے کا بیان

۳۵......عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَه‘، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَه‘ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَه‘، فَإِنْ لَمْ تَرَه‘ نَضَحْتَ حَوْلَه‘، لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُه‘ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَه‘ : لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَحُكُّه‘ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَابِسًا بِظُفُرِيْ.

ترجمہ : علقمہؒ اور اسودؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان ہوا تو وہ صبح کو اپنے کپڑے دھونے لگا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تجھے اتنی بات کافی تھی کہ اگر تو اس کو دیکھتا تو اس کی جگہ کو دھو لیتا اور اگر نہیں دیکھا تھا تو اس کے اردگرد چھینٹے مار لیتا؛ تحقیق میں (اس وقت) اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے کھرچ رہی ہوں پھر آپ ان میں نماز پڑھ لیتے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا اور مسلم ہی کی ایک روایت میں

ہے) تحقیق میں اپنے آپ کو اس حال میں دیکھ (یاد) کر رہی ہوں کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے خشک ہونے کے وقت اپنے ناخن کے ذریعہ کھرچ رہی ہوں۔

٣٦......وَعَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَأَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُوْعَوَانَةَ فِي صَحِيْحِهِ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: آپؓ ہی نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی کھرچ لیتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور اس کو دھو لیتی تھی جب وہ تر (گیلی) ہو۔ (دارقطنی طحاوی نے اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٣٧......وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ ضَيْفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأُجْنِبَ، فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِحَتِّهِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ فِي الْمُنْتَقٰى وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ہمام بن حارثؒ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک شخص مہمان تھا پس اسے جنابت لاحق ہوگئی اور وہ اس (منی) کو دھونے لگا جو اس کے کپڑوں کو لگا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کے کھرچ لینے کا حکم کیا کرتے تھے۔ (ابن جارود نے منتقی میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیق کلمات: فرك، ضرب سے بمعنی کسی چیز کو رگڑ کر یا کھرچ کر کپڑے سے زائل کر دینا۔ حك، نصر سے بمعنی رگڑنا، گھسنا۔ حتّ: نصر سے بمعنی کپڑے سے کیچڑ وغیرہ مل کر چھڑانا۔

مسئلۃ الباب: خارج من السبیلین میں منی کے علاوہ نجاستوں کا بہرصورت دھونا ضروری ہے، کھرچنا یا جھاڑ کر دور کرنا کافی نہیں، مگر منی کا حکم اس سے قدرے مختلف ہے کیونکہ منی کو رگڑ کر صاف کرنے کے بارے میں ائمہ کرامؒ کا اختلاف ہے جو کہ درج ذیل ہے:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ تو منی کی طہارت کے قائل ہیں اس بناء پر ان کے نزدیک منی کو کھرچ کر

صاف کردینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ درحقیقت منی کو کھرچ کر صاف کرنے سے متعلق وارد احادیث ہی طہارتِ منی کی دلیل ہیں جس کا جواب گذشتہ باب کے تحت دیا جا چکا۔

(۲) امام مالکؒ منی کو عام نجاستوں پر قیاس کرتے ہوئے غسل یعنی دھونے کا حکم دیتے ہیں خواہ خشک ہو یا تر۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر منی گاڑھی اور خشک ہو تو کھرچنے سے وہ پاک ہو جائے گی، اور اگر پتلی یا گیلی ہو تو اس کا دھونا لازم ہے۔ (اس زمانہ میں لوگوں کی صحتیں پہلی جیسی نہیں رہیں اور منی پتلی ہوتی ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے کما فی ردالمحتار: ۱/۳۱۳)

امام مالکؒ کی دلیل:

آپ منی کو پیشاب اور خون و دیگر نجاسات پر قیاس کرتے ہیں کہ دھونا ضروری ہے۔

احناف کے دلائل:

باب کی تمام احادیث احناف کی دلیل ہیں، اور امام مالکؒ کو جواب یہ ہے کہ حدیث کے مقابلے میں قیاس کو حجت نہیں بنایا جاسکتا نیز یہ قیاس مع الفارق ہے؛ کیونکہ منی ذی جرم غلیظ ہوا کرتی ہے اور پیشاب اور خون اس کے مقابلہ میں رقیق غیر ذی جرم۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمَذِيِ

وہ احادیث جو مذی کے بارے میں وارد ہیں

۳۸......عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِيْ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ: يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہت مذی والا آدمی تھا اور میں حیاء محسوس کرتا تھا کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھوں آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے، پس میں نے مقداد بن اسود کو حکم دیا (کہ وہ مسئلہ پوچھ لیں) تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا۔ آپ نے فرمایا

کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور وضوء کر لے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۳۹......وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْاِغْتِسَالَ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ؟ قَالَ: يَكْفِيْكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى أَنَّهُ أَصَابَهُ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ انہوں نے فرمایا: میں شدت سے مذی کو پاتا تھا اور اس کی وجہ سے اکثر غسل کیا کرتا تھا پس میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تجھے اس سے وضوء کر لینا کافی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر اس کا کیا کروں جو اس میں سے میرے کپڑوں کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: تجھے یہ کافی ہوگا کہ ایک چلو پانی لے لے اور جہاں اسے لگا ہو اد یکھے وہاں اپنے کپڑوں پر پانی سے چھینٹے مار لے۔ (سوائے نسائی کے چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۰......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذِيُّ وَالْوَدْيُ، فَأَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدْيُ فَإِنَّهُ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ منی، مذی اور ودی ہی ہے، بہر حال مذی اور ودی تو (اس کی وجہ سے) آدمی اپنی شرمگاہ کو دھوئے گا اور وضوء بنائے گا اور رہی منی تو اس میں غسل واجب ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تحقیق کلمات: مذی، اس لفظ کو دو طرح پڑھا جا سکتا ہے (۱) مَذْیٌ (۲) مَذِیٌّ۔ پہلی صورت فصیح ہے۔ مذی: ایک قسم کا سفید لیس دار پتلا پانی جو عام طور پر ملاعبت مع الزوجہ یا تصورِ جماع کے وقت نکلتا ہے۔

"پہلی بحث" مذی پاک ہے یا ناپاک؟

ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلفاً وخلفاً سب کے نزدیک مذی نجس ہے، بخلاف فرقۂ امامیہ کے روافض میں سے کہ وہ اس کو طاہر کہتے ہیں۔لفظ ''نضح'' سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ لفظ ''نضح'' تو دمِ حیض اور بولِ صبی کے بارے میں بھی آیا ہے حالانکہ دمِ حیض بالاتفاق نجس اور ناپاک ہے، لہذا ''نضح'' کا ایک معنی متعین نہیں۔

''دوسری بحث'' خروجِ مذی کے بعد صرف محل نجاست کو پاک کرنا ضروری ہے یا مزید بھی؟

(۱) امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ پورے عضوِ تناسل کو دھوئے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک ذکر کے ساتھ خصیتین کا دھونا بھی ضروری ہے۔

(۳) حنفیہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک صرف موضعِ نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل :اول بخاری شریف (۱/۴۱) کی روایت ''اغسل ذکرك'' اور پھر باب کی پہلی اور تیسری حدیث ہے جن میں ''یغسل ذکرہ'' سے ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل :ابوداؤد شریف کی روایت ''لیغسل ذکرہ وأنثییہ'' اور حدیث رافع بن خدیجؓ جس کے الفاظ یہ ہیں ''یغسل مذاکیرہ'' (ابوداؤد:۱/۲۸) ''مذاکیر'' جمع ہے لہذا عضوِ تناسل کے ساتھ انثیین کا دھونا بھی ضروری ہے۔

امام ابوحنیفہؒ وشافعیؒ کی دلیل :اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ''من المذی الوضوء'' (معارف السنن:۱/۳۸۰)، نیز جب خروجِ مذی نواقض وضوء میں سے ہے تو عام نجاسات کی طرح موضعِ نجاست کا دھولینا کافی ہونا چاہئے۔

امام مالکؒ واحمدؒ کو جواب :

۱.....کل عضو اور انثیین کا دھونا استحبابی حکم ہے نہ کہ وجوبی؛ تا کہ اگر قطرے منتشر ہوں تو وہ بھی دھل جائیں۔

۲.....یہ حکم بطورِ علاج ہے کیونکہ پانی (بالخصوص ٹھنڈا پانی) قاطع للمذی ہے یعنی قطرے بند ہونے کا ذریعہ ہے۔ اکثر روایات کا مذاکیر وانثیین کے لفظ سے خالی ہونا بھی اس کی دلیل ہے۔

''تیسری بحث'' جس کپڑے کو مذی لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے یا چھینٹیں مار لینا

بھی کافی ہے؟

(۱) جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دھونا ضروری ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں ڈھیلے کا استعمال بھی جائز ہے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک راجح قول کے مطابق چھینٹیں مار لینا کافی ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: باب کی دوسری حدیث قول "یکفیك بأن تأخذ کفامن ماء فتنضح بھامن ثوبك حیث تری أنه أصابه"، اس حدیث میں صراحۃً چھینٹیں مارنے کا ذکر ہے۔

جمہور کے دلائل: "واغسل ذکرك" یعنی وہ روایات جن میں غسل یعنی دھونے کا حکم وارد ہے۔ (پھر امام صاحبؒ کے نزدیک جب مذی، پیشاب کی طرح ہوا تو جیسے پیشاب میں ڈھیلے کا استعمال صحیح ہے مذی میں بھی صحیح ہے)۔

امام احمدؒ کو جواب: "نضح" کا معنیٰ صرف چھینٹیں مارنا نہیں بلکہ مطلق غسل اور غسلِ خفیف بھی اس کے معنیٰ ہیں۔ چنانچہ باب نجاسۃ دم الحیض کے تحت حدیث نمبر ۵۵ میں حیض کے خون کے لئے "ثم تنضحه" فرمایا گیا جبکہ بالاتفاق حیض کے خون کا دھونا ضروری ہے۔ نیز جب مذی نجاست ہے تو عام نجاستوں کی طرح اس میں بھی غسل ہونا چاہئے نہ کہ چھینٹیں مارنا۔

"چوتھی بحث" آپ ﷺ سے مذی کے بارے میں سوال کرنے والے شخص کون تھے؟

(۱) ترمذی اور ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔

(۲) نسائی کی ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو سوال کرنے کا کہا تھا۔

(۳) باب کی پہلی روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے حضرت مقدادؓ کو حکم کیا تھا۔

تینوں روایتیں بظاہر مختلف ہیں، لیکن ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کسی مجلس میں حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ اکٹھے تھے، مذی کے متعلق بات چلی تو حضرت علیؓ نے اپنا اس میں ابتلاء ذکر کیا اور پھر ان دو حضرات میں سے کسی کو ایک کو آپ ﷺ سے اس کا حکم پوچھنے کا حکم کیا، لیکن جب ان سے بہت تاخیر ہو گئی تو آپؓ نے دوسرے صاحب سے کہا انہوں نے بالآخر آپ ﷺ سے سوال کر لیا۔ ایک روایت کے مطابق پہلے حضرت مقدادؓ نے سوال کیا بعد میں

حضرت عمارؓ نے بھی پوچھا۔ اس کے بعد جب مسئلہ عام ہوگیا اور عام مجلس میں اس بارے گفتگو ہوئی تو حضرت علیؓ نے بھی سوال کرلیا یا یہ کہ آخر میں مزید اطمینان کے لئے آپؓ نے بھی سوال کیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبَوْلِ
وہ احادیث جو پیشاب کے بارے میں وارد ہیں

۴۱......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَايُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور دونوں کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ (بلکہ) ان میں سے ایک تو وہ پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا تو وہ چغلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کی قبر میں ایک ایک گاڑ دی۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کس وجہ سے کیا؟ فرمایا کہ امید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک ان دونوں سے عذاب میں کمی کی جائے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۲......وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ.

ترجمہ: ابو صالحؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکثر عذابِ قبر پیشاب سے (نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ اور

دوسروں نے اس کو روایت کیا ہے اور دار قطنی اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۴۳......وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْبَوْلِ؟ فَقَالَ: إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوْهُ، فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ فِي التَّلْخِيْصِ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پیشاب (کے پاک وناپاک ہونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب (اس میں سے) کوئی چیز تم کو لگ جائے تو تم اس کو دھولو؛ کیونکہ میرا خیال ہے کہ عذاب قبر اس (سے نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

مسئلة الباب:

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ انسان کا پیشاب ناپاک ہے (البتہ انسان کے بچہ کے پیشاب کے بارے میں اختلاف ہے جس سے اگلے باب کے تحت بحث کی جائے گی) اور حرام جانوروں کا پیشاب بھی بالاتفاق ناپاک ہے البتہ ماکول اللحم یعنی حلال جانوروں کے پیشاب کے بارے میں کچھ اختلاف ہے جس سے "باب في بول مايؤكل لحمه" میں بالتفصیل بحث کی جائے گی۔ انشاء اللہ

تشریح احادیث:

"مر بقبرين": یہ دو قبریں کن کی تھیں؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ کافروں کی قبریں تھیں لیکن جمہور علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ قبریں دو مسلمان شخصوں کی تھیں، اس کی دو وجہیں ہیں: (۱) ایک صحیح روایت میں "بقبرين جديدين" آیا ہے۔ (۲) اور ایک روایت میں مدینہ منورہ کے قبرستان "بقيع الغرقد" کا ذکر بھی آیا ہے۔ نیز خطاب بھی مسلمانوں کو ہے۔

"وما يعذبان في كبير": اس روایت میں بظاہر مذکورہ گناہوں کے کبیرہ ہونے کی نفی ہے مگر بخاری شریف کی روایت میں کبیرہ کی نفی کے ساتھ "بلى وانه لكبير" بھی موجود ہے یعنی کیوں نہیں دونوں بڑے گناہ ہیں اس طرح دو روایتوں میں تعارض واقع ہوگیا؟ علماء نے تطبیق

اس طرح دی ہے کہ پہلی روایت کا مطلب بچنے کے اعتبار سے کبیرہ یعنی بھاری اور مشکل ہونے کی نفی ہے اور دوسری روایت میں معصیت اور عذاب کے اعتبار سے ان کو بڑا کہا جارہا ہے۔

''لا یستتر من البول ''بعض روایات میں اس کے بجائے''لا یستنزہ ''اور''لا یستبرئ'' کے الفاظ آئے ہیں، مفہوم سب الفاظ کا ایک ہے یعنی مذکورہ شخص پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

گناہ اور عذاب میں مماثلت: طہارت عن البول عبادات اور طاعات کی طرف پہلا قدم ہے اور قبر عالم آخرت کی پہلی منزل ہے، پھر قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کتاب ہوگا اور طہارت نماز سے مقدم ہے، اس لئے منازلِ آخرت کی پہلی منزل قبر میں مقدم ترین عبادت کی لازمی شرط طہارت کے ترک پر مؤاخذہ کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ أعلم (معارف السنن: ۱/۲۶۳)

''ثم أخذ جریدۃ رطبۃ......''الخ

اس سے بعض اہل بدعت نے قبروں پر پھول چڑھانے کے ثبوت وسنیت پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال بالکل باطل ہے؛ اس لئے کہ اس حدیث میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں، البتہ شاخ گاڑنے کے متعلق آپ ﷺ کے ایک عمل کا ذکر ہے۔ اس بارے میں قولِ فیصل یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہونے والی ہر چیز کو اسی حد پر رکھنا چاہئے جس حد تک وہ ثابت ہے حدیث میں ایک یا دو مرتبہ شاخ گاڑنا ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار ایسا کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ کہیں ثابت نہیں کہ اس واقعہ کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کسی دوسرے موقعہ پر بھی قبر پر شاخ گاڑی ہو، اسی طرح حضرت بریدہؓ (جنہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میری قبر پر شاخ گاڑدی جائے) کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے شاخ گاڑنے کو اپنا معمول بنایا ہو، یہاں تک کہ حضرت ابن عباسؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں، سے بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے تخفیف عذاب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہو، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ عمل اگرچہ جائز ہے، لیکن سنت جاریہ اور مستقل عادت بنانے کی چیز نہیں،''فالحق أن یعطی کل شیء حقہ ولا یتجاوز عن حدہ وھو الفقہ في الدین''۔ واللہ أعلم بالصواب

[درسِ ترمذی: ۱/۲۸۶، بتغیر وتسہیل]

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَوْلِ الصَّبِيِّ

وہ احادیث جو بچہ کے پیشاب کے بارے میں آئی ہیں

٤٤......عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا (شیر خوار تھا) لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں پس رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا پھر اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے مارے اور اس (کپڑے) کو نہیں دھویا۔ (جماعت نے روایت کیا)

٤٥......وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ کو لایا گیا پھر اس نے آپ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: اس پر خوب اچھی طرح پانی بہادو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٦......وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْلَهُمْ، فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: آپؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا پس آپ ان کے لئے دعا کرتے تو (اسی طرح) ایک مرتبہ ایک بچہ کو لایا گیا تو اس نے آپ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: اس پر خوب اچھی طرح پانی بہادو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس

کی سند صحیح ہے)

٤٧......وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ. قَالَ قَتَادَةُ: هٰذَا مَالَمْ يَطْعَمَا، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کے پیشاب پر پانی بہادیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ قتادہ فرماتے ہیں: یہ اس وقت ہے جب وہ کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی شیر خوار ہوں، ہاں!) جب وہ دونوں کھانا کھانے لگ جائے تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ (احمد، ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٨......وَعَنْ أَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ ﷺ فَجِيْءَ بِالْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَأَرَادُوْا أَنْ يَغْسِلُوْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: رُشَّهٗ؛ فَإِنَّهٗ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کا خادم تھا، پس حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو (آپ کی خدمت میں) لایا گیا پھر انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا، لوگوں نے چاہا کہ اس دھولیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر پانی چھڑک دو؛ کیونکہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا اور بخاری نے اس کو حسن کہا)

٤٩......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَعَلٰى بَطْنِهٖ أَوْ عَلٰى صَدْرِهٖ حَسَنٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبَالَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَوْلَهٗ أَسَارِيْعَ، فَقُمْنَا إِلَيْهِ. فَقَالَ: دَعُوْهُ، فَدَعَا

بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن ابی لیلیٰ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپ کے پیٹ یا سینے مبارک پر حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ (بیٹھے) تھے، پس انہوں نے آپ کے اوپر پیشاب کردیا یہاں تک کہ میں نے ان کے پیشاب کی دھاریں (بھی) دیکھی تو ہم آپ کی طرف لپکے تو آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس (پیشاب) پر بہادیا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۰...... وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَعْطِنِيْهِ أَوِ ادْفَعْهُ إِلَيَّ فَلْأَكْفُلْهُ أَوْ أُرْضِعْهُ بِلَبَنِيْ، فَفَعَلَ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَصَابَ إِزَارَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطِنِيْ إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ. قَالَ: إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے (آپ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس (بچہ) کو مجھے عطا فرما دیجئے یا (یوں کہا) اس کو مجھے دے دیجئے تاکہ میں اس کی کفالت کروں یا (یوں کہا کہ) میں اس کو اپنا دودھ پلاؤں، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر (ایک مرتبہ) میں اس کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کو اپنے سینہ مبارک پر بٹھالیا، پھر اس نے آپ کے اوپر پیشاب کردیا اور وہ آپ کے تہبند کو لگ گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنا تہبند (تبدیل کرکے) مجھے دے دیجئے کہ میں اس کو دھولوں گی۔ آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر (تو) پانی بہایا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۵۱...... وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَصُبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ، فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ، وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حسن بصریؒ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ لڑکے کے پیشاب پر جب تک وہ کھانا نہ کھاتا ہوتا پانی بہادیتی، پھر جب کھانا کھانے لگتا تو اس کو دھولیتی اور آپ لڑکی کے پیشاب کو (بہر صورت) دھولیا کرتی۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: لِأَجْلِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ إِلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّضْحِ فِيْ بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَاءِ عَلَيْهِ تَوْفِيْقًا بَيْنَ الْأَخْبَارِ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے: ان جیسی روایات کی وجہ سے امام طحاویؒ اس طرف گئے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب میں نضح (چھینٹے مارنا) سے مراد اس پر پانی بہادینا ہے تا کہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو سکے۔

مسئلۃ الباب:

اتنی بات تو اتفاقی ہے کہ بچہ ہو یا بچی جب دودھ کے علاوہ اور غذا لینے لگ جائے تو اس کے پیشاب سے بڑوں کی طرح خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرنا ضروری ہے البتہ شیر خوار بچے کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک بچے کے پیشاب پر چھینٹے ماردینا کافی ہے، جبکہ بچی کے پیشاب کا دھونا ضروری ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے یہاں بچی کی طرح بچے کے پیشاب کو بھی دھونا ضروری ہے، البتہ بچے کے پیشاب میں زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں، بلکہ غسل خفیف (تھوڑا دھولینا) بھی کافی ہے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کی دلیل: یہ حضرات باب کی ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں بچی کے پیشاب کے لئے "غسل" اور بچہ کے پیشاب کے لئے "نضح" اور "رش" جیسے الفاظ آئے ہیں مثلاً: بول الغلام ینضح وبول الجاریۃ یغسل" اس حدیث میں دونوں کے حکم میں فرق صاف ظاہر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل: (۱) حدیث: استنزھوا عن البول؛ فان عامۃ عذاب القبر منہ۔ اس حدیث میں عموم ہے، جس میں ہر قسم کے پیشاب سے بچنے کا تاکیدی حکم ہے۔
(۲) باب کی حدیث نمبر ۲: فدعا بماء فاتبعہ ایاہ"۔ (۳) باب کی حدیث نمبر ۳: صبوا علیہ

الماء صبا۔خوب پانی بہانا غَسل (دھونا) ہی کی صورت میں ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کو جواب:

۱......''نضح'' کے کئی معانی آتے ہیں، مثلاً: چھینٹے مارنا، پانی بہانا، استنجاء کرنا، غَسلِ خفیف (معمولی دھولینا)، اور مطلق دھونا وغیرہ۔صرف چھینٹے مارنے سے اس کی تعبیر کافی نہیں۔ ''رش'' بھی دھونے کے معنی میں مستعمل ہے (دیکھیے ترمذی شریف، باب ماجاء فی دم الحیض) نیز امام شافعیؒ نے مذی کے سلسلے میں وارد لفظ ''نضح'' کو غَسل کے معنی میں لیا ہے اور دم حیض کا دھونا بالاتفاق ضروری ہے مگر وہاں بھی حدیث میں لفظ ''نضح'' آیا ہے جس سے مراد غَسل ہی ہے (دیکھیے: آثار السنن، باب نجاسة دم الحیض، حدیث نمبر:۵۵)۔

۲......عام نجاستوں پر قیاس سے بھی ''غَسل'' والے معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔

قوله :''فنضحه ولم يغسله''أي لم يغسله غسلا شديدا.

بچے اور بچی کے پیشاب کے حکم میں فرق کی وجہ:

(۱) بچے میں ابتلاء زیادہ ہے۔لوگ عموماً بچوں کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں، مجلسوں میں لاتے ہیں اور گود میں بٹھاتے ہیں، اس لئے اس کی طہارت میں نرمی کی گئی، جبکہ بچی کے ساتھ اس طرح کا معاملہ نہیں کیا جاتا اس لئے اس کے معاملے میں شدت برقرار رکھی گئی۔

(۲) بچے کے پیشاب میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور بدبو و تعفن کم، جبکہ بچی کے پیشاب میں برودت اور تعفن و بدبو زیادہ ہوتی ہے۔

بَابٌ فِيْ بَوْلِ مَايُؤْكَلُ لَحْمُهٗ

ان جانوروں کے پیشاب کے بارے میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

۵۲......عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَابَأْسَ بِبَوْلِ مَاأُكِلَ لَحْمُهٗ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَضَعَّفَهٗ،وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَإِسْنَادُهٗ وَاهٍ جِدًّا.

ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں کے پیشاب میں مضائقہ نہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔(دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کو ضعیف

قرار دیا اور اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور اس کی سند انتہائی کمزور ہے)

مسئلۃ الباب: ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ اس بارے میں دو قول ہیں:

(۱) امام مالکؒ، احمدؒ و محمدؒ کے نزدیک "بول مایؤکل لحمہ" پاک ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک ناپاک ہے۔

قائلینِ طہارت کے دلائل:

(۱) حدیث الباب "لابأس ببول ماأكل لحمهٗ"۔

(۲) باب کی حدیث جابرؓ جس کا مصنفؒ نے حوالہ دیا۔

(۳) حدیثِ عرنین: "اشربوا من ألبانها و أبوالها"۔

قائلینِ نجاست کا استدلال: یہ حضرات ان تمام احادیث سے دلیل پیش کرتے ہیں جن میں مطلقاً پیشاب کو نجس کہا گیا اور اس سے بچنے کی تاکید وارد ہوئی ہے، مثلاً: "استنزهوا عن البول؛ فان عامة عذاب القبر منه".

قائلینِ طہارت کو جواب:

(۱) "لابأس" والی حدیث نہایت ضعیف ہے، اس کے ایک راوی سوار بن مصعب امام بخاری، نسائی، ذھبی، ابوداؤد، اور ابن حزم وغیرہ نے سخت جرح کی ہے۔

(۲) حدیث جابرؓ بھی ضعیف ہے، اس کے دو راوی عمرو بن الحصین اور یحی بن العلاء پر کلام موجود ہے، عمرو بن حصین کو تو امام احمدؒ خود بھی واضع حدیث قرار دیتے ہیں۔ [التعلیق الحسن]

(۳) حدیث عرنین کے دو مشہور جواب ہیں: ایک یہ کہ ایک روایت میں وضاحت آئی ہے کہ ان لوگوں کو دودھ کے پینے اور پیشاب کے سونگھنے کا حکم دیا گیا تھا "اشربوا من ألبانها واستنشقوا من أبوالها" لہذا اس سے ماکول اللحم کی طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ درحقیقت کافر تھے، بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی ان کی اس حالت کی اطلاع تھی، اس لئے مریض کی طبیعت کے موافق دوا تجویز کی گئی۔ اس سے مسلمانوں کے ماکول اللحم کے پیشاب کی طہارت پر استدلال درست نہیں۔

بَابٌ فِيْ نَجَاسَةِ الرَّوْثِ

گوبر کے ناپاک ہونے کا بیان

۵۳......وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْغَائِطَ، فَأَمَرَنِي أَنْ اٰتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ: هٰذَا رِكْسٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں تین (چھوٹے) پتھر (استنجاء کے لئے) آپ کے پاس لے جاؤں پس میں نے دو پتھر پا لئے اور تیسرا تلاش کرنے لگا مگر نہیں ملا تو میں نے (سوکھے ہوئے) گوبر کی ڈھلی اٹھالی اور ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے دونوں پتھر لے لئے اور گوبر کو (ایک طرف) ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ ناپاک ہے۔ (بخاری نے روایت کیا)

تحقیق کلمات: "عن عبد اللہ" صحابۂ کرامؓ میں مطلق عبداللہ سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہوتے ہیں۔

"الروثة": سرقین گوبر کو، جثاء لید کو اور روثہ دونوں کو کہا جاتا ہے۔

مسئلۃ الباب:

اس باب سے اصل مقصود تو گوبر کے استنجاء کے لئے ناقابل استعمال ہونے کو بیان کرنا ہے، مگر جو حدیث لے کر آئے ہیں اس سے بظاہر دو مسئلے مستنبط ہو رہے ہیں:

مسئلہ اولیٰ: پتھر اور ڈھیلے کے ذریعے استنجاء کرنا جائز ہے۔ استنجاء کی کل تین صورتیں بنتی ہیں: (۱) استنجاء بالحجارۃ فقط۔ (۲) استنجاء بالماء۔ (۳) جمع بین الماء والحجر۔ یہ تیسری صورت سب سے افضل ہے؛ کیونکہ اہل قباء کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس زمانہ میں فقہاء تغیر غذا و طبائع کی وجہ سے جمع بین الماء والحجر یا استنجاء بالماء پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

مسئلہ ثانیہ: استنجاء بالحجارۃ کے اندر تین مسائل ہیں:

(۱) انقاء: موضع نجاست کو پاک وصاف کرنا، یہ بالاتفاق واجب ہے۔
(۲) ایتار: طاق عدد میں پتھر کا استعمال، یہ بالاتفاق مستحب ہے۔
(۳) تثلیث: یعنی تین پتھر کا استعمال، اس کے حکم میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک تثلیث واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ کے نزدیک تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کے دلائل:

۱۔۔۔۔۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث: ''نهانا أن نستقبل القبلة بغائط أو ببول أو أن يستنجي أحدنا بأقل من ثلاثة أحجار''۔ [ترمذی شریف] اس میں تین سے کم پتھر سے منع وارد ہے۔

۲۔۔۔۔۔ باب کی حدیث: ''فأمرني أن آتيه بثلاثة أحجار'' جس کی ایک روایت کے آخر میں ''ائتني بحجر'' اور ایک روایت میں ''ابغني بحجر'' یعنی گوبر کی جگہ تیسرا پتھر تلاش کرنے کا دیا۔

امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے دلائل:

۱۔۔۔۔۔ حدیثِ باب کی مذکورہ روایت، جس میں تیسرا پتھر تلاش کر کے لانے کا حکم نہیں۔

۲۔۔۔۔۔ حدیث: ''من استجمر فليوتر، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلا حرج'' [ابوداؤد: ۱/۶]، اس میں ایتار یعنی طاق عدد میں پتھر کے استعمال کو وجوبی نہیں بلکہ صراحۃً استحبابی حکم قرار دیا گیا ہے۔

۳۔۔۔۔۔ پانی کے استعمال میں بالاتفاق تثلیث شرط نہیں؛ کیونکہ اصل مقصود انقاء یعنی پاکی وصفائی ہے نہ کہ عدد، لہٰذا قیاساً پتھر کے استعمال میں بھی تثلیث ضروری نہیں ہونی چاہئے۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کو جواب:

۱۔۔۔۔۔ حدیث سلمانؓ میں تین سے کم پتھر سے ممانعت ایک حکمت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ عموماً تین سے کم سے طہارت ونظافت حاصل نہیں ہوتی اور تین کو صفائی کے حصول کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے؛ ایک حدیث میں اس کی یہی علت بیان کی گئی ہے: ''فان ذلك كافيه''۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث ''ومن لا فلا حرج'' کی روشنی میں یہ ماننا پڑے گا کہ حدیث سلمانؓ میں نہی تین سے کم کی حرمت کے لئے نہیں بلکہ تین کے اہتمام کے لئے ہے۔

۲...... حدیث باب میں ''فامرنی'' وجوب کے لئے نہیں، وگرنہ حضور ﷺ تیسرے پتھر کے تلاش کرنے کا حکم دیتے۔ اور ''ائتنی بحجر'' یا ''ابغنی بحجر'' وغیرہ زیادتی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

حجر کی تعریف: فقہاء نے استنجاء کے لئے ''حجر'' کی تعریف یہ کی ہے: ''کل شیء طاهر قالع للنجاسة'' یعنی ہر وہ چیز خود پاک ہو اور نجاست کو اکھاڑنے (زائل) کرنے والی ہو۔ موجودہ زمانہ میں فلش پاخانوں میں ڈھیلے کے استعمال سے دقت ہورہی ہے اس لئے مذکورہ تعریف کی رو سے بعض علماء نے ٹائلٹ پیپر کے استعمال کا مشورہ دیا ہے۔

گوبر کے استعمال سے ممانعت کی وجہ:

(۱) گوبر جنات یا ان کے جانوروں کی غذا ہے، ان کے لئے گوبر کو اصلی حالت پر لوٹا کر اسے غلہ بنادیا جاتا ہے۔ [معارف السنن: ۱/۱۱۲-۱۲۹]

(۲) گوبر خود نجس ہے کما فی حدیث الباب، لہذا یہ نجاست زائل نہیں کرسکتی۔

بَابٌ فِيْ أَنَّ مَالَا نَفْسَ لَهٗ سَائِلَةٌ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

جس جاندار میں بہنے والا خون نہیں وہ مرنے سے ناپاک نہیں ہوتا

۵٤...... عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ؛ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دے پھر اس کو نکالے اس لئے کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

باب قائم کرنے کا مقصد: بظاہر مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مکھی یا اس جیسے ایسے جانور جن میں دمِ سائل (بہتا خون) نہیں، پانی میں ڈوب کر مرجانے کی صورت میں پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ [رحمۃ الامۃ، ص: ۹]

بَابُ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کا خون ناپاک ہونے کا بیان

۵۵......عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٖ؟ قَالَ: تَحُتُّهٗ ثُمَّ تَقْرُصُهٗ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهٗ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑوں کو حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ (صفائی کے معاملہ میں) کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو رگڑ (کر جھاڑ) لے پھر پانی سے دھولے (گیلا کر کے ملتی رہے) پھر چھینٹے مارلے (اور) پھر اس میں نماز پڑھ لے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۶......وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑوں میں (لگا ہوا) ہو؟ آپ نے فرمایا اس کپڑے کو ایک کونہ سے رگڑو اور اس کو بیری کے (پتے ڈال کر پکائے ہوئے) پانی سے دھولو۔
(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیق کلمات: ''تحت'': باب نصر سے بمعنی کپڑے سے کیچڑ وغیرہ مل کر چھڑانا۔

''تقرص'': باب نصر سے بمعنی چٹکی سے مل کر پانی سے دھونا۔

''تنضح'': یہاں نضح سے مراد بالاتفاق دھونا ہے۔

''حکی'': صیغہ امر ہے، نصر سے بمعنی رگڑنا، گھسنا۔

حیض کا لغوی معنیٰ ''بہنا'' ہے اور اصطلاح میں حیض کی تعریف یہ ہے: ''دم ینفضه رحم امرأة بالغة من غیر داء''۔ یعنی بالغ عورت کے رحم سے بہنے والا خون جو بیماری کے بسبب نہ ہو۔

حیض کے متعلق آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ھذا شیء کتبه الله علی بنات آدم'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ بیماری عورتوں کو لاحق ہے۔

مسئلۃ الباب : باب کی حدیثوں سے دمِ حیض کا ناپاک ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی کہ عام نجاستوں کی طرح اس کا دھونا بھی ضروری ہے، البتہ دمِ حیض میں مقدار معفوعنہ (جس سے نماز ہو جاتی ہو) ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک دمِ قلیل معاف ہے اور دمِ کثیر کا دھونا واجب ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک قلیل وکثیر میں کوئی فرق نہیں، یہاں تک کہ ایک قطرہ دمِ حیض بھی ان کے نزدیک نجس ہے اور اس کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوگی۔

پھر مقدار معفوعنہ کی تعیین میں اقوال مختلف ہیں:

۱......امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قدر درہم معیار ہے، اگر خون ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو دھونا واجب اور اسی حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ نماز ہو جائے گی۔

۲......امام احمدؒ کے یہاں راجح قول کے مطابق مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار ہے۔

۳......امام مالکؒ کے یہاں قلیل وکثیر کیا ہے یہ واضح نہ ہو سکا۔

قوله : ''جاءت امرأة'' راجح قول کے مطابق سوال کرنے والی خاتون حضرت اسماءؓ کے علاوہ اور کوئی تھیں۔ چونکہ دمِ حیض میں عورتوں کا ابتلاء عام ہے اور عمومِ بلویٰ سے حکم کے اندر تخفیف ہو جایا کرتی ہے مگر حیض میں کوئی تخفیف نہیں ہوئی، پس یہی منشأ سوال تھا۔

بَابُ الْأَذٰى يُصِيْبُ النَّعْلَ
گندگی جو جوتی کو لگ جائے

۵۷......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا وَطِئَ الْأَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطُهُوْرُهُمَا التُّرَابُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَعِنْدَهُ لَهٗ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب (کوئی) آدمی نجاست کو اپنے جوتوں سے روند ڈالے تو ان کی پاکی (کا طریقہ) مٹی (سے) ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے، ان کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کے ہم معنی شاہد موجود ہے)

قولہ: "لہ شاھد بمعناہ" شاہد کا معنی و مفہوم مقدمۃ العلم میں دیکھیے۔

فقہ الحدیث: اگر خف یا نعل کو چلتے وقت راستہ کی نجاست لگ جائے اور آدمی اس کو روندتا ہوا چلا جائے تو بعد والی پاک زمین سے رگڑ جانے سے نعل پاک ہو جاتا ہے۔ حدیث میں نعل (جوتی) اور خف (چمڑے کے موزے) کا ذکر ہے مگر فقہاء نے ان دو چیزوں کے حکم میں ہر اس چیز کو شامل کیا ہے جو صیقل شدہ اور صاف و شفاف ہو اور اس کے اندر مسامات نہ ہو جیسے آئینہ، تلوار، ناخن وغیرہ۔

مسئلۃ الباب: "اذا وطیء أحدکم بنعلہ الأذی": اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ "اذی" سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین اقوال ہیں:

(۱) امام احمدؒ کے یہاں راجح قول کے مطابق اور امام شافعیؒ کے قول قدیم میں اس سے مطلق نجاست مراد ہے خشک ہو یا تر، بہر صورت دلک یعنی رگڑنے سے پاک ہو جائے گی۔

(۲) امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ اذی سے مراد شیء مستقذر یعنی گھناؤنی چیز اور نجاست یابسہ ہے، تر نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

(۳) احناف کے یہاں اس سے مراد خشک نجاست اور وہ تر نجاست مراد ہے جو ذی جرم ہو یعنی وہ نجاست مرئیہ جو خشک ہونے کے بعد بھی نظر آئے جیسے پاخانہ۔ پھر امام صاحبؒ کے نزدیک اس قسم کی نجاست خشک ہو جائے تو رگڑنے سے پاک ہوگی، خشک ہوئے بغیر رگڑنا کافی نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جفاف یعنی خشک ہونے کی قید نہیں، بلکہ جفاف سے قبل بھی رگڑنے سے پاکی حاصل ہوگی، حدیث الباب قول ابو یوسفؒ کی مؤید معلوم ہوتی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ

عورت کے بچے ہوئے پانی کا بیان

۵۸......عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَآخَرُوْنَ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

ترجمہ: حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرے۔ (پانچوں نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا)

۵۹......وَعَنْ حُمَيْدِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَيَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حمید حمیریؒ نے کہا میں ایک صاحب سے ملا جو نبی کریم ﷺ کی صحبت میں چار سال تک رہے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے ان صاحب نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے اور مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے اور چاہئے کہ وہ دونوں اکٹھے چلّو بھریں۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اس کو

روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۰......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۱..... وَعَنْهُ قَالَ: اِغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ. فَقَالَتْ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: آپؓ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ نے ایک ٹپ (کے پانی) سے غسل کیا، پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس (ٹپ کے پانی) سے وضوء یا غسل کرنا چاہا، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں حالتِ جنابت میں تھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک پانی جنابت والا (یعنی ناپاک) نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: اِخْتَلَفُوْا فِي التَّوْفِيْقِ بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّنْزِيْهِ وَبَعْضُهُمْ بِحَمْلِ أَحَادِيْثِ النَّهْيِ عَلٰى مَاتَسَاقَطَ مِنَ الْأَعْضَاءِ لِكَوْنِهٖ صَارَ مُسْتَعْمَلًا، وَالْجَوَازِ عَلٰى مَابَقِيَ مِنَ الْمَاءِ، وَبِذٰلِكَ جَمَعَ الْخَطَّابِيُّ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ احادیث کے درمیان تطبیق دینے میں علماء کا اختلاف ہے تو بعض حضرات نے نہی کو تنزیہ (یعنی کراہتِ تنزیہی) پر محمول کرکے تطبیق دی اور بعض نے نہی والی احادیث کو اعضاء سے گرنے والے پانی پر محمول کرکے بوجہ اس کے مستعمل ہوجانے کے اور جواز کو باقی ماندہ پانی پر (حمل کرکے تطبیق دی) اور خطابیؒ نے بھی اسی طرح تطبیق دی ہے۔

باب قائم کرنے کا مقصد: عموماً عورتوں میں مردوں کے بنسبت صفائی و پاکیزگی کا اہتمام

کم ہوتا ہے اس سے کسی کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ شاید عورت کا بچا ہوا پانی مرد کے لئے جائز نہ ہو! اس وہم کے دفعیہ کے لئے اس باب کو قائم کیا گیا۔

مسئلۃ الباب:

جس پانی کو عورت نے وضو یا غسل میں استعمال کیا ہو اس کے استعمال کے بعد برتن میں جو پانی باقی ہے اس سے مرد کے لئے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

جواب سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مطلق فضلِ طہور (طہارت سے بچا ہوا پانی) کی تین صورتیں کثیر الوجود ہیں:

(۱) مرد وعورت دونوں ایک برتن میں پانی لے کر ایک ساتھ وضو یا غسل کریں، اس میں دونوں کا ایک دوسرے کا فضل یعنی بچا ہوا پانی استعمال کرنا لازم آئے گا۔

(۲) تنہا مرد کے استعمال کے بعد بچا ہوا پانی عورت استعمال کرے۔

(۳) اس کا عکس یعنی عورت کے استعمال کے بعد مرد اس پانی کو استعمال کرے۔

حکم: پہلی دو صورتیں بالاتفاق جائز ہیں، اختلاف صرف تیسری صورت میں ہے۔ امام احمدؒ واہل ظواہر کے نزدیک ناجائز ہے اور جمہور علماء وائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے۔

امام احمدؒ واہل ظواہر کی دلیل:

باب کی پہلی حدیث "نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ."

جمہور کی دلیل:

(۱) باب کی تیسری حدیث "كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا".

(۲) باب کی چوتھی حدیث جس کے آخر میں ہے "إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ".

امام احمدؒ واہل ظواہر کو جواب:

۱..... پہلی حدیث کی سند پر امام بخاریؒ وبیہقیؒ نے کلام کیا ہے جبکہ جواز والی روایات صحیح بھی ہیں اور زیادہ بھی۔

۲..... متعارض حدیثوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ پہلی حدیث میں نہی کو کراہت تنزیہی پر

اور جواز کو خلاف اولیٰ پر محمول کیا جائے۔

۳...... یا پھر فضل طہور المرأۃ سے مراد عورت کا ماء مستعمل ہے۔

۴...... منع والی روایات اب منسوخ ہو چکیں، چوتھی روایت میں حضرت میمونہؓ کا پانی کے مستعمل ہونے کی وجہ سے شبہ ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی حدیث تھی مگر جب آنحضرت ﷺ نے ''ان الماء لا یجنب'' فرما دیا تو اب سابق حکم کو منسوخ سمجھا جائے گا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ تَطْهِيْرِ الدِّبَاغِ

دباغت کے ذریعے (کھالوں کو) پاک کرنے کا بیان

٦٢...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ، فَقَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ! فَقَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک آزاد کردہ باندی کو ایک بکری صدقہ دی گئی اور وہ مر گئی، پھر رسول اللہ ﷺ کا اس پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی کھال کو تم نے کیوں نہ لے لیا تم اس کو دباغت دیتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بے شک یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا تو (صرف) کھانا حرام ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٦٣...... وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: آپؓ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کھال دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٦٤...... وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ يَجُرُّوْنَهَا فَقَالَ: لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا! فَقَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ. قَالَ: يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ. رَوَاهُ

أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ وَالْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گذر ایک بکری پر ہوا جسے لوگ گھسیٹ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے! لوگوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی اور سلم اس کو پاک کردے گا۔ (ابوداؤد، نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن السکن اور حاکم نے صحیح قرار دیا)

۶۵...... وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ قِرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ، فَقَالَتْ: إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا؟ قَالَتْ: بَلٰى! قَالَ: دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مشک سے جو کہ ایک عورت کے پاس تھی پانی منگوایا، اس نے کہا کہ یہ مردار (کی کھال سے بنی ہوئی) ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو دباغت نہیں دی تھی؟ کہنے لگی: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: اسے دباغت دینا اس کی پاکی ہے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۶...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِالْاِنْقِطَاعِ وَالْاِضْطِرَابِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ قبل ہمیں (خط) لکھا کہ تم لوگ فائدہ نہ اٹھاؤ مردار سے کھال اور پٹھوں کے ذریعے۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور یہ انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے معلول ہے)

تشریح: "الدباغ" کے لغوی معنی دباغت دینے کے ہیں، اصطلاح میں دباغت کہتے ہیں: "کسی چیز کے استعمال سے چمڑے کی رطوبت اور تری کو ختم کردینا"۔

دباغت دینے کے تین طریقے ہیں:

(۱) کھال کو دھوپ میں ڈال دینا۔ (۲) مٹی اور نمک مَل کر چھوڑ دینا۔

(۳) قَرَظ (کیکر کے مشابہ ایک درخت) وغیرہ جڑی بوٹی یا دوائی کا استعمال کرنا۔

ان میں سے پہلی اور دوسری صورت دباغت حکمی کی ہے اور تیسری دباغت حقیقی کی ہے۔

حکم: اگر چمڑے کو دباغت حقیقی دی گئی ہے تو پانی لگ کر اس کی رطوبت لوٹ آنے کی صورت میں چمڑا ناپاک نہیں ہوگا جبکہ دباغت حکمی کی صورت میں ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلۃ الباب: کس قسم کے چمڑے کو دباغت دی جاسکتی ہے؟

دباغت کے لئے چمڑے کا دباغت دیئے جانے کے قابل ہونا شرط ہے پس چوہے اور سانپ کی چمڑی دباغت نہیں دی جاسکتی، ان کے علاوہ جاندار کی کھال سے متعلق اختلاف ہے:

(۱) امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک صرف مذبوحہ جانور کی کھال کو دباغت دی جاسکتی ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک انسان اور خنزیر کے علاوہ ہر جاندار کی کھال دباغت دی جاسکتی ہے، مذبوحہ ہو یا غیر مذبوحہ۔ انسان کا استثناء اس کے مکرم ہونے اور خنزیر کا استثناء اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔

(۳) امام شافعیؒ کے یہاں کتے کا بھی استثناء ہے کیونکہ خنزیر کی طرح کتا بھی ان کے نزدیک نجس العین ہے۔

امام مالکؒ واحمدؒ کی دلیل: حدیث عبداللہ بن عکیمؓ " لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ.

امام ابو حنیفہؒ وشافعیؒ کے دلائل: باب کی ابتدائی چار حدیثیں جن میں آنحضرت ﷺ نے مردہ بکری کے چمڑے کو دباغت دیدینے پر پاک قرار دیا، نیز فرمایا: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ.

امام مالکؒ واحمدؒ کو جواب:

۱..... عبداللہ بن عکیمؓ والی حدیث کی سند منقطع ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

(الف) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب التاریخ میں اس کی سند یوں ذکر کی ہے "عن عبد الله بن عكيمؓ قال: حدثنا مشيخة لنا من جهينة أن النبي ﷺ ...... " الخ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عکیمؓ نے خود یہ حدیث نہیں سنی اور نہ خط کو پڑھا۔

(ب) عبداللہ بن عکیمؓ سے روایت کرنے والے ابن ابی لیلیٰ ہیں مگر ان کا عبداللہ بن عکیمؓ سے اس حدیث کا سننا محل تردد ہے، کیونکہ طبرانی وابن عدی کی سند تو یہ ہے: ''عن ابن ابی لیلیٰ عن عبداللہ بن عکیمؓ ......'' الخ لیکن ابوداؤد کی روایت کے مطابق ابن ابی لیلیٰ نے خود یہ حدیث نہیں سنی بلکہ ان کے ساتھیوں نے آکر ان سے یہ حدیث بیان کی۔

۲...... سند کی طرح متن میں بھی اختلاف ہے۔

۳...... مذکورہ حدیث میں ''اھاب'' سے انتفاع سے ممانعت ہے اور اھاب غیر مدبوغ کھال کو کہتے ہیں جس کے عدم جواز میں کوئی کلام نہیں، اس سے مدبوغ کی ممانعت کیسے ہوتی ہے؟

بَابُ آنِيَةِ الْكُفَّارِ

کفار کے برتنوں کا بیان

٦٧...... وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ؟ فَقَالَ: لَاتَأْكُلُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ لَاتَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کی قوم کی سرزمین میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان میں مت کھاؤ سوائے اس کے کہ ان کے علاوہ کوئی برتن نہ پاؤ تو ان کو دھوؤ اور (پھر) ان میں کھالو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

فقہ الحدیث: جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کفار کے برتنوں میں نجاست نہ ہو یا غالب گمان کے مطابق وہ پاک ہوں تو دھوئے بغیر ان کا استعمال درست ہے ورنہ نہیں۔

حدیث پاک میں کفار کے ایسے برتن کا حکم بیان کیا گیا ہے جس میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہوں، شراب پیتے ہوں وغیرہ۔ نیز احتیاط اور مسلمانوں کی ملی غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان کے ساتھ اختلاط اور معاملہ کم سے کم ہو۔

بَابُ آدَابِ الْخَلاَءِ

قضائے حاجت کے آداب

۶۸ ...... عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلاَ تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلاَ تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَلاَ بِغَائِطٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ ہی پیٹھ اس کی طرف کرو پیشاب کرتے ہوئے اور نہ پاخانہ کرتے ہوئے، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلیا کرو۔ (جماعت نے اس کوروایت کیا)

۶۹ ...... وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ بِعَظْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ رخ ہوں یا ہم دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں یا ہم تین پتھروں سے کم سے استنجاء کریں یا ہم گوبر یا ہڈی سے استنجاء کریں۔ (مسلم نے اس کوروایت کیا)

۷۰ ...... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهِ فَلاَ يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلاَ يَسْتَدْبِرْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرے۔ (مسلم نے اس کوروایت کیا)

۷۱ ...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَقِيْتُ يَوْمًا عَلٰى بَيْتِ أُخْتِي

حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَاعِدًا لِحَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک دن اپنی بہن (ام المومنینؓ) حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر چڑھا تو میں رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لئے شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہوا دیکھا۔ (جماعت نے روایت کیا)

۷۲......وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيْحَهٗ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم قبلہ رو ہو کر پیشاب کریں پھر میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور بخاری سے اس کی تصحیح بھی نقل کی)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: اَلنَّهْيُ لِلتَّنْزِيْهِ وَفِعْلُهٗ ﷺ كَانَ لِلْإِبَاحَةِ أَوْ مَخْصُوْصًا بِهٖ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے: نہی تنزیہی ہے اور آپ ﷺ کا فعل برائے جواز تھا یا آپ کے ساتھ خاص تھا تاکہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو سکے۔

۷۳......وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: بَلٰى! إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: مروان اصفرؒ نے کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی سواری کے اونٹ کو قبلہ رخ بٹھایا پھر بیٹھ کر اس کی طرف (منہ کر کے) پیشاب کرنے لگے، میں نے عرض کیا: اے

ابوعبدالرحمٰن ! کیا اس (بات) سے منع نہیں کیا گیا؟ فرمایا: کیوں نہیں ! (البتہ) اس سے تو کھلے صحراء میں منع کیا گیا ہے پھر جب تیرے اور قبلہ کے درمیان کوئی ایسی چیز ہو جو تجھے پردہ میں کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

قَالَ النِّيمَوِيُّ: هٰذَا اجْتِهَادٌ مِنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يُرْوَ فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

ترجمہ : نیموی کہتا ہے: یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد تھا اور اس بابت نبی کریم ﷺ سے کوئی بات مروی نہیں۔

۷۴......وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے" اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِث "(یعنی اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں تکلیف دینے والے نر اور مادہ جنوں سے)۔ جماعت نے اس کو روایت کیا۔

۷۵......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: غُفْرَانَكَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَأَبُوْحَاتِمٍ.

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے"غُفْرَانَكَ"یعنی اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابوحاتم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۷۶......وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَهُوَ يَبُوْلُ، وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز

پیشاب کرتے ہوئے اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں (کچھ پیتے ہوئے) پھونک مارے۔ (شیخین نے روایت کیا)

۷۷......وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ. قَالُوْا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟! قَالَ: اَلَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بکثرت لعنت کا سبب بننے والی چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ دو بکثرت لعنت کا سبب بننے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کی سایہ کی جگہ میں قضائے حاجت کرتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۷۸......وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے لیتے، آپ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات:

"الخلاء" خلا یخلو باب نصر سے بمعنی تنہا و اکیلا ہونا۔

"شرقوا أو غربوا" یہ حکم اہل مدینہ کے لئے ہے جن کا قبلہ جنوب کی سمت ہے، اہل مشرق کے لئے حکم یہ ہے "شملوا أو جنبوا" کیونکہ اصل مقصود تعظیم بیت اللہ ہے نہ کہ جہت مخصوص۔

"أو نستنجی برجیع أو عظم" اس ممانعت کی بظاہر دو وجہیں ہیں:

(۱) بعض روایات کے مطابق ہڈی جنات کی اور گوبران کے جانوروں کی غذا ہے اور ایک روایت کے مطابق جنات کی بھی غذا ہے اللہ تعالی دونوں کو اصلی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

(۲) گوبر خود نجس ہے اور قالع (اکھاڑنے والا) بھی نہیں تو نجاست کو کیسے زائل کرسکتا ہے؟ اور

ہڈی املس یعنی چکنی ہونے کی وجہ سے نجاست کو ختم نہیں بلکہ اور بڑھائے گی اور زخمی بھی کر سکتی ہے۔
''غفرانك'': سوال یہ ہوتا ہے کہ بظاہر بیت الخلاء کے اندر کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا پھر استغفار کس چیز سے کی جارہی ہے؟
جواب: (۱) بیت الخلاء میں ظاہری نجاست کو دیکھ کر باطنی نجاست کا خیال آتا ہے جو کہ گناہ ہے اس لئے اس سے معافی مانگی گئی۔ (۲) اتنی دیر زبانی ذکر سے محروم رہے اس خلاف اولیٰ کام پر استغفار پڑھا گیا۔ (۳) ''غفرانك'' کے معنی شکرانك کے ہیں یعنی فراغت کی نعمت پر شکریہ ادا کیا گیا؛ عرب لوگ طواف کے وقت ''غفرانك لا کفرانك'' بمعنی شکرانک بولا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۶ و ۷۷ میں چند آداب کا بیان:

۱.....داہنے ہاتھ سے عضو تناسل کو نہ پکڑے۔ ۲.....دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے۔
۳.....لوگوں کے راستہ اور ان کے سایہ حاصل کرنے کی جگہ میں استنجاء نہ کرے۔

حدیث نمبر ۷۸ میں ''غلام'' سے حضرت انسؓ کے بھائی حضرت طلحہؓ مراد ہیں۔

مسئلۃ الباب: اس باب کے تحت چند فقہی مسائل ہیں:

پہلا مسئلہ: بیت الخلاء میں استقبال واستدبار قبلہ کا حکم! اس بارے چار اقوال ہیں:
(۱) اہل ظواہر کے نزدیک شہر ہو یا صحراء سب جگہ استقبال واستدبار دونوں جائز ہے۔
(۲) امام احمدؒ کے نزدیک شہر ہو یا صحراء استقبال جائز ہے اور استدبار مطلقاً ناجائز۔
(۳) امام مالکؒ وشافعیؒ کے یہاں شہر (آبادی) میں استقبال واستدبار دنوں جائز اور کھلی فضاء میں دونوں ناجائز۔
(۴) جمہور بشمول احناف کے نزدیک شہر ہو یا صحراء ہر جگہ استقبال واستدبار دونوں ناجائز ہے۔

اہل ظواہر کی دلیل: باب کی چوتھی حدیث جس کے مطابق حضرت جابرؓ نے فرمایا: حضور ﷺ نے ہمیں استقبال قبلہ سے منع فرمایا تھا لیکن وفات سے ایک سال قبل میں نے آنحضرت ﷺ کو بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہوتے دیکھا۔

امام احمدؒ کی دلیل: حضرت ابن عمرؓ کی حدیث جس کے مطابق انہوں نے آنحضرت ﷺ کو

قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ بیٹھے ہوئے دیکھا۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کی دلیل: حضرت ابن عمرؓ کی دو حدیثیں، پہلی ابھی گذری جس میں مدینہ منورہ کے اندر کا آپ ﷺ کا واقعہ مذکور ہے اور دوسری حدیث خود ابن عمرؓ کے عمل سے متعلق ہے کہ صحراء میں اونٹ قبلہ رخ بٹھا کر اس کی اوٹ میں پیشاب کیا اور کہا کہ ممانعت کھلی فضا میں ہے۔

جمہور کے دلائل:

۱......حضرت ابوایوب انصاریؓ کی مشہور حدیث جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہم شام گئے، وہاں بیت الخلا قبلہ رخ بنے ہوئے تھے، ہم ان میں جانب قبلہ سے ہٹ کر بیٹھتے اور مکمل اہتمام نہ ہو سکنے پر اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرتے۔[ترمذی شریف] یہ واقعہ شہر کے اندر کا ہے۔

۲......باب کی وہ متعدد احادیث جن میں مطلقاً ''لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَلَا بِغَائِطٍ'' فرمایا گیا اور شہر اور صحراء کا فرق نہیں کیا گیا۔

جوابات:

۱......اہل ظواہر کی مستدل حدیث جابرؓ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس میں دو راوی محمد بن اسحاق اور ثوبان بن صالح ضعیف ہیں، تو ضعیف حدیث سے صحیح احادیث کا کیسے تقابل کیا جاسکتا ہے؟! نیز اس میں وہ احتمالات بھی ہو سکتے ہیں جو آگے حدیث ابن عمرؓ میں بیان ہوں گے۔

۲......امام احمدؒ کی دلیل کا جواب یہ کہ یہ ایک جزئی واقعہ ہے جس میں کئی سارے احتمالات موجود ہیں، مثلاً (۱) حضرت ابن عمرؓ نے اچھی طرح نہیں دیکھا ہوگا بلکہ اتفاقی نظر پڑ گئی ہوگی کیونکہ ایسے وقت میں کسی کو نظر جما کر دیکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھنا، اور اچٹتی نگاہ سے کسی واقعہ کا مکمل جائزہ مشکل ہے۔ (۲) عین ممکن ہے کہ استقبال قبلہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہو کسی اور کے لئے یہ جائز نہ ہو؛ کیونکہ آپ ﷺ کا فضلہ پاک تھا اور زمین اس کو نگل جایا کرتی تھی جبکہ ممانعت فضلہ کے ناپاک ہونے کی بناء پر ہے۔

(۳) نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور آپ ﷺ کا عمل بیان جواز کے لئے تھا۔

۳......امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے حضور اکرم ﷺ کے استقبال قبلہ والے عمل سے استدلال

کیا جس کا جواب ابھی گذرا، اور ابن عمرؓ کے عمل کو بھی پیش کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے:

۱- اس روایت کی سند میں حسن بن ذکوان موجود ہیں جو نہایت ضعیف راوی ہیں۔

۲- مرفوع حدیث کے مقابلے میں موقوف روایت نہیں پیش کی جاسکتی ممکن ہے یہ ابن عمرؓ کا اپنا اجتہاد ہو، نیز اس میں جواز کے لئے جو علت بیان کی گئی ہے وہ کھلی فضا میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ ہر جگہ پہاڑ اور بڑے بڑے درختوں ٹیلوں کی رکاوٹ موجود ہے جبکہ آپ کھلی فضا میں جواز کے قائل نہیں ہیں۔

مسلکِ جمہور کی وجوہِ ترجیح:

(۱) جمہور کے دلائل خصوصاً حدیث ابی ایوبؓ اصح مافی الباب اور کلی ہیں جبکہ فریق مخالف کے دلائل جزئی واقعات پر مبنی ہیں۔

(۲) جمہور کے دلائل قولی احادیث اور مدمقابل کے دلائل فعلی احادیث ہیں، تعارض کے وقت قولی احادیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(۳) جمہور کے دلائل حرمت پر دال ہیں اور مدمقابل کے مبیح پر، ترجیح محرم کو حاصل ہوتی ہے۔

(۴) استقبال واستدبار سے ممانعت کی اصل وجہ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی ہونا ہے جو شہر وآبادی اور صحراء وفضا سب جگہ موجود ہے لہذا دونوں میں فرق کرنا خلاف اصل ہوا۔

انہی وجوہ ترجیح کی بناء پر قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے مالکی، ابن القیمؒ نے حنبلی اور ابن حزمؒ نے ظاہری ہونے کے باوجود اس مسئلے میں جمہور کے قول کو اختیار کیا ہے۔

[معارف السنن: ۱/۹۲-۹۳]

دوسرا مسئلہ: اگر بیت الخلاء میں داخل ہونے سے دعا پڑھنا بھول جائے تو اندر داخل ہونے کے بعد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک شرمگاہ کھولنے سے پہلے زبان سے پڑھنا جائز ہے۔

(۲) جمہور علماء وائمہ ثلاثہ کے نزدیک زبان سے پڑھنا ممنوع البتہ دل ہی دل میں نیت کر سکتا ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث انسؓ کے ظاہری الفاظ "اذا دخل الخلاء" یعنی لفظ دخول ہے۔

جمہور کا جواب: لفظ دخول کے معنی ارادۂ دخول ہے نہ کہ اندر داخل ہو جانا؛ کیونکہ:

۱...... بخاری شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اذا أراد أن يدخل''۔

۲...... فعل بول کر فعل کا ارادہ مراد لینا کلام عرب میں مستعمل ہے؛ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ﴾ اي اذا أردتم القيام للصلاة۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

۷۹...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ، مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا جَالِسًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَادَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو تم اس کی تصدیق مت کرنا؛ آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ (ابوداؤد کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۸۰...... وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے کوڑا کرکٹ پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگوایا تو میں آپ کے پاس پانی لے کر حاضر ہوا پس آپ نے وضوء فرمایا۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۸۱...... وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے اسلام قبول کیا (اس کے بعد سے) میں نے کھڑے ہو کر (کبھی) پیشاب نہیں کیا۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

دو حدیثوں میں رفع تعارض: باب کی حدیث عائشہؓ میں مطلقا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نفی ہے جبکہ حدیث حذیفہؓ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ثبوت ہے؟ تطبیق اس طرح ہوگی کہ حضرت عائشہؓ اپنے علم کے مطابق گھر کا عام معمول بیان کرنا چاہتی ہیں اور عادتاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نفی کر رہی ہیں، جبکہ حضرت حذیفہؓ ایک سفر کا جزئی واقعہ بیان کر رہے ہیں۔

مسئلۃ الباب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم!

(۱) حنابلہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک ایک قید کے ساتھ بول قائماً بلا کراہت جائز ہے وہ یہ کہ پیشاب کے چھینٹے پڑنے اور کشفِ عورت کا اندیشہ نہ ہو اگر اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک بول قائماً جائز نہیں۔ بعض حضرات نے امام احمدؒ کا مذہب مطلقاً جواز لکھ دیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔

(۲) حنفیہؒ و شافعیہؒ اور جمہور کے نزدیک بول قائماً مطلقاً مکروہ ہے الا بعذر۔

حنابلہ و مالکیہ کی دلیل: حدیث حذیفہؓ ہے۔

جمہور کا جواب: ۱...... بول قائماً کا جواز پہلے تھا اب منسوخ ہو چکا۔

۲...... نہی کراہت تنزیہی اور آپ ﷺ کا عمل بیانِ جواز پر محمول ہے۔

۳...... آپ ﷺ کا عمل عذر پر محمول ہے، مثلاً (الف) گھٹنے درد کرنے کی وجہ سے اس جگہ بیٹھنا دشوار تھا۔ (ب) جگہ بیٹھنے کے قابل نہ تھی۔ (ج) پیشاب کے چھینٹے پڑنے کا اندیشہ تھا۔

[الدر المنضود، باختصار: ۱/۱۱۹]

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبَوْلِ الْمُنْتَقَعِ

جمع کئے ہوئے پیشاب کا بیان

۸۲......عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاعِزٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَايُنْقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَاتَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ بَوْلٌ مُنْتَقَعٌ، وَلَا تَبُوْلَنَّ فِي مُغْتَسَلِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: بکر بن ماعزؒ کہا کہ میں نے عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا: گھر میں کسی برتن میں پیشاب نہ جمع کیا جائے؛ کیونکہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع (کیا گیا) ہو اور تو ہرگز اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کر۔ (طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۸۳......وَعَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهِ كَانَ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ: امیمہ بنت رقیقہؒ اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے لئے لکڑی کا بنا ہوا ایک پیالہ آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا آپ رات میں اس میں پیشاب کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے)

ترجمۃ الباب سے غرض: مصنفؒ کی غرض اس باب سے بول فی الاناء کو ثابت کرنا ہے، ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ برتن میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں ہے، لیکن ضرورت اور عذر کے احکام الگ ہوتے ہیں، لہذا ضرورۃً شرعاً اس کو جائز رکھا گیا۔

دو حدیثوں میں رفع تعارض: پہلی حدیث میں برتن میں پیشاب کر کے گھر میں نہ رکھنے کا

حکم ہے جبکہ دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ کا عمل اس کی اباحت وجواز پر دلالت کرتا ہے۔
تو اس تعارض کو دور کرنے کی کئی توجیہات کی گئیں ہیں:

۱...... زیادہ دیر نجاست وگندگی گھر میں رکھنے کی ممانعت ہے اگر رات کو پیشاب کر کے علی الصباح اس کو پھینک دیا جائے تو یہ ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

۲...... خاص عذر کے وقت اس کی اجازت ہے عام حالات میں ممنوع۔

۳...... انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات پاک ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہو۔

بَابُ مُوجِبَاتِ الْغُسْلِ

غسل کو لازم کردینے والی چیزوں کا بیان

٨٤...... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: فِي الْمَذِيِّ الْوُضُوءُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہت مذی والا آدمی تھا، پس میں نے نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں حکم دریافت کیا) تو آپ نے فرمایا: مذی (نکلنے) میں وضوء ہے اور منی (نکلنے) میں غسل ہے۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

٨٥...... وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی (یعنی غسل جنابت) تو صرف پانی (منی نکلنے) سے ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٨٦...... وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ مَعَ أَهْلِي، فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ أَقْلَعْتُ فَاغْتَسَلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! بے شک میں اپنی اہلیہ کے ساتھ تھا تو جب میں نے آپ کی آواز سنی تو علیحدہ ہو کر غسل کر لیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی پانی سے ہے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۸۷......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ: وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر اس سے جماع کرلے تو تحقیق غسل واجب ہو گیا (شیخین نے اس کو روایت کیا اور احمد و مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے "اگر چہ انزال نہ ہوا ہو")

۸۸......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے (جماع ہو جائے) تو تحقیق غسل واجب ہو گیا۔ (احمد، مسلم اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۸۹......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ، وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَعَنْ مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ مُعَاذٌ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَتَوَشَّحْ بِهٖ، وَأَمَّا مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَإِنَّهٗ يَحِلُّ مِنْهَا مَا فَوْقَ الْإِزَارِ

وَاسْتِعْفَافُهُ عَنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُ هٰذَا حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عائذؒ نے کہا: ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جماع سے غسل لازم کردینے والی چیز کے بارے میں اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے (طریقے کے) بارے میں اور حائضہ عورت سے کتنا فائدہ اٹھانا جائز ہے؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے (بھی) رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے آگے بڑھ جائے تو غسل واجب ہوجائے گا اور رہا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو تو اس کو اپنے کندھوں پر ڈال کر اوڑھ لے اور رہا کتنا حائضہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے تو اس سے شلوار سے اوپر اوپر فائدہ اٹھانا جائز ہے اور (البتہ) اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس حدیث کی سند حسن ہے)

۹۰......وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةٌ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَخَّصَ بِهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْاِغْتِسَالِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فتوی جو لوگ کہتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے ایک رخصت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں دے رکھی تھی پھر آپ نے ہمیں غسل کا حکم دیا۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۹۱......وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ اِمْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام سلیمؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، (تو) کیا عورت

پر غسل (لازم) ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب وہ پانی دیکھ لے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۹۲......وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى تُنْزِلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (کیا اس پر غسل لازم ہے)؟ تو آپ نے فرمایا: عورت پر غسل نہیں ہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے جیسے کہ مرد پر غسل نہیں یہاں تک کہ انزال ہو جائے۔ (احمد، ابن ماجہ، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۹۳......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو (دم) استحاضہ آتا تھا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تو ایک رگ ہے حیض نہیں ہے، پس جب حیض آجائے تو تو نماز چھوڑ دے اور جب وہ (حیض) چلا جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: احادیثِ باب میں چار فقہی مسائل کا ذکر ہیں:

پہلا مسئلہ: احتلام کے موجب غسل ہونے کے لئے خروجِ منی ضروری ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔

دوسرا مسئلہ: انقطاعِ حیض پر عورت کے ذمہ غسل فرض ہے۔ یہ دونوں مسئلے متفق علیہ ہیں۔

تیسرا مسئلہ: جماع میں خروجِ منی (انزال) سے غسل فرض ہے یہ متفقہ حکم ہے، مگر اکسال (ادخال حشفہ بلا انزال) سے غسل فرض ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں دو اقوال ہیں:

(۱) داؤد ظاہری کے نزدیک اکسال سے غسل لازم نہیں۔

(۲) جمہور علماء سلفاً وخلفاً غسل کو لازم قرار دیتے ہیں۔

داؤد ظاہری کی دلیل: حدیث ابوسعید خدریؓ "الماء من الماء" یعنی غسل کا وجوب خروج منی سے ہے۔

جمہور کی دلیل: مشہور حدیث "اذاجاوز الختان الختان فقد وجب الغسل" اور باب کی حدیث نمبر ۸۸و۸۹۔

بیانِ واقعہ اور داؤد ظاہریؒ کو جواب:

صحابۂ کرامؓ میں انصار کی ایک جماعت اکسال سے عدم وجوب غسل کی قائل تھی، ان کے پیش نظر "الماء من الماء" والی حدیث تھی، اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پیش نظر حدیث "اذا التقی الختانان ...... الخ اور "اذاجاوز الختان الختان ...... الخ تھی اس لئے وہ وجوب غسل کی قائل تھی۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں گفتگو ہو رہی تھی، یہ دونوں جماعتیں اختلاف کر رہی تھیں، جس پر حضرت عمرؓ نے اختلاف نمٹانے کے لئے اس مسئلہ پر امہات المؤمنینؓ بالخصوص حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے مسئلہ کی تحقیق دریافت کی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شِعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ." چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس حدیث کے پیش نظر اکسال سے وجوب غسل کا فیصلہ صادر کر دیا۔ حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے بعد اکسال سے وجوب غسل پر اجماع ہو گیا تھا سوائے داؤد ظاہری کے اور ان کے اختلاف کی اب پرواہ نہیں۔

باقی جمہور کی جانب سے "الماء من الماء" کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں، مثلاً:

۱...... یہ حدیث اب منسوخ ہے: لحدیث ابی بن کعب: "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةٌ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَخَّصَ بِهَا فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْإِغْتِسَالِ."

۲...... ابن عباسؓ کے بقول یہ حکم صرف احتلام کے لئے ہے اور اب بھی باقی ہے۔

۳...... مباشرت فی مادون الفرج پر محمول ہے جس میں بالاتفاق انزال شرط ہے۔

چوتھا مسئلہ: بحالتِ حیض عورت سے استمتاع کی حد کیا ہے؟

اس کی تین صورتیں ہیں، جن کا حکم درج ذیل ہے:

۱......مباشرت فاحشہ یعنی جماع، یہ بالاتفاق حرام ہے۔

۲......ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے بالاتفاق جائز ہے۔

۳......ناف اور گھٹنے کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ امام احمدؒ و محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور ائمہ ثلاثہ وابو یوسفؒ کے نزدیک ناجائز۔

امام احمدؒ و محمدؒ کی دلیل : حدیث "اصنعوا کل شیء الا النکاح"۔

جمہور کی دلیل: حدیث معاذؓ "یحل منها مافوق الازار"۔ اور امام احمدؒ و محمدؒ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں جماع سے مراد دواعی جماع ہے لہٰذا اجماع و دواعی دونوں حرام ہوئے۔

بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ
طریقۂ غسل کا بیان

٩٤......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِيْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو دونوں ہاتھ دھونے سے ابتداء کرتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجاء کرتے اور اپنی انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے یہاں تک کہ آپ سمجھ لیتے کہ آپ فارغ ہوگئے (یعنی بالوں کی جڑیں تر ہوگئیں پھر) اپنے مبارک سر پر تین چلو پانی بہاتے، پھر پورے جسم پر پانی بہاتے، پھر (آخر میں) اپنے پاؤں دھوتے۔ (شیخینؒ نے اس کو روایت کیا)

۹۵......وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلاً فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ وَأَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ، ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا پھر میں نے آپ کے لئے کپڑے سے پردہ کیا اور آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں پر پانی بہا کر ان کو دھویا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور استنجاء کیا پھر زمین پر ہاتھ رکھ کر رگڑا پھر اس کو دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا مبارک چہرہ اور بازو (کہنیوں تک ہاتھ) دھوئے پھر اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا اور جسم پر بہادیا، پھر (اس جگہ سے) ہٹے اور اپنے قدموں کو دھویا تو میں نے آپ کو کپڑا پیش کیا تو آپ نے اس کو نہیں لیا اور ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے چلے گئے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۹۶......وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللہِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میں ایک ایسی عورت ہوں کہ میں اپنے سر کی مینڈھیاں سختی سے باندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے کھولوں؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، تمہیں تو اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو (پانی) ڈال لو پھر اپنے اوپر (پورے بدن پر) پانی بہالیا کرو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔ (مسلم نے روایت کیا)

۹۷......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا۔ وَكَانَتْ حَائِضًا۔ اُنْقُضِيْ شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِيْ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا جب وہ

حالتِ حیض میں تھیں کہ اپنے بالوں کو کھول لو اور غسل کر لو۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۹۸......وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُ وْسَهُنَّ. فَقَالَتْ: أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُ وْسَهُنَّ! لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَمَا أَزِيْدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثَ أَفْرَاغَاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: عبید بن عمیرؒ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ (عورتیں) غسل کریں تو اپنے سروں (کے بالوں) کو کھول لیا کریں تو آپ فرمانے لگیں کہ وہ انہیں یہ حکم کیوں نہیں دے دیتے کہ وہ اپنے سروں کو (ہی) منڈالیں! تحقیق میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور میں اپنے سر پر تین چلو (پانی) ڈالنے سے زیادہ کچھ نہیں کرتی تھی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۹۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل کرنے کے بعد وضوء نہیں کرتے تھے۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۰......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کے پاس ایک غسل سے چکر لگالیا کرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۰۱......وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ طَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ، فَاغْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! لَوِ اغْتَسَلْتَ غُسْلًا وَاحِدًا! فَقَالَ: هٰذَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ. رَوَاهُ

أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُه' حَسَنٌ.

ترجمہ : حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ہیں، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اپنی ازواج کے پاس چکر لگایا اور ان میں سے ہر ایک کے ہاں غسل کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایک مرتبہ ہی غسل کر لیتے! تو آپ نے فرمایا کہ یہ (بار بار غسل کرنا) زیادہ پاکیزگی اور زیادہ صفائی ہے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں غسل سے متعلق آٹھ مسائل مذکور ہیں۔

پہلا مسئلہ: غسل کے فرائض کیا ہیں؟ اس سلسلے میں تین اقوال ہیں:

۱...... حنفیہ کے نزدیک غسل کے فرائض تین ہیں: (۱) کلی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی میں ڈالنا۔ (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔

۲...... امام شافعیؒ واحمدؒ کے یہاں ان تین فرائض کے علاوہ نیت کرنا بھی فرض ہے۔

۳...... امام مالکؒ کے نزدیک مذکورہ چار فرائض کے علاوہ دلک ''مل کر دھونا'' بھی فرض ہے۔

دوسرا مسئلہ: غسل کے شروع میں وضوء کا حکم!

جمہور کے نزدیک یہ وضو سنت اور داؤد ظاہری کے یہاں واجب ہے۔

تیسرا مسئلہ: غسل کے شروع میں وضو کے اندر پاؤں کب دھونے چاہئیں؟

رفع تعارض : اس سلسلے میں باب میں دو حدیثیں وارد ہیں ایک حدیث عائشہؓ جس میں ''وضوئه للصلاة'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں ساتھ ساتھ دھو لینے چاہئے اور دوم حدیث میمونہؓ جس میں ''ثُمَّ تَنَحّٰی فَغَسَلَ قَدَمَیْهِ'' کے جملہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعد میں پاؤں دھوئے، اب تعارض کے دفع کے سلسلے میں فقہاء کے اقوال و دلیل حسب ذیل ہے۔

(۱) امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک وضو کے دوران ہی پاؤں دھو لینے چاہئے۔ یہ حضرات حدیث عائشہؓ ''ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وُضُوْءَه' لِلصَّلَاةِ'' کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲) احناف کے نزدیک دونوں حدیثوں کے مفہوم پر بطور تطبیق عمل افضل ہے اس طور پر کہ اگر اس جگہ پانی جمع ہوتا ہو تو بعد فراغت اونچی جگہ کھڑے ہو کر پاؤں دھولے ورنہ دورانِ وضو دھولے۔

چوتھا مسئلہ: قبل غسل وضو میں مسح رأس کا حکم!

اکثر روایات کے پیش نظر ائمہ اربعہ و جمہور مسح رأس کے قائل ہیں لیکن اگر کسی نے دورانِ وضو مسح نہیں کیا تو غسل میں پورے بدن پر پانی بہا لینا کافی ہے۔

پانچواں مسئلہ: بعد وضو غسل تولیہ کا حکم اور رفع تعارض!

باب کی حدیث میمونہؓ "فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تولیہ ملنے پر بھی استعمال نہیں کیا بلکہ یونہی مبارک ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے چلے گئے، اور حدیث عائشہؓ "كانت لرسول الله ﷺ خرقة ينشف بها بعد الوضوء" اور حدیث معاذؓ "كان لرسول الله ﷺ نشافة ينشف بها غسالة وجهه" کے مطابق آنحضرت ﷺ کے لئے بعد غسل و وضو اعضاء خشک کرنے کے لئے ایک تولیہ مخصوص تھا۔ [الدر المنضود] جمہور کے نزدیک تطبیق کی صورت یہ ہے کہ تولیہ کا استعمال جائز و مباح ہے [کمافی "رحمۃ الامۃ، ص:۱۶"] اور حدیث میمونہؓ میں تولیہ نہ لینا بیانِ جواز پر محمول ہے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کیا۔

چھٹا مسئلہ: غسل میں عورت کے مضفور (بٹے ہوئے بالوں) کا حکم!

اس سلسلے میں اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک غسلِ حیض و نفاس میں ان کا کھولنا ضروری ہے اور غسلِ جنابت میں نہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فقط بالوں کی جڑوں تک پانی کا پہنچانا اور اچھی طرح تر کرنا کافی ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث عائشہؓ (نمبر ۹۷) "اُنْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي"۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث ام سلمہؓ "إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ" اور حدیث عائشہؓ (نمبر ۹۸) "وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَفْرَاغَاتٍ۔" جس میں انہوں نے ابن عمرؓ پر اس مسئلہ میں نکیر بھی کی ہے۔

رفعِ تعارض: فریقین کی مستدل احادیث کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ امام احمدؒ کی مستدل حدیث عائشہؓ کو استحباب پر اور دیگر حدیثوں کو بیانِ جواز پر محمول کیا جائے۔ چونکہ عورتوں کو سر کے گوندھے ہوئے بال کھولنے میں مشقت ہوتی ہے اس لئے ان کے حق میں تخفیف کی گئی۔

ساتواں مسئلہ: غسل کے بعد وضو بالاتفاق مستحب ہے، واجب نہیں۔

آٹھواں مسئلہ: مابین الجماعین غسل کا حکم!

رفعِ تعارض: ایک مرتبہ جماع کے بعد اگر دوسری بار قصد ہو تو اس کے لئے غسل کرنا ضروری نہیں جیسا کہ حدیث انسؓ (نمبر ۱۰۰) میں مذکور ہے، ہاں مستحب ہے جیسا کہ حدیث ابورافعؓ (۱۰۱) میں مذکور ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْجُنُبِ
جنبی کے حکم کا بیان

۱۰۲ ...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ، لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بحالتِ جنابت سونے کا ارادہ فرماتے تو استنجاء کرتے اور ایسا وضوء کرتے جیسا کہ نماز کے لئے کرتے تھے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۰۳ ...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَ يَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے بحالتِ جنابت سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ وضوء کرلے۔

۱۰۴ ...... وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ، لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ

وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنبی کو جب وہ کھانا پینا چاہے اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ نماز جیسا وضوء کرلے (پھر کھا پی لے)۔ (احمد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۰۵......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بحالتِ جنابت سونے کا ارادہ کرتے تو وضوء کرلیتے اور جب کھانے پینے کا ارادہ ہوتا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ اپنے مبارک ہاتھوں کو دھولیتے پھر کھاتے پیتے۔ (نسائی نے روایت کیا اور سند صحیح ہے)

۱۰۶......وَعَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: آپؓ ہی نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب جنابت کی حالت میں کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو دھولیتے پھر کھاتے تھے۔ (ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۷......وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور کتا ہو اور جنبی ہو۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۸......وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُوْنَ.

ترجمہ: آپؓ ہی نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے تھے جب تک کہ جنبی نہ ہوتے

تھے۔(پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور دوسروں نے اس کو صحیح کہا)

۱۰۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنِّي لَاأُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے حلال قرار نہیں دیتا۔(ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۱۰......وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی جبکہ میں جنبی تھا، پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپ (ایک جگہ) بیٹھ گئے، پھر میں (وہاں سے) آہستہ سے نکل گیا اور گھر آ کر غسل کیا پھر میں (آپ کے پاس دوبارہ) گیا جبکہ آپ (وہیں) بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تم کہاں (چلے گئے) تھے؟ تو میں نے آپ سے بات عرض کر دی۔ اس پر آپ نے فرمایا: اللہ پاک ہے، بے شک مومن ناپاک نہیں ہوتا۔(شیخین نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: اس باب کے تحت پانچ فقہی مسائل ہیں۔

پہلا مسئلہ: غسلِ جنابت میں بلاوجہ تاخیر مناسب نہیں، اور جنبی حکماً ناپاک ہے نہ کہ حقیقۃً۔ اس کے ساتھ ملنا بیٹھنا، کھانا پینا درست ہے۔ کما فی حدیث علیؓ (نمبر ۱۰۷) وحدیث ابی ہریرۃؓ (نمبر ۱۱۰)

دوسرا مسئلہ: جنبی کے لئے سونے سے پہلے غسل بالاتفاق ضروری نہیں، وضو کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) داؤد ظاہریؒ اور ابن حبیب مالکیؒ کے نزدیک وضو واجب ہے۔

(۲) جمہور علماء وائمہ اربعہؒ کے نزدیک مستحب ہے، واجب نہیں۔

فریق اول کی دلیل: ۱...... حدیث بخاریؒ: "توضأ واغسل ذكرك ثم نم"۔

۲...... باب کی حدیث نمبر ۲: "نعم اذا توضأ"، یعنی اگر وضو کرلے تو سونا درست ہے۔

جمہور کی دلیل: حدیث ابوداؤد: "كان النبي ﷺ يجنب ثم ينام ولا يمس ماء"۔

فریق اول کو جواب:

۱...... حدیث بخاری میں صیغۂ امر استحباب پر محمول ہے تاکہ احادیث میں تطبیق ہو جائے۔

۲...... دوسری حدیث صحیح ابن خزیمہ میں "نعم اذا توضأ ان شاء" ہے، ان شاء کی قید سے اختیار مل گیا۔

تیسرا مسئلہ: جنبی کے لئے کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا بالاتفاق مستحب ہے، آنحضرت ﷺ کبھی نماز کی طرح مکمل اور کبھی وضوء لغوی یعنی دونوں ہاتھوں کے دھو لینے پر اکتفاء کرتے تھے۔

چوتھا مسئلہ: جنبی کے لئے قرأت قرآن کا حکم!

اس مسئلے میں ائمہ کا اختلاف درج ذیل ہے۔

(۱) داؤد ظاہریؒ کے نزدیک مطلقاً قرأت کر سکتا ہے، خواہ پوری آیت ہو یا نامکمل۔

(۲) جمہور علی الاطلاق اجازت نہیں دیتے بلکہ ان کے یہاں تفصیل ہے۔

الف: امام مالکؒ کے نزدیک فقط ایک دو آیتیں پڑھ لینے کی اجازت ہے۔

ب: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پوری آیت سے کم قرأت اور بطور دعا جتنی آیتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

ج: امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک مطلقاً قرأت نہیں کر سکتا۔

داؤد ظاہریؒ کی دلیل: حدیث "كان النبي ﷺ يذكر الله على كل أحيانه" یعنی آپ ﷺ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے، لہٰذا اجنابت کے وقت بھی یہ مشغلہ رہتا ہوگا۔

جمہور کی دلیل: حدیث علیؓ "كان النبي ﷺ يقرئنا القرآن مالم يكن جنباً"۔

داؤد ظاہریؒ کو جواب: (۱) قرأت قرآن اس عام حکم سے مستثنیٰ ہے لحدیث علیؓ۔

(۲) "کل أحیانه" سے ذکر کا مناسب وقت مراد ہے۔

پانچواں مسئلہ: جنبی اور حیض ونفاس والی عورت کا مسجد میں داخل ہونا!

(۱) اہلِ ظواہر کے یہاں مطلقاً، امام شافعیؒ کے نزدیک بشرطِ مرور اور امام احمدؒ بشرطِ وضو جنبی اور حیض ونفاس والی عورت کا مسجد میں داخلہ درست ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک مطلقاً ان لوگوں کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

اہلِ ظواہر کی دلیل: روایت ابن المنذرؒ "کان أصحاب رسول الله ﷺ یمشون فی المسجد وهم جنب"۔

امام شافعیؒ کی دلیل: آیتِ قرآنی ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْنَ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا﴾ صلوۃ سے مراد موضع صلوۃ یعنی مسجد اور عابری سبیل سے مراد مرور یعنی گذرنا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل: حدیث عائشہؓ "انی لاأحل المسجد لحائض ولا جنب"

اہلِ ظواہر کو جواب: صحابہؓ کا عمل ابتدائی دور پر محمول ہے بعد میں جنبی کا دخول مسجد ممنوع ہوگیا۔

امام شافعیؒ کو جواب: آیت میں "صلوۃ" سے معنی حقیقی یعنی نماز مراد ہے، مسجد یعنی مجاز مراد لینے کی صورت میں لفظ "موضع" محذوف ماننا پڑے گا جو کہ خلافِ اصل ہے اور "عابری سبیل" سے مراد مسافر لوگ ہیں کہ بحالتِ سفر پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان

۱۱۱ ...... عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ أَسْأَلُ. قَالَتْ: يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: معاذہؒ کہتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور کہا: کیا ہوا حائضہ عورت کو کہ وہ روزہ کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضاء نہیں کرتی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے کہا: میں حروریہ نہیں ہوں بلکہ میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں؟ تو آپ نے کہا: ہمیں یہ (حیض) آتا تھا تو روزہ کی قضاء کا کہا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا نہیں کہا جاتا تھا۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۱۲......وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ لَهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟! رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک (لمبی) حدیث میں کہا کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۱۳......وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ، فَتَقُوْلُ لَهُنَّ: لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ- تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

ترجمہ: علقمہؒ اپنی والدہ سے جو کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بھیجتی تھیں جس میں روئی ہوتی اس روئی میں حیض کے خون کا زرد رنگ لگا ہوتا، وہ ان سے نماز کے بارے میں پوچھتیں، تو وہ (جواب میں) ان سے کہتیں کہ تم جلدی نہ کرو یہاں تک کہ چونے کی طرح سفیدی دیکھ لو اور ان کی مراد اس سے حیض سے پاکی ہوتی تھی۔ (مالک اور عبدالرزاق نے اس کو روایت کیا صحیح سند کے ساتھ اور بخاری نے بھی تعلیقاً)

تشریح الکلمات:

''الحیض'': لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ''باب نجاسة دم الحيض'' کے تحت گذر چکا ہے۔
''حرورية'': حروراء کی طرف نسبت ہے جو کوفہ کے قریب ایک بستی ہے، حضرت علیؓ کے خلاف وہاں خوارج کا اجتماع ہوا تھا، اس لئے خوارج کو اس بستی کی طرف منسوب کر کے ''حروری'' کہا جاتا ہے۔

مسئلة الباب:

(۱) اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمانہ حیض کی نمازوں کی قضاء واجب نہیں بخلاف صوم کے کہ اس کی قضاء واجب ہے، خوارج کا اس میں اختلاف ہے وہ نماز کی قضاء کو واجب قرار دیتے ہیں۔ جمہور باب کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں مگر خوارج قرآن وسنت کی نصوص کو اپنی عقل کے معیار کے مطابق پرکھتے تھے اور بے جا وجہیں تلاش کرنے کے خوگر تھے۔
(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت حیض میں خالص سفید رنگ کے علاوہ جس رنگ کا بھی خون آئے وہ حیض ہے، وہ حدیث عائشہؓ ''حتى ترين القصة البيضاء'' سے استدلال کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ علی الاختلاف کچھ رنگوں کو دم حیض قرار دیتے ہیں اور کچھ کو اس سے خارج قرار دیتے ہیں۔

بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ

دمِ استحاضہ کا بیان

۱۱٤ ...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ بنت ابی حبیش نبی کریم ﷺ کے پاس آئی

اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں استحاضہ والی عورت ہوں پس میں پاک نہیں رہتی، تو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، یہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں ہے، سو جب حیض آجائے تو تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض چلا جائے تو اپنے سے خون کو دھو لے اور نماز پڑھ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا، بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اور لیکن تم نماز کو چھوڑ دو ان ایام کی مقدار میں جن میں تمہیں حیض آتا تھا پھر غسل کرو اور نماز پڑھ لو)

۱۱۵ ...... وَعَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ أُسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ، فَقَالَ: لَيْسَ ذٰلِكِ بِحَيْضٍ وَلٰكِنَّهُ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ فَدَعِي الصَّلَاةَ عَدَدَ أَيَّامِكِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ، فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَتَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہؓ) نے کہا کہ: بے شک فاطمہ بنت ابی حبیش نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ مجھے مہینہ دو مہینے استحاضہ (کا خون) آتا رہتا ہے، تو آپ نے فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ ہے، پس جب حیض آجائے تو نماز کو چھوڑ دو اتنے دن جتنے دن تمہیں حیض آتا تھا اور جب وہ (حیض کے ایام) چلے جائیں تو غسل کر لو اور (پھر) ہر نماز کے لئے وضوء کر لیا کرو۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱۶ ...... وَعَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلاً وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہؓ) نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دیا کرے پھر ایک مرتبہ غسل کرے (اور) پھر ہر نماز کے وقت وضوء کر لیا کرے۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

"الاستحاضۃ": حیض سے باب استفعال کا مصدر ہے، اور باب استفعال میں آنے کے بعد

اس کے اندر مبالغہ کا معنی پیدا ہو گیا یعنی مدتِ حیض سے زیادہ خون کا آنا۔

"**جاءت فاطمة بنت أبي حبيش**": احادیث میں چار عورتوں کا ذکر استحاضہ کے باب میں بکثرت ہوا ہے: (۱) فاطمہ بنت اُبی حبیشؓ۔ (۲) زینب بنت جحشؓ۔ (۳) حمنہ بنت جحشؓ۔ (۴) ام حبیبہ بنت جحشؓ۔ ان سمیت گیارہ عورتوں کو دورِ نبوی میں استحاضہ کی شکایت تھی۔

"**استحاض**": استحاضہ مصدر سے صیغہ مجہول کے وزان پر آتے ہیں۔

استحاضہ کے اسباب: (۱) باب کی پہلی حدیث میں دم استحاضہ کا سبب "عِـرق" یعنی خارج رحم رگ کو قرار دیا گیا ہے۔ (۲) ایک دوسری حدیث میں استحاضہ کو "رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ" یعنی اس کا سبب شیطان کا لات مارنا قرار دیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ استحاضہ کے ذریعہ شیطانی تلبیسات و وساوس کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور عورت کے لئے اپنی نماز اور طہارت کے مسائل سمجھنا اور ان پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مسئلة الباب: ائمہ اربعہؒ کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مستحاضہ اور جو اس کی طرح معذور ہیں سب نماز روزہ کرتے رہیں گے، البتہ یہ کہ آیا معذور نماز کے وقت کے اندر وضو کر کے جتنے فرائض و نوافل پڑھ سکتا ہے یا اسے ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو بنانا لازمی ہے؟

اس بارے میں ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک دمِ استحاضہ، دمِ غیر معتاد ہونے کی وجہ سے قیاساً ناقضِ وضو نہیں ہے مگر امرِ تعبدی کی وجہ سے استحاضہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اب مستحاضہ و دیگر معذور ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کریں گے فرض ہو یا نفل۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک ہر فرض نماز کے وضو کرے اور جتنے چاہے نوافل ادا کرے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کے یہاں ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے اور وقت کے اندر اس سے جتنے چاہے فرض و نفل پڑھے۔

امام مالکؒ و شافعیؒ کی دلیل: (۱) حدیث فاطمہ بنت اُبی حبیشؓ "تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ"۔

(۲) حدیث عائشہؓ "تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ"۔ صلوۃ سے مراد فرض نماز ہے۔ امام شافعیؒ نفل

کوفرض کے تابع قرار دیتے ہیں۔أی لکل صلاۃ مع توابعھا۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل :حدیث ''المستحاضۃ تتوضأ لوقت کل صلاۃ''۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کو جواب :(۱) فاطمہ بنت أبی حبیشؓ کی ایک روایت میں ''توضأی لوقت کل صلاۃ'' وقت کی صراحت کے ساتھ آیا ہے۔(۲) کلام عرب میں لام کا وقت کے معنی میں استعمال بکثرت ہوتا ہے، مثلاً ''آتیك لصلاۃ الظھر'' أی ''لوقت صلاۃ الظھر'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ أی وقت دلوك الشمس. (۳) حدیث عائشہؓ میں ''عند'' وقت اور ہر نماز دونوں باتوں کا احتمال رکھتا ہے۔

أَبْوَابُ الْوُضُوْءِ

وضوء کے ابواب

بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کا بیان

۱۱۷......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ،وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ : لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ، وَلِلْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا: لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا، احمد کی ایک روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا، اور بخاری کی ایک معلق روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم دیتا)

۱۱۸ ...وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِهِ لَأَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (ابوہریرہؓ) نے کہا: اگر آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو ضرور ان کو ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتے۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلسِّوَاكُ مطهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کی پاکی اور رب کی رضا (حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے۔ (احمد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا اور بخاری نے بھی تعلیقاً)

۱۲۰......وَعَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۲۱......وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (طبرانی نے اس کو اوسط میں روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۱۲۲......وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ

ترجمہ: مقداد بن شریح سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو کس چیز سے ابتداء کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ مسواک سے۔ (بخاری اور ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۲۳...... وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلاَّ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (ترمذی کے علاوہ جماعت نے روایت کیا)

۱۲٤......وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَالاَ أُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ، وَفِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتنی بار روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ (احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا، اس کی سند میں کلام ہے اور بخاری نے اس کو معلق روایت کیا ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: أَكْثَرُ أَحَادِيْثِ الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ، وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ كَرَاهَتِهِ شَيْءٌ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ باب کی زیادہ تر حدیثیں روزے دار کے لئے زوال کے بعد (بھی) مسواک کرنا مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اس کی کراہت کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں۔

تشریح الکلمات:

"السواک": بمعنی آلۂ سواک یا مصدر بمعنی مسواک کرنا۔

مسواک میں دو علیحدہ باتیں مسنون ہیں: (۱) کسی بھی قابل چیز سے دانت صاف کرنا۔ (۲) مخصوص لکڑی استعمال کرنا مثلاً پیلو، کیکر وغیرہ۔

مسواک کا حکم: ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق مسواک کرنا مسنون ہے، البتہ یہ کہ مسواک سنت

صلاۃ ہے یا سنت وضو؟ اس میں مشہور اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک سنت صلاۃ ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنت وضو ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابو ہریرہؓ "لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ."

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی وہ احادیث جن میں "مع کل وضوء" وارد ہے۔

امام شافعیؒ کو جواب: "عند کل صلاۃ" سے بالکل نماز کے متصل مسواک کرنا لازم نہیں آتا جبکہ "مع کل وضوء" میں وضو کے ساتھ ساتھ مسواک کرنا سمجھ میں آتا ہے اب تطبیق کی صورت یہ ہے کہ "عند کل صلاۃ" کا معنیٰ "مع الوضوء عند کل صلاۃ" لیا جائے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایات میں اس کی تصریح بھی آئی ہے۔

احناف کے نزدیک اگرچہ وضو کے وقت مسواک کی زیادہ تاکید ہے لیکن اگر مسوڑھوں سے خون نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو نماز کی تیاری کرتے وقت مسواک کرنا بھی مسنون ہے اسی طرح گھر میں داخل ہونے کے بعد، جب کسی مجلس میں آنا ہو اور جب تلاوت کرنے کا ارادہ ہو تو بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

دوسرا مسئلہ: روزے کی حالت میں مسواک کا حکم!

(۱) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک روزہ دار صبح یا شام جس وقت بھی چاہے مسواک کر سکتا ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک مکروہ ہے، مگر اب متاخرین شافعیہ بھی مطلق جواز کے قائل ہیں۔ [رحمۃ الأمۃ، ص:۹۸]

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث "لخلوف فم الصائم أحب الی اللہ من ریح المسك" اور خلوف یعنی روزہ دار کی منہ بدبو زوال کے بعد اٹھتی ہے، مسواک کرنے سے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث عامر بن ربیعہؓ "رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَالَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ"۔

امام شافعیؒ کو جواب: خلوف سے مراد معدہ کی بدبو ہے جو خالی پیٹ رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور مسواک سے منہ کی بدبو زائل ہوتی ہے نہ کہ معدہ کی بدبو۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

وضوء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۱۲۵ ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا أَبَاهُرَيْرَةَ! إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ: بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَحْدُثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب وضوء کرنے لگو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھا کرو کیونکہ تمہارے نگہبان فرشتے مسلسل تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے جب تک تم اس وضوء سے بے وضوء نہ ہو جاؤ۔ (طبرانی نے صغیر میں اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: وضوء کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم!

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک واجب اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سنت یا مستحب ہے، واجب نہیں۔

امام احمدؒ و داؤد ظاہریؒ کی دلیل: حدیث "**لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ**"۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث "**ومن توضأ ولم یذکر اسم اللہ کان طھور الأعضاء وضوئہ**" یعنی جو بسم اللہ پڑھے بغیر وضو کرے گا تو اس کے صرف اعضاء وضو سے گناہ دھلیں گے۔ حدیث میں بغیر بسم اللہ کے وضو کا بھی اعتبار کیا گیا ہے، البتہ اس کی فضیلت کم بتائی گئی ہے۔

امام احمدؒ و داؤد ظاہریؒ کو جواب: "**لا وضوء**" میں لا نفی کمال کے لئے ہے نہ کہ نفی حقیقت کے لئے، جیسے ایک حدیث میں ہے "**لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد**"۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ الْوُضُوْءِ

وضوء کے طریقہ کا بیان

۱۲۶......عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ أَنَّهٗ رَأٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حمرانؒ سے جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے (وضوء کے لئے) ایک (پانی کا) برتن منگوایا اور (پانی کو) تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ان دونوں کو دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو تین بار اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے تین مرتبہ، پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا وضوء کیا جس طرح کہ میں نے کیا پھر اس نے دو رکعت (نماز) پڑھی (اور) ان دو رکعتوں میں اپنے جی میں باتیں نہیں کی تو اس کے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

فقہ الحدیث: احناف کے نزدیک وضو کا مسنون طریقہ وہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ

ایک ہی بار میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان

۱۲۷......عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ

قَالَ: قِيْلَ لَهٗ: تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلاَ ثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلاَ ثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلاَ ثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ صحابی ہیں -راوی نے کہا- ان سے کہا گیا کہ ہماری (تعلیم) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضوء کی طرح وضوء کیجئے، تو انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر (پانی) ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا، (اور) پھر اس (برتن) میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور ایک ہی ہاتھ سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، اور اسی طرح تین بار کیا، پھر ہاتھ (برتن میں) ڈال کر پانی نکالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دو، دو بار دھویا پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور اپنے سر کا مسح کیا دونوں ہاتھوں کو (سر کے) آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا وضوء تھا۔ (شیخین نے روایت کیا)

۱۲۸ ...... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، وَجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ایک ایک بار وضو کیا اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو جمع کیا۔ (دارمی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا مسنون طریقہ!

مضمضہ اور استنشاق کے پانچ طریقے ہیں جو سب کے سب جائز ہیں:

(۱) **الوصل بثلاث غرفات** یعنی ایک چلو میں پانی لے کر اس کے بعض حصہ سے مضمضہ اور بعض سے استنشاق کیا جائے، پھر اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ کیا جائے۔

(۲)الوصل بغرفة واحدة یعنی ایک چلّو میں پانی لے کر پہلے مضمضہ اور پھر اسی پانی سے استنشاق، اسی طرح اسی بچے ہوئے پانی سے دوسری اور تیسری مرتبہ کیا جائے، گویا وصل کے دو طریقے ہوئے، بثلاث غرفات اور بغرفۃ واحدۃ، پھر فصل کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)الفصل بغرفة واحدة جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چلّو پانی لے کر پہلے تین بار مسلسل مضمضہ کیا جائے اور پھر باقی پانی سے تین بار مسلسل استنشاق کیا جائے۔

(۲)الفصل بغرفتين یعنی ایک چلّو پانی سے پہلے تین بار مضمضہ کرلیا جائے، پھر دوسرے چلّو پانی سے تین مرتبہ استنشاق کیا جائے۔

(۳)الفصل بستّ غرفات یعنی تین چلّو پانی تین بار مضمضہ کے لئے، اور پھر تین چلّو پانی تین بار استنشاق کے لئے۔

ان پانچ صورتوں میں افضل صورت کون سی ہے اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱)امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت یعنی الوصل بثلاث غرفات افضل ہے۔

(۲)امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانچویں صورت یعنی الوصل بستّ غرفات افضل ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل :۱......حدیث عبداللہ بن زیدؓ ”فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ“

۲......حدیث ابن عباسؓ ”جَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ.“۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:

۱......اگلے باب ”الفصل بین المضمضۃ والاستنشاق“ اور ”باب ما یستفاد منہ الفصل“ کی چاروں حدیثیں، بالخصوص حدیث عثمانؓ و علیؓ ”افردا المضمضة من الاستنشاق“ جو فصل کی واضح دلیل ہے۔

۲......قیاس: یعنی جب منہ اور ناک دو الگ عضو ہیں تو دیگر اعضاء کی طرح ان کے لئے بھی علیحدہ پانی لینا چاہئے۔

امام شافعیؒ کو جواب: سرسری جواب تو یہ ہے کہ ہماری دلیلیں اپنے مدعیٰ پر واضح اور غیر محتمل ہیں، جبکہ آپ کی دلیلیں محتمل ہیں، مثلاً پہلی حدیث میں ”من كف واحدة“ کی مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک ہی ہتھیلی یعنی داہنی سے کلی کے لئے بھی پانی لیا پھر ناک میں ڈالتے وقت بھی اسی

سے کام لیا۔ دوسری حدیث میں تمام اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونے کا ذکر ہے جو یقیناً جواز ہے نہ کہ افضل، اس لئے "جمع بین المضمضۃ والاستنشاق" بھی بیانِ جواز کے لئے ہوسکتا ہے۔

بَابٌ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ

الگ الگ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنا

۱۲۹ ...... عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَوَضَّئَا ثَلاَ ثًا ثَلاَ ثًا، وَأَفْرَدَا الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْإِسْتِنْشَاقِ، ثُمَّ قَالاَ: هٰكَذَا رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِي صِحَاحِهٖ.

ترجمہ: ابو وائل شقیق بن سلمہؒ نے کہا: میں علی بن ابو طالب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا، دونوں نے تین تین بار وضوء کیا اور کلی کو ناک میں پانی ڈالنے سے علیحدہ کیا پھر کہا کہ ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضوء کرتے دیکھا ہے۔ (ابن السکن نے اپنی صحاح میں روایت کیا)

بَابُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ

ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق علیحدہ کرنا سمجھا جاتا ہے

۱۳۰ ...... عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلاَ ثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلاَ ثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلاَ ثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلاَثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طَهُوْرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

ترجمہ: ابوحیہؒ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کیا تو اپنے دونوں گٹوں کو دھویا یہاں تک کہ ان کو خوب صاف کیا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے چہرے اور بازوؤں کو تین تین بار دھویا اور ایک بار اپنے سر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں

تک دھوئے، پھر کھڑے ہوئے اور طہارت کے بچے ہوئے پانی کو لے کر کھڑے ہی پی گئے، پھر فرمایا کہ میں نے تمہیں دکھانا چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضوء کرتے تھے۔(ترمذی نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا)

۱۳۱ ...... وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأُتِيَ بِمِيْضَاةٍ فَأَصْغَاهَا عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي الْمَاءِ، فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بُطُوْنَهُمَا وَظُهُوْرَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُوْنَ عَنِ الْوُضُوْءِ؟! هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابن ابی ملیکہؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان سے وضوء کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے (برتن میں) پانی منگایا تو ایک لوٹا لایا گیا، انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا پھر اس (ہاتھ) کو پانی میں داخل کیا اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا (اور) پھر تین بار دائیں ہاتھ کو دھویا اور تین بار بائیں ہاتھ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو (لوٹے میں) ڈال کر پانی لیا اور اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا، اور دونوں کانوں کے ظاہر اور باطن (اندر اور باہر کے حصے) کو ایک بار دھویا، پھر دونوں پاؤں دھوئے، پھر کہا: وضوء کے بارے میں پوچھنے والے کہاں ہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

۱۳۲ ...... وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ نَجِيْحٍ أَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالزَّاوِيَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِيْ عَنْ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَيْفَ كَانَ؛ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ كُنْتَ تُوَضِّئُهُ. قَالَ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوْءٍ، فَأُتِيَ بِطَسْتٍ وَقَدَحٍ، فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكْفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْعَمَ غَسْلَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ الْيُمْنٰى

فَغَسَلَهَا ثَلاَ ثًا، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى ثَلاَ ثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهٗ أَمَرَّهُمَا عَلٰى أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ : ابو محمد راشد بن نجیح حمانیؒ نے کہا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زاویہ میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتایئے کہ رسول اللہ ﷺ وضوء کیسے کرتے تھے اس لئے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ان کو وضوء کراتے تھے، فرمایا: ہاں، پھر انہوں نے پانی منگایا تو ایک طشت اور پیالہ لا کر ان کے سامنے رکھا گیا پس انہوں نے پانی کو دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھوں کو اچھی طرح دھویا، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ نکال کر اسے تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا پھر اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، البتہ انہوں نے دونوں ہاتھ کانوں پر پھیرے اور ان کا مسح کیا۔ (طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

بَابُ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ

ڈاڑھی کے خلال کا بیان

۱۳۳...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهٗ بِالْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضوء کرتے تھے تو پانی سے ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں وضوء میں ڈاڑھی سے متعلق دو حکم بیان ہوئے ہیں۔

پہلا مسئلہ: وضو میں ڈاڑھی کا حکم ! غسل یا مسح ؟

ڈاڑھی کی دو قسمیں ہیں: خفیفہ اور کثہ۔ خفیفہ وہ ہے جس میں چہرہ کی کھال نظر آئے، اس میں ڈاڑھی کے بال تر کر لینا کافی نہیں، بلکہ چہرہ کی جلد کو بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔ کثہ یعنی گھنی ڈاڑھی کے بارے میں ہمارے یہاں آٹھ اقوال پائے جاتے ہیں، صحیح تر قول کے مطابق "غسل جميع اللحية فرض" یعنی بجائے چہرہ کے خود ڈاڑھی کو دھونا فرض ہے، مگر اس

سے وہ ڈاڑھی مراد ہے جو دونوں گال اور ٹھوڑی کے بالمقابل یعنی چہرے کی حد میں ہو، مسترسل یعنی ٹھوڑی سے نیچے لٹکنے والے بالوں کا دھونا ضروری ہے نہ مسح۔

دوسرا مسئلہ: ڈاڑھی کے خلال کا حکم!

(۱) اہلِ ظواہر کے نزدیک واجب ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک سنت یا مستحب ہے۔

اہلِ ظواہر کی دلیل: حدیث ابوداؤد "ھکذا أمرنی ربی" اور امر برائے وجوب یا فرضیت ہے۔

جمہور کی دلیل: قرآن کریم میں فرائضِ وضو کے ضمن میں ڈاڑھی کے خلال کا ذکر نہیں، اسی طرح صفتِ وضو کی مشہور روایات میں بھی تخلیل لحیہ کا حکم نہیں، لہٰذا حدیث الباب سے استحباب یا سنیت ثابت ہوگی۔

اہلِ ظواہر کو جواب: امر ہر جگہ وجوب کے لئے نہیں ہوتا، جیسے آیت ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ میں اصطادوا یعنی صیغۂ امر برائے وجوب نہیں۔

تخلیل لحیہ کا طریقہ: داہنیں ہاتھ سے ایک چلّو پانی لے کر اس کو ٹھوڑی کے نیچے ملیں اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گردن کی جانب سے ڈاڑھی کے بالوں میں داخل کر لی جائیں۔

بَابُ تَخْلِيْلِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کے خلال کا بیان

۱۳٤ ...... عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ. قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ، وَبَالِغْ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَغَوِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: عاصم بن لقیط بن صبرہ سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے وضوء کے بارے میں بتایئے، آپ نے فرمایا: اچھی طرح وضوء کیا کرو اور انگلیوں کا خلال کیا کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کیا کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی، ابن خزیمہ، بغوی اور ابن القطان نے اس کو صحیح کہا)

۱۳۵ ...... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضوء کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا)

مسئلۃ الباب: وضو میں انگلیوں کے خلال کا حکم!

(۱) بعض اہلِ ظواہر کے نزدیک تخلیل اصابع واجب ہے۔

(۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک تخلیل اصابع مسنون یا مستحب ہے۔

اہلِ ظواہر کی دلیل: حدیث الباب "خلل الأصابع" صیغۂ امر وجوب کے لئے ہے۔

جمہور کی دلیل: آیت وضو اور مشہور احادیث میں تخلیل اصابع کا ذکر نہیں۔

اہلِ ظواہر کو جواب: امر ہر جگہ وجوب کے لئے نہیں۔ آیت ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ گذر چکی۔

قولہ "أسبغ الوضوء" اسباغ فی الوضوء کے تین درجے ہیں۔

۱...... فرض: مقدارِ فرض ہر عضو کو دھونا اور سر کا مسح کرنا۔

۲...... سنت: اعضاء مغسولہ کو تین تین بار دھونا۔

۳...... استحباب: ہر عضو کو دھونے کے بعد اس کے آگے تک پانی بہانا۔

بَابٌ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ

کانوں کے مسح کا بیان

۱۳۶ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى، ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ وَخَالَفَ بِإِبْهَامَيْهِ إِلٰى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا، ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُوْنَ،

وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء کیا چنانچہ ایک چلّو (پانی) بھرا اور اپنا چہرہ مبارک دھویا پھر ایک چلّو (پانی) بھرا اور اپنے دائیں ہاتھ کو دھویا پھر ایک چلّو (پانی) بھرا اور اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر ایک چلّو (پانی) بھرا اور اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا دونوں (کانوں) کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلی سے اور بیرونی حصہ پر انگوٹھے کو پھیر لیا، پھر ایک چلّو (پانی) بھرا اور اپنا دایاں پیر دھویا پھر ایک چلّو (پانی) بھرا اور بایاں پیر دھویا۔ (ابن حبان اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اس باب میں دو اختلافی مسائل ہیں۔

پہلا مسئلہ: کانوں کا وظیفہ! مسح یا غُسل؟

(۱) داؤد ظاہریؒ اور امام زہریؒ کے نزدیک کانوں کا وظیفہ غُسل (دھونا) ہے۔

(۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک کانوں کا وظیفہ مسح ہے۔

فریق اول کی دلیل: آیت قرآنی ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ میں بلحاظ لغوی معنی کان بھی وجہ میں داخل ہے لہذا اس کا دھونا لازم ہے۔

ائمہ اربعہؒ کی دلیل: حدیث "انما الأذنان من الرأس" لہذا سر کی طرح کانوں کا بھی مسح ہوگا۔

فریق اول کو جواب: حدیث کے مقابلے میں لغوی معنی پر شرعی احکامات کا مدار نہیں ہوتا۔

دوسرا مسئلہ: کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی ضروری ہے سر کا بچا ہوا پانی کافی نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک کان سر کے تابع ہے لہذا علیحدہ پانی ضروری نہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابوداؤد "واخذ ماء جدید الصماخیه" أی الأذنین۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث "الأذنان من الرأس" آپ ﷺ نے فرمایا کہ کان سر سے ہیں یعنی سر کے تابع ہیں، اور ایک حدیث میں "واذا مسح رأسه خرجت الخطایا من أذنیه"

اس میں مسح کی نسبت سر کی طرف کی گئی اور گناہ دھلنے کا نشان کانوں کو قرار دیا۔

امام شافعیؒ کو جواب: تطبیق کی صورت یہ ہے کہ "واخذماء جدیدا" والی حدیث کو انگلی خشک ہو جانے کی صورت پر محمول کر دیا جائے۔

بَابُ التَّيَمُّنُ فِي الْوُضُوْءِ

وضوء میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا

۱۳۷......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَامِنِكُمْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضوء کرو تو اپنے دائیں طرف (والے اعضاء) سے شروع کرو۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: جو اعضاء دو ہیں ان میں داہنے طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔ حضور پاک ﷺ ہر اچھے کام کی ابتدا دائیں جانب سے کرنے کو پسند کرتے تھے۔

بَابُ مَايَقُوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ

وضوء سے فارغ ہو کر کیا دعا پڑھے

۱۳۸......عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں

جو وضوء کرے اور (وضوء میں) مبالغہ کرے یا (فرمایا) اچھی طرح وضوء کرے پھر کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" مگر یہ کہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ)

مسئلۃ الباب: ایک روایت میں شہادتین کے بعد "اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين" کا اضافہ بھی ہے، لہٰذا مکمل دعا پڑھ لینی چاہئے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کا بیان

۱۳۹ ...... عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: دَعْهُمَا؛ فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں ایک سفر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا پھر (جب آپ وضوء کرنے لگے تو) میں جھکا تاکہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دو کیونکہ ان کو طہارت پر پہنا تھا پھر آپ نے ان دونوں پر مسح کیا۔ (شیخین)

۱۴۰ ...... وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْأَلْهُ؛ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: شریح بن ہانیؒ نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھوں تو آپ نے فرمایا: تم ابن ابی طالب کے پاس جاؤ اور ان

سے ہی پوچھو کیونکہ وہ سفر میں رسول اللہ کے ہمراہ ہوتے تھے، پس ہم نے ان سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تین دن تین رات مسافر کے لئے اور ایک دن ایک رات مقیم کے لئے مقرر کی ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۴۱ ...... وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ جَعَلَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ وَآخَرُوْنَ، وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسح علی الخفین کے بارے میں مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات (مدت) مقرر فرمائی ہے۔ (ابن جارود اور دوسروں نے روایت کیا اور امام شافعی، خطابی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۴۲ ...... وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُوْنَ، وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ، وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تھے جب ہم سفر پر ہوتے کہ سوائے جنابت (کی صورت) کے ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک نہ اتاریں نہ پاخانہ سے نہ پیشاب سے نہ سونے سے (یعنی آخر الذکر تین چیزوں کے بعد وضوء کرتے وقت)۔ (احمد، نسائی، ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی، خطابی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح اور بخاری نے حسن قرار دیا)

۱۴۳ ...... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دین عقل سے ہوتا تو موزے کے نیچے کا حصہ اوپر

کے حصے سے مسح کئے جانے کے زیادہ لائق تھا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزوں کے ظاہری حصوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۴۴......وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَالَ: ثَلَاثٌ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں موزوں پر مسح کا حکم دیا، فرمایا کہ مسافر کے لئے تین دن (تین رات) اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ (احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے راوی صحیح حدیث کے راویوں کی طرح ہیں)

مسئلۃ الباب:

مسح علی الخفین کی دو شرطیں: (۱) بسہولت ایک میل چلا جا سکے۔ (۲) پانی بھی نہ چھن سکے۔

فقہی توجیہ: ''خفین'' تخفیف سے ہے، جس کی وجہ سے پاؤں کا وظیفہ غَسل سے تخفیف ہو کر مسح کی طرف منتقل ہو گیا۔

مسح علی الخفین کی مشروعیت اور ثبوت:

علماء نے لکھا ہے کہ مسح علی الخفین اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، جیسا کہ حضور پاک ﷺ کے ارشاد گرامی ''صلوا فی خفافکم؛ فان الیھود لا یصلون فی خفافھم''

شیعہ روافض اور خوارج کے علاوہ پوری امت کا اس بات کے اوپر اتفاق ہے کہ مسح علی الخفین مطلقاً جائز ہے خواہ سفر ہو یا حضر، کسی ضرورت سے ہو یا بلا ضرورت، مرد و عورت سب کے لئے یہ حکم ہے۔

شیعہ روافض کی دلیل: حضرت علیؓ مسح علی الخفین کے قائل نہ تھے۔

خوارج کی دلیل: کتاب اللہ میں غَسلِ رجلین کا حکم ہے، مسح علی الخفین اس کے مخالف حکم ہے۔

اہلِ سنت والجماعت کے دلائل:

۱......آیتِ وضو ﴿وامسحوا برؤسکم وأرجلکم﴾ یعنی اَرجلکم کی جر والی قرأت جس کے مطابق پاؤں کا مسح ہونا چاہئے، یہ حکم موزے پہننے کے وقت ہے۔

۲......احادیثِ متواترہ جو مسح علی الخفین کے جواز کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں، قولی اور فعلی:

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمروؓ، عائشہؓ، ابوہریرہؓ، ودیگر صحابہ کرامؓ روایت کرتے ہیں کہ "أنه علیه السلام مسح علی الخفین"

(ب) حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے "یمسح المقیم یوما ولیلة والمسافر ثلاثة أیام ولیالیها"

۳......تمام صحابہ کرامؓ مسح علی الخفین کے جواز کے قائل رہے ہیں۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں ستر بدری صحابہ سے ملا، وہ سب مسح علی الخفین کو جائز سمجھتے تھے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں "لیس فی قلبی شیء من المسح علی الخفین، فیه أربعون حدیثا عن صحابة النبی ﷺ موقوفا ومرفوعا" یعنی آپ فرماتے ہیں "میرے دل میں مسح علی الخفین کے متعلق کوئی شبہ نہیں؛ کیونکہ اس بارے میں چالیس صحابہ کرام سے مرفوع وموقوف روایتیں ہیں"۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں "ماقلت بالمسح علی الخفین حتی جاء نی فیه مثل ضوء النهار" میں مسح علی الخفین کا قائل اسی وقت ہوا جب روزِ روشن کی طرح میرے سامنے اس کے دلائل واضح ہوگئے۔ اور امام صاحب نے مسح علی الخفین کو اہل سنت کی پہچان قرار دیا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں "وهو (أی المسح علی الخفین) مذهب سائر أهل بدر والحدیبیة وغیرهم من المهاجرین والأنصار وسائر الصحابة والتابعین وفقهاء المسلمین"۔

شیعہ کو جواب: بعض صحابہ کرام کو اس وقت تک تردد تھا جب تک ان کے علم میں یہ نہیں آیا تھا کہ آپ ﷺ نے "نزولِ مائدہ" یعنی آیتِ وضو (جس میں مشہور قرأت کے مطابق غسلِ رجلین کا حکم ہے) بھی مسح علی الخفین کیا ہے، جب ان کو اس کا علم ہوگیا تو پھر تردد بھی ختم ہوگیا، چنانچہ باب کی حدیث نمبر ۱۴۰ "جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلاَ ثَةَ أَیَّامٍ وَلَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَیَوْمًا وَلَیْلَةً لِلْمُقِیْمِ." اور حدیث نمبر ۱۴۳ "لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالرَّأْیِ لَکَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ

أَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰی ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔'' دونوں حضرت علیؓ سے منقول ہیں۔

خوارج کو جواب: (۱) اس سلسلے میں روایات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جس کے ذریعہ کتاب اللہ کے کسی حکم کی تقیید یا اس کے حکم میں اضافہ ممکن ہے۔ (۲) یہ کہنا کہ مسح علی الخفین آیتِ وضو کے خلاف ہے غلط ہے کیونکہ آیتِ وضو میں ''ارجلکم'' کی دو قرأتیں مشہور ہیں، ایک بالنصب جس سے غسل ثابت ہے اور یہ حالتِ غیر خف پر محمول ہے، دوسری بالجر جس سے مسح کا ثبوت ہے اور یہ حالتِ خف پر محمول ہے۔ یہی آیت قرآنی پر مکمل طور پر عمل کرنا ہے۔

مسح علی الخفین کی مدت کے بارے میں اقوال:

(۱) امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات مسح کی مدت ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک جب تک موزے نہ اتارے یا جنابت لاحق نہ ہو مسح کرتا رہے مقیم ہو یا مسافر۔ گویا آپ عدمِ توقیت کے قائل ہیں اور جمہور توقیت کے۔

امام مالکؒ کی دلیل: ابوداؤد کی دو روایتیں۔

۱......حدیث خزیمہ بن ثابتؓ: ''ولو استزدناہ لزادنا'' یعنی اگر ہم حضور ﷺ سے تین سے زیادہ کی اجازت چاہتے تو آپ ہمیں تین سے زیادہ مسح کرنے کی اجازت دیدیتے۔

۲......حدیث اُبَی بن اُبی عُمارۃؓ: انہوں نے آپ ﷺ سے ایک دن کی اجازتِ مسح چاہی آپ نے اجازت دی، دو دن کی چاہی آپ نے اس کی بھی اجازت دی، آگے ابیؓ فرماتے ہیں ''حتی بلغ سبعا'' یعنی آپ ﷺ نے ہمیں سات دن تک مسح کرنے کی اجازت دی۔ ایک میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے آخر میں یہ بھی فرمایا ''ماشئت'' جب تک چاہو مسح کرتے رہو۔

جمہور کی دلیل: باب کی بیشتر احادیث بالخصوص حدیث علیؓ ''جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ۔'' یہ حدیث توقیت پر صریح ہے۔

امام مالکؒ کو جواب:

۱..... پہلی حدیث کے اندر "ولو استزدناہ لزادنا" کی زیادتی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں، اگر ثابت ہو بھی تو اول یہ راوی کا اپنا گمان ہے جو صحیح و مستند روایتوں کے برخلاف ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ راوی کا مقصد نزولِ قرآن کے زمانہ میں مدت کی زیادتی کا سوال کرنے پر منجانب اللہ زیادتی کی امید ظاہر کرنا ہو لیکن چونکہ ایسا سوال نہیں ہوا تو مدت میں زیادتی بھی نہیں ہوئی۔

۲..... حدیث ابی بن ابی عمارہؓ کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے، اگر صحیح ہو بھی تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اس بات کی تعلیم دی کہ مسح علی الخفین کسی زمانہ یا وقت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آدمی جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے اس طور پر کہ قاعدے کے موافق مدت پوری ہونے پر موزے اتار کر پاؤں دھولے اور پھر موزے پہن کر اگلی مدت تک مسح کرتا ہے۔

مسح علی الخفین کی کیفیت: مسح خفین کی اوپری جانب ہوگا یا اوپر نیچے دونوں طرف؟

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک اعلیٰ واسفل دونوں طرف، اعلیٰ پر واجب اور اسفل پر مستحب۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک صرف اوپری حصہ پر، اسفل پر نہ واجب نہ مستحب۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کی دلیل: حدیث مغیرہ بن شعبہؓ بسند ولید بن مسلم "فمسح أعلى الخف وأسفله"۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل: حدیث علیؓ "لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ." نیز احادیث مغیرہؓ (جو ولید بن مسلم کے واسطہ سے نہیں) جن کے الفاظ "فمسح على الخفين ظاهرهما"۔

فریق اول کو جواب: ولید بن مسلم کی روایت کو اکثر محدثین نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے، دوسری روایت کی روشنی میں یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اصلا اعلی الخف پر مسح کیا ہو مگر اسفل کو روکنے کے لئے ہاتھ سے پکڑا، اس کو مسح سے تعبیر کیا گیا۔

أَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ
وضوء کو توڑ دینے والی چیزیں

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ أَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ
سبیلین میں سے نکلنے والی چیزوں سے وضوء کا بیان

١٤٥......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ. قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو بے وضوء ہو جائے یہاں تک کہ وضوء کر لے۔ حضرموت کے ایک آدمی نے پوچھا: اے ابوہریرہ! حدث (بے وضوء ہونا) کیا ہے؟ کہا: پھسکی یا پاد (یعنی پیچھے کے راستے سے ہوا خارج کرنا آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے)۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

١٤٦......وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابوہریرہؓ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے اپنے پیٹ میں کوئی چیز (گڑبڑ) پائے اور وہ شک میں پڑ جائے کہ اس کے (پیٹ) سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو (محض شک پر) وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ کوئی آواز سنے یا ہوا (کا نکلنا) محسوس کرے۔

١٤٧......وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فِي حَدِيْثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مسح علی الخفین والی حدیث میں مرفوعاً روایت

ہے: مگر پاخانہ، پیشاب اور سونے سے (وضوء بنانے کی صورت میں الخ)۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۴۸......وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِيْ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ؛ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بہت مذی والا آدمی تھا تو مجھے شرم آتی تھی کہ (از خود) نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں) سوال کروں اس لئے کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی، چنانچہ میں نے مقداد بن اسود کو حکم کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا: وہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور وضوء کرلے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۴۹......وَعَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رضی الله عنه عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَجِدُ مِنَ الْمَذِيِّ شِدَّةً، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ ابْنَتُهٗ عِنْدِيْ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ، فَأَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَهٗ، فَقَالَ: إِنَّمَا يَكْفِيْ مِنْهُ الْوُضُوْءُ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ، وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عائش بن انسؒ نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کوفہ کے منبر پر سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں بہت مذی پاتا تھا تو میں نے چاہا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھوں مگر آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں اس لئے مجھے شرم آئی کہ خود پوچھوں تو میں نے عمار کو حکم کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا، آپ نے فرمایا کہ اس سے تو وضوء کرلینا کافی ہے۔ (حمیدی نے اپنی مسند میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۵۰......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلاً وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ عورت کے متعلق

پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے (اور) پھر ایک مرتبہ غسل کرے (اور) پھر ہر نماز کے وقت وضوء کرلیا کرے۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں تین نواقضِ وضو بیان ہوئے ہیں۔

پہلا ناقض: خارج من السبیلین

امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ واحمدؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خارج من السبیلین ناقض وضو ہے خواہ معتاد ہو یا غیر معتاد۔ امام مالکؒ کے نزدیک خارج من السبیلین اگر معتاد ہے تو ناقض وضو ہے ورنہ نہیں، مثلاً مذی اور دمِ استحاضہ یہ جمہور کے نزدیک نصوص کے مطلق ہونے کی وجہ سے ناقض وضو ہے اور امام مالکؒ ان سے وضو کو امر تعبدی قرار دیتے ہیں۔

دوسرا ناقض: خروج مذی، بالاتفاق ناقض وضو ہے تفصیل "باب ماجاء فی المذی" میں گذر چکی۔

تیسرا ناقض: دمِ استحاضہ، اس کا بیان بھی مفصلاً "باب الاستحاضہ" میں گذر چکا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّوْمِ

وہ روایات جو نیند کے بارے میں وارد ہیں

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ فِيْهِ.

اور اس بارے میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔

۱۵۱ ...... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلٰى عَهْدِهٖ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُءُوْسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَأَصْلُهٗ فِيْ مُسْلِمٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپ کے زمانے میں عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر (نیند کی وجہ سے) جھک جاتے تھے، پھر وہ نماز پڑھتے اور وضوء (دوبارہ) نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح سند کے

ساتھ اس کو روایت کیا اور اس کی اصل مسلم میں موجود ہے)

۱۵۲ ...... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ: إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حالتِ احتباء میں سونے والے اور کھڑے ہو کر سونے والے اور سجدے کی حالت میں سونے والے پر وضوء نہیں ہے یہاں تک کہ وہ پہلو پر لیٹ جائے تو جب وہ پہلو پر لیٹ جائے تو وضوء کرے۔ (بیہقی نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند جید ہے)

مسئلۃ الباب: نیند کے ناقض وضو ہونے کے متعلق تین مشہور اقوال یہ ہیں:

(۱) اسحاق بن راہویہؒ اور حسن بصریؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے۔

(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، سعید بن المسیبؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض نہیں۔

(۳) ائمہ اربعہؒ استرخاء مفاصل (جوڑ بند ڈھیلے پڑ جانا) کے ساتھ نیند کو ناقض وضو قرار دیتے ہیں، پھر ائمہ اربعہؒ کے نزدیک استرخاء مفاصل کے لئے معیار کے تعین میں درج ذیل تفصیل ہے۔

۱...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز کے اندر یا نماز کے باہر قیام وقعود اور رکوع وسجود کی حالت میں جو سنت کے مطابق ہو، سونا ناقضِ وضو نہیں، باقی حالات میں جیسے چت لیٹنا یا کروٹ پر لیٹنا یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر سونا ناقضِ وضو ہے۔

۲...... امام شافعیؒ کے نزدیک بیٹھ کر ایسی حالت میں سونا کہ مقعد زمین پر لگا رہے ناقضِ وضو نہیں اور سب حالت میں ناقضِ وضو ہے۔

۳...... امام احمدؒ کے نزدیک اصح قول کے مطابق حالتِ قیام وقعود میں نومِ کثیر اور ان دو حالتوں کے علاوہ نوم مطلقاً ناقض ہے۔

۴...... امام مالکؒ کے نزدیک نومِ کثیر مطلقاً ناقض ہے اور قلیل مطلقاً ناقض نہیں ہے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث صفوان بن عسالؓ "لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ." "اس میں نوم کو مطلقاً ناقض قرار دیا گیا۔

فریق دوم کی دلیل: حدیث انسؓ "كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلٰى عَهْدِهٖ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُءُوْسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ." "اس میں صحابہ کرامؓ کے مطلقاً نوم سے وضو نہ کرنے کا ذکر ہے۔

فریق سوم کی دلیل: حدیث ابن عباسؓ "انما الوضوء علی من نام مضطجعا؛ فانه اذا نام استرخت مفاصله" [ترمذی شریف]، اس میں استرخاء مفاصل کا اعتبار کیا گیا۔ پھر احنافؒ کی اپنی تشریح پر دلیل حدیث ابو ہریرہؓ "لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ." "ہے۔

فریق اول کو جواب: حدیث صفوانؓ میں گو قلیل و کثیر نیند کا فرق نہیں کیا گیا مگر دوسری احادیث سے اس کو استرخاء مفاصل والی نیند کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔

فریق دوم کو جواب: مسند بزار میں حدیث انسؓ اس طرح مروی ہے کہ جن صحابہ کو گہری نیند آگئی تھی ان کو وضو کا حکم دیا گیا لہٰذا اس حدیث سے مطلق نوم کے غیر ناقض ہونے پر استدلال درست نہیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الدَّمِ
خون نکلنے سے وضوء کا بیان

۱۵۲ ...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَصَابَهٗ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، وَفِي إِسْنَادِهٖ مَقَالٌ، وَتَقَدَّمَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي بَابِ الْاِسْتِحَاضَةِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو الٹی یا نکسیر یا

کڑواپانی یا مذی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ چلا جائے اور وضوء کرے پھر اپنی نماز کی بناء کرے جبکہ وہ اس دوران بات چیت نہ کرے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (ایک) حدیث باب الاستحاضہ میں گذر چکی ہے)

۱۵٤ ......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ جب انہیں (نماز میں) نکسیر پھوٹتی تو لوٹ جاتے اور وضوء کرتے اور بات نہیں کرتے پھر واپس آکر جو نماز پڑھ رہے ہوتے اسی پر بناء کرتے۔ (بیہقی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۵۵ ......وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ وَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَامَضٰى مَالَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) نے فرمایا: جب آدمی کی نماز میں نکسیر پھوٹے، یا اسے الٹی لاحق ہو، یا وہ مذی پائے تو پھر جائے اور وضوء کرے پھر لوٹ آئے اور جو باقی نماز ہے اس پڑھی ہوئی نماز پر (بناء کرکے) پوری کرے جب تک بات نہ کی ہو۔ (عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: جسم کے کسی حصہ سے خون نکلنے کا حکم!

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک ناقض وضو نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک اپنی جگہ سے بہہ کر تجاوز کرنے والا خون ہے۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کی دلیل:

۱......غزوہ ذات الرقاع کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حسب معمول دو صحابہ کرامؓ کو رات کے وقت پہرہ کے لئے مقرر فرمایا۔ ان میں سے ایک باری پر نماز میں مشغول ہو گئے، اتنے میں ایک مشرک نے جو پہلے ہی ان کی تاک میں تھا، اُن پر تیر برسانے شروع کر دیئے، مگر وہ صحابیؓ نماز

میں محو تھے کہ نماز کو منقطع کرنا گوارا نہ کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے ساتھی کو جگایا تو ان کے بدن پر خون دیکھ کر وہ گھبرائے اور کہا سبحان اللہ! تم نے مجھ کو شروع میں کیوں نہ جگایا، جب اس نے پہلی بار تیر مارا تھا؟ تو ان صحابیؓ نے جواب دیا میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی اس کو پورا کئے بغیر میں نے نماز کو ختم کرنا نہیں چاہا۔ پس اگر خون ناقضِ وضو ہوتا تو وہ فوراً نماز کو توڑ دیتے۔

۲...... مسعرؒ کہتے ہیں جس رات حضرت عمرؓ پر حملہ کیا گیا تھا میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بدن سے خون بہہ رہا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کے دلائل:

۱...... باب کی تینوں حدیثیں، پہلی حدیث کی سند میں کچھ کلام ضرور ہے تاہم آخری دو حدیثوں کی سند قوی اور صحیح ہے، ابن عمرؓ صحابی کا قول غیر مدرک بالقیاس ہے جو حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے۔

۲...... دم استحاضہ والی احادیث بھی احناف کی مؤید ہیں کیونکہ وہاں علت استحاضہ کو نہیں بلکہ خون نکلنے کو قرار دیا گیا ہے "فانها دم عرق"۔

امام مالکؒ و شافعیؒ کو جواب:

۱...... غزوہ ذات الرقاع والی حدیث سے استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ: (الف) یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ب) ایک صحابیؓ کا عمل ہے جو ممکن ہے ان کا اجتہاد ہو۔ (ج) صحابیؓ مناجات کی حالت میں تھے اس لئے خروج دم کا پتہ ہی نہ چلا۔ (د) اگر خون کا نکلنا ناقضِ وضو نہیں تو ناپاک تو ضرور ہے، تو پھر ان صحابیؓ نے اتنے خون کے باوجود کیسے نماز پڑھی اور ان کی نماز کیسے صحیح ہوئی؟ فما هو جوابكم فهو جوابكم.

۲...... حضرت عمرؓ کے مسلسل خون بہہ رہا تھا اس لئے آپ معذورین کے حکم میں تھے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْءِ

الٹی ہونے سے وضوء کا بیان

۱۵٦ ...... عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ. فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ:

صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيْثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ السَّابِقِ.

ترجمہ: معدان بن ابوطلحہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے الٹی کی پھر وضوء کیا، تو میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ملا اور میں نے اس بات کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے کہا: (ابودرداء نے) سچ کہا، میں نے ہی آپ ﷺ کے لئے وضوء کا پانی ڈالا تھا۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور اس باب کی احادیث گذشتہ باب میں بھی گذر چکی ہیں)

مسئلۃ الباب: قئی کا حکم!

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک قے مطلقاً ناقض وضو نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک منہ بھر قے ناقضِ وضو ہے۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل: باب کی حدیث ابوالدرداءؓ وثوبانؓ، نیز گزشتہ باب کی احادیث بھی مؤید ہیں جبکہ مالکیہ وشوافع کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح حدیث نہیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الضِّحْكِ

ہنسنے سے وضوء کا بیان

۱۵۷...... عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدّٰى فِيْ حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ فِيْ بَصَرِهٖ ضَرَرٌ، فَضَحِكَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَيُعِيْدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، وَالْإِرْسَالُ صَحِيْحٌ فِي الْبَابِ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دوران کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اچانک ایک نابینا شخص داخل ہوا اور ایک گڑھے میں جو کہ مسجد میں تھا گر گیا اور اس کی بینائی کمزور تھی پس بہت سارے لوگ ہنس پڑے حالانکہ وہ نماز میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو ہنس پڑے تھے حکم دیا کہ وہ وضوء دوبارہ کریں اور نماز کو لوٹائیں (طبرانی نے کبیر میں

روایت کیا اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں اور اس باب میں مرسل حدیث صحیح ہے)

۱۵۸ ..... وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ أَنَّ أَعْمٰى تَرَدّٰى فِي بِئْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ ضَحِكَ مِنْهُمْ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوْءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

ترجمہ: ابوعالیہ ریاحیؒ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص کنویں (مراد گڑھا) میں گر گیا جبکہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے تو بعض وہ لوگ جو نماز میں آپ کے ساتھ شریک تھے ہنس پڑے، پس نبی کریم ﷺ نے ان میں جو لوگ ہنسے تھے انہیں حکم دیا کہ وہ وضوء دوبارہ کریں اور نماز کو لوٹائیں۔ (عبدالرزاق نے اس کو اپنی مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے)

مسئلۃ الباب: قہقہہ مار کر ہنسنے کا حکم!

اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنا مفسدِ صلاۃ ہے، لیکن کیا ناقضِ وضو بھی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقضِ وضو نہیں ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عاقل بالغ شخص کا رکوع وسجدے والی نماز میں قہقہہ لگانا ناقض ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل:

۱..... اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی صریح وصحیح حدیث بھی منقول نہیں۔

۲..... قیاس: یعنی جب قہقہہ خارجِ صلاۃ ناقض نہیں تو داخلِ صلاۃ بھی ناقض نہیں ہونی چاہیے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی حدیثِ مرسل جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں سے ہنسنے والوں کو اعادۂ صلاۃ ووضو کا حکم دیا۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب: (۱) جمہور کے نزدیک حدیثِ مرسل جب صحیح سند کے ساتھ مروی ہو مقبول ہے۔ (۲) قیاس کے مقابلے میں حدیث کو ترجیح حاصل ہے۔ ورنہ ضحک وقہقہہ کے مفسدِ صلاۃ ہونے کی کیا دلیل ہے جبکہ وہ بھی خلاف قیاس ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

عضوتناسل کو چھونے سے وضوء کا بیان

۱۵۹......عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَآخَرُوْنَ، وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ، وَفِي الْبَابِ أَحَادِيْثُ أُخَرُ.

ترجمہ: حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے عضوتناسل کو چھووے تو اسے چاہئے کہ وہ وضوء کرے۔ (مالک نے موطا میں اور دوسروں نے روایت کیا اور احمد، ترمذی، دارقطنی اور بیہقی نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس باب میں دوسری اور بھی حدیثیں ہیں)

۱۶۰......وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: مَسِسْتُ ذَكَرِيْ، أَوْ قَالَ: رَجُلٌ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ، أَعَلَيْهِ وُضُوْءٌ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا، إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ. أَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ: هُوَ أَحْسَنُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے اپنے عضوِ تناسل کو چھولیا یا ایک شخص اپنے عضوتناسل کو نماز میں چھولے تو کیا اس پر وضوء کرنا لازم ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، وہ تو تمہارا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ (پانچوں نے اس کی تخریج کی اور ابن حبان، طبرانی اور ابن حزم نے اس کو صحیح قرار دیا، اور ابن المدینی نے کہا کہ یہ حدیث بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے زیادہ بہتر ہے)

۱۶۱......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عضوتناسل کے چھونے میں وضوء (ضروری) نہیں سمجھتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

١٦٢ ...... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَاأُبَالِي أَنْفِي مَسِسْتُ أَوْ أُذُنِي أَوْ ذَكَرِيْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں اپنی ناک کو چھوؤں یا اپنے کان کو یا اپنے عضو تناسل کو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند تھوڑی کمزور ہے)

١٦٣ ...... وَعَنْ أَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي أَحُكُّ جَسَدِيْ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ، فَأَمَسُّ ذَكَرِيْ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّأْ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ارقم بن شرحبیلؒ نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نماز کی حالت میں (کبھی) اپنے جسم کو کھجاتا ہوں تو اپنے عضو تناسل کو (بھی) چھو لیتا ہوں؟ تو آپ نے کہا کہ وہ تو تمہارا ہی ایک (گوشت کا) ٹکڑا ہے۔ (محمد بن حسن نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

١٦٤ ...... وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مَسِّ الذَّكَرِ: مِثْلُ أَنْفِكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأْ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: براء بن قیسؒ نے کہا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عضو تناسل کو چھونے کے بارے میں فرمایا کہ (وہ) تیری ناک کی طرح ہے۔ (محمد نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

١٦٥ ...... وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَيَحِلُّ لِيْ أَنْ أَمَسَّ ذَكَرِيْ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ مِنْكَ بُضْعَةً نَجِسَةً فَاقْطَعْهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأْ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: قیس بن ابو حازمؒ نے کہا: ایک آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا (اور) کہا: کیا میرے لئے بحالتِ نماز اپنے عضو تناسل کو چھونا جائز ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ

اگر تو سمجھتا ہے کہ تیرا (بدن کا) کوئی ناپاک حصہ (بھی) ہے تو اس کو کاٹ (کر پھینک) دے۔
(محمد نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱٦٦......وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے عضو تناسل چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو تیرا ہی ایک جز ہے۔ (محمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱٦٧......وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ خَمْسَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ آخَرُ أَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرَوْنَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حسن بصریؒ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پانچ صحابہ کرام سے کہ جن میں علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، عمران بن حصین اور ایک صاحب بھی ہے (رضی اللہ عنہم) یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ حضرات عضو تناسل کو چھونے سے وضوء (کرنا ضروری) نہیں سمجھتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں)

مسئلۃ الباب: مس ذکر سے وضو کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مس ذکر (چند شرائط کے ساتھ) ناقض وضو ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض نہیں۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث بسرہؓ مرفوعا "إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ."۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱......حدیث طلق بن علیؓ مرفوعا "إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ."۔

۲......جلیل القدر صحابہ کرامؓ کا مس ذکر کو مثل ناک و دیگر اعضاء کہہ کر غیر ناقض قرار دینا۔

۳.....قیاس: ذکر مثل دیگر اعضاء ایک عضو ہے اور کوئی نجاست بھی خارج نہیں ہوئی لہذا دیگر اعضاء کی طرح اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹنا چاہئے۔

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب اور دو حدیثوں میں تطبیق:

۱.....حدیث بسرہؓ ضعیف ہے۔

۲.....حدیث بسرہؓ کے مقابلے میں حدیث طلقؓ کو ترجیح حاصل ہے؛ کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق مردوں کے ساتھ اور حضرت بسرہؓ خاتون ہیں، نیز حدیث طلقؓ کی سند میں کوئی اضطراب بھی نہیں برخلاف حدیث بسرہؓ کے، صحابہ کرامؓ کی بڑی جماعت بھی ناقض نہ ہونے کی قائل تھی۔

۳.....تطبیق کی چند صورتیں ممکن ہیں کہ: حدیث بسرہؓ میں (الف) نقض وضو کا حکم استحبابی ہو۔ (ب) وضو سے معنی لغوی یعنی دونوں ہاتھ دھولینا مراد ہو۔ (ج) مس ذکر کنایہ مباشرت فاحشہ سے کنایہ ہو۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کا بیان

۱۶۸.....عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کرو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۶۹.....وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کرو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۷۰.....وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَكَلَ

كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ایک بکری کی دستی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۱ ...... وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک نبی کریم ﷺ نے میرے ہاں دستی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۲ ...... وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّكِّيْنَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک بکری کی دستی چھری سے کاٹتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اس میں سے کھایا پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور چھری (ایک طرف) پھینکی اور نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ (شیخین)

۱۷۳ ...... وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِيْ مِنْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِكَتِفٍ فَتَعَرَّقَهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، ثُمَّ قَالَ: جَلَسْتُ مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَكَلْتُ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُ أَحْمَدَ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ مسجد نبوی ﷺ کے دوسرے دروازے پر بیٹھے اور آپ نے ایک دستی منگائی اور اس کو دانتوں سے کھایا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا پھر آپ نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور میں نے وہ چیز کھائی جو نبی اکرم ﷺ نے کھائی تھی اور (اس کے کھانے کے بعد) ویسا ہی کیا جیسا نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔ (احمد، ابویعلی اور بزار نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ احمد کے راوی

ثقہ ہیں)

۱۷٤ ...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُوْمُ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَا يَمَسُّ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ يَعْلٰى، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں۔ (احمد اور ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے)

۱۷۵ ...... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ، فَيُصِيْبُ مِنْهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) ہانڈی کے پاس سے گذرتے اور اس سے گوشت لے کر کھاتے تھے، پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے نہ پانی کو چھوتے۔ (احمد، ابویعلیٰ اور بزار نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں)

مسئلۃ الباب: آگ میں پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم!

اس مسئلہ میں ابتداء صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں اختلاف رہا ہے:

(۱) بعض صحابہ مثلاً حضرت ابوہریرہؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور بعض تابعین مثلاً عمر بن عبدالعزیزؒ، ابن شہاب زہریؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ "مما مست النار" سے وضو کے قائل تھے۔

(۲) بعض صحابہ کرام مثلاً حضرات خلفائے راشدینؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ وغیرہ اس سے وضو کے قائل نہیں تھے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث "تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ"۔

فریق ثانی کی دلیل: وہ تمام احادیث جن میں آنحضرت ﷺ کا آگ میں پکی ہوئی چیز کھانے

کے بعد بلاتجدید وضونماز پڑھنے کا ذکر ہے۔

جواب اور تطبیق: بعدازاں صحابہ وتابعین کا ما مست النار سے وضو نہ ٹوٹنے پر اتفاق ہوگیا۔ اب ''توضأوا مما مست النار'' میں درج ذیل تاویلیں کی جاتی ہیں:

۱......وہ حدیث منسوخ ہوچکی، دلیل: حدیث جابرؓ ''کان آخر الأمرین من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار''۔ [ابوداؤد شریف]

۲......وضوء سے مراد وضوء لغوی ہے یعنی ہاتھوں کا کلائی تک دھولینا، دلیل: حدیث عکراشؓ کہ آنحضرت ﷺ نے آگ میں پکی ہوئی چیز تناول کی پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دھویا اور ان کو چہرۂ انور پر پھیر کر فرمایا ''هكذا الوضوء مما غيّرت النار''۔ [ترمذی شریف]

۳......وضو کا حکم استحبابی ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْمَرْأَةِ

عورت کو چھونے سے وضوء کا بیان

۱۷۶...... عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى "أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ" قَوْلاً مَعْنَاهُ: مَادُوْنَ الْجِمَاعِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ: هٰذَا إِسْنَادٌ مَوْصُوْلٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابوعبیدہؒ اور طارق بن شہابؒ سے مروی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ کی تفسیر میں ایک بات کہی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جماع کے علاوہ چھونا مراد ہے۔ (بیہقی نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور کہا: یہ سند متصل اور صحیح ہے)

۱۷۷...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ، فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ: آدمی کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس

کو ہاتھ لگانا یہ "ملامست" سے ہے لہذا جس شخص نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر وضوء ہے۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۷۸......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو رہی ہوتی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے تو جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھے چھو لیتے تو میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو میں ان دونوں کو پھیلا دیتی تھی اور اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتا تھا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۹......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفِرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہیں پایا، پس میں نے آپ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے تلووں پر لگا جبکہ آپ سجدے میں تھے اور (آپ کے) دونوں قدم کھڑے ہوئے تھے اور آپ کہہ رہے تھے: "یعنی اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی معافی کے ساتھ آپ کی سزا سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی ذات کے ساتھ آپ (کے عذاب) سے، میں آپ کی تعریف شمار نہیں کر سکتا، آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے خود اپنی تعریف (بیان) کی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸۰......وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

لَيُصَلِّيْ وَإِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ مَسَّنِيْ بِرِجْلِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: قاسمؒ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ کے سامنے جنازے کی مانند پڑی ہوتی یہاں تک کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں مبارک سے چھوتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۱......وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عطاءؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: عورت کے چھونے سے وضو کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ چند شرائط کے ساتھ مس مرأۃ کو ناقضِ وضو قرار دیتے ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقضِ وضو نہیں اِلّا یہ کہ مباشرت فاحشہ ہو۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: آیتِ قرآنی ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ یہاں لمس بالید یعنی ہاتھوں سے چھونا مراد ہے جس سے وضو کے ٹوٹنے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا حکم ہو رہا ہے۔ اس پر دو دلیلیں ہیں، اول: حمزہؒ و کسائیؒ کی قرأت ﴿أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ اور دوم: حضرت ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ کا لامستم کی تشریح لمس بالید سے کرنا اور اس سے وضو کا حکم دینا۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی دیگر احادیث بالخصوص حدیث عائشہؓ مرفوعا "كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ."۔

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب:

۱......آیت وضو میں ﴿أَوْ لَامَسْتُمْ﴾ جماع سے کنایہ ہے، کیونکہ اصل مقصود حدث اصغر اور

حدث اکبر سے تیمم کا جواز بیان کرتا ہے تو ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ﴾ سے حدث اصغر کا بیان ہوا، اب ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ﴾ سے حدث اکبر یعنی جماع مراد لینا قرینِ قیاس ہے ورنہ تکرار لازم آئے گا جو کہ خلاف اصل ہے، نیز "لامستم" ملامسة بروزن مفاعلہ ہے جو جانبین سے فعل کا تقاضا کرتا ہے اور یہ مشارکت جماع یا مباشرت فاحشہ میں ہوسکتی ہے۔

۲...... احادیث صریحہ صحیحہ کے مقابلے میں اثر صحابی سے استدلال درست نہیں، ممکن ہے یہ ان کا اپنا اجتہاد ہو، نیز ابن عباسؓ نے آیت طلاق ﴿مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ﴾ میں مس سے جماع مراد لیا ہے جبکہ اس کے لغوی معنی ہاتھوں سے چھونا ہے۔

۳...... پورے ذخیرۂ احادیث میں نبی کریم ﷺ سے کسی بھی موقعہ پر مس مرأة سے وضو ثابت نہیں۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

تیمم کا بیان

۱۸۲...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ مَاشَاءَ اللهُ أَنْ يَقُوْلَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ

الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر نکلے یہاں تک کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ایک ہاتھ گم ہو گیا پس رسول اللہ ﷺ اس کو ڈھونڈنے کے لئے رک گئے اور لوگ (بھی) آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ لوگ پانی (والی جگہ) پر نہیں تھے، پس لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو ٹھہرالیا جبکہ نہ تو وہ پانی (والی جگہ) پر ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے، پس ابوبکر (رضی اللہ عنہ میرے پاس) آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے تھے تحقیق آپ سو چکے تھے، (ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو روک لیا ہے حالانکہ وہ پانی (والی جگہ) پر نہیں ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ اللہ نے چاہا (وہ) انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری پیٹھ میں کچوکے مارنے لگے، پس مجھے حرکت کرنے سے (کسی چیز نے) نہیں روکا سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے ہوئے (آرام فرمارہے) تھے، پس صبح کو رسول اللہ ﷺ پانی نہ ہونے (کی حالت) پر بیدار ہوئے تو اللہ عزوجل نے آیتِ تیمم نازل کر دی اور لوگوں نے تیمم کیا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوبکر کی آل! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اس سے پہلے اور بھی ہیں) حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر (جب) ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں (بیٹھی) تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۸۳ ...... وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ. قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں

تھے پس آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو ایک آدمی سے ملے جو لوگوں سے الگ تھلگ (بیٹھا ہوا) تھا (اور) اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں! تجھے کس چیز نے روکا اس بات سے کہ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے؟ کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور پانی نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے مٹی لازم ہے اس لئے کہ وہ تجھے (پاکی کے لئے) کافی ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۸۴...... وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا طَهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں دوسرے لوگوں (امتوں) پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی: ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دیا گیا اور تمام زمین کو ہمارے لئے مسجد بنایا گیا اور اس کی مٹی کو پاک کرنے والا بنایا گیا جب ہم پانی نہ پائیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸۵...... وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِحْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ، فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِيَ الصُّبْحَ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟! فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ مَنَعَنِيْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ، وَقُلْتُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ اللهَ يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈک والی رات میں احتلام ہو گیا، پس مجھے ڈر لگا کہ اگر میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو ان لوگوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جبکہ تو جنبی تھا؟ پس میں نے آپ

کواس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا تھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (یعنی اور تم اپنے آپ کو مت مار ڈالو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ (بھی) نہیں کہا۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۶......وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِيْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأُمِرْنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ: بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت لوگوں میں موجود تھا جب مٹی سے مسح کرنے کی اجازت اتری ہمیں پانی نہ ملنے کی صورت میں، پس ہمیں حکم دیا گیا اور ہم نے ایک دفعہ (ہاتھ کو) مارا چہرے کے لئے پھر دوسری بار مارا کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ حسن درجہ کی سند کے ساتھ مروی ہے)

۱۸۷......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیمم ایک دفعہ (ہاتھ زمین پر) مارنا ہے چہرے کے لئے اور ایک دفعہ (ہاتھ) مارنا ہے کہنیوں تک دونوں بازوؤں کے لئے۔ (دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

۱۸۸......وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَإِنِّي تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ، فَقَالَ: اِضْرِبْ هٰكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (جابرؓ) نے فرمایا کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ مجھے جنابت لاحق ہوئی اور میں مٹی

میں لت پوٹ ہوگیا،تو آپ ﷺ نے کہا کہ اس طرح ہاتھ مارو،اور آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر مارا اور چہرے کا مسح کیا پھر اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) مارا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کیا۔(حاکم،دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۹......وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: نافعؒ نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان کے ساتھ ہاتھوں اور چہرے کا مسح کیا اور دوسری مرتبہ (ہاتھوں کو زمین پر) مارا تو ان کے ساتھ اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔(طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۹۰......وَعَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيْدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (نافعؒ) سے مروی ہے کہ وہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جرف (مقام) سے آنے لگے یہاں تک کہ جب وہ مربد پر پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سواری سے) نیچے اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا پس آپ نے اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کیا۔(مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۹۱......وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَمَّمَ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَلَا يَنْفُضُ يَدَيْهِ مِنَ التُّرَابِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: سالمؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب (بھی) تیمم کرتے تو اپنے

ہاتھوں کو ایک دفعہ (زمین پر) مارتے اور ان سے اپنے چہرے کا مسح کرتے پھر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) مارتے پھر ان سے کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کا مسح کرتے اور آپ اپنے ہاتھوں کو مٹی سے نہیں جھاڑتے تھے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت: تیمم اس امت کی خصوصیات میں سے جو حضور پاک ﷺ کے واسطے سے ہمیں نصیب ہوئیں۔ مٹی کو جو درحقیقت ملوّث ہے پاک کرنے والا قرار دینا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔

سبب مشروعیت: غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہؓ کا گلے کا ہار گم ہونا اور لوگوں کا اس جگہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے میں بظاہر مشقت میں پڑنا جس پر اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمم نازل فرمائی۔

چار فقہی مسائل:

پہلا مسئلہ: تیمم زمین کی کس چیز سے حاصل کیا جائے؟

(۱) امام شافعیؒ، احمدؒ وابو یوسفؒ کے نزدیک صرف خالص مٹی سے تیمم کیا جا سکتا ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک زمین کی جنس کی کسی بھی چیز سے تیمم ہو سکتا ہے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث حذیفہؓ "وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا طَهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ"۔

تربت سے مراد خالص مٹی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱..... آیت تیمم ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ کیونکہ صعید مطلق مٹی اور زمین کے بالائی حصّہ کو کہتے ہیں۔

۲..... حدیث حذیفہؓ جس کے مشہور الفاظ یہ ہیں "وجعلت لی الأرض کلها مسجدا وطهورا" اس میں کل زمین کو طہور یعنی قابل تیمم قرار دیا گیا ہے۔

فریق اول کو جواب:

۱..... حدیث حذیفہؓ کی مشہور روایت میں "تربة" کے بجائے مطلق ارض یعنی زمین کا ذکر آیا ہے۔

۲..... حدیث میں ایک چیز کا ذکر آیا اور دیگر دلائل سے دوسری اشیاء بھی اس حکم میں شامل

ہو گئیں لہذا کوئی منافات نہیں۔

دوسرا مسئلہ: تیمم طہارۃ مطلقہ یا طہارۃ ضروریہ؟!

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیمم طہارۃ مطلقہ (کاملہ) ہے اس لئے ہمارے یہاں تیمم نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل کر سکتے ہیں پھر جب تک کوئی ناقض وضو چیز یا پانی پر قدرت متحقق نہ ہو تیمم باقی رہے گا اور ایک تیمم سے جتنے چاہیں فرض و نفل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہؒ کے یہاں تیمم طہارۃ ضروریہ ہے اس لئے دخولِ وقت سے قبل تیمم درست نہیں اور خروجِ وقت کے ساتھ ہی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ پھر امام احمدؒ کے نزدیک وقت کے اندر فرض و نفل سب ادا کر سکتے ہیں اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے یہاں ہر فرض کے لئے علیحدہ تیمم ضروری ہے، البتہ نوافل ان دونوں کے یہاں فرض کے تابع ہیں، شافعیہؒ کے یہاں نوافل قبلیہ و بعدیہ دونوں اور مالکیہؒ کے یہاں صرف بعدیہ۔!!! [الدر المنضود: ۱/۴۲۳]

تیسرا مسئلہ: تیمم کی ضربات!

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک تیمم فقط ضربہ واحدہ ہے چہرہ اور کلائی تک دونوں ہاتھوں کے لئے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک دو ضربیں ہیں: ایک چہرہ کے لئے اور دوسری کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے، البتہ امام مالکؒ کے یہاں کلائیوں تک فرض اور کہنیوں تک مستحب ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث عمار بن یاسرؓ "انما یکفیك أن تضرب بیدیك الأرض، ثم تمسح بهما وجهك و كفيك"۔ اور ایک روایت میں یوں ہے "أمره بالتيمم ضربة للوجه و الكفين"۔

ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل:

۱...... باب کی کئی ساری حدیثیں جن میں صراحۃً ضربتین کا ذکر ہے بالخصوص حدیث جابرؓ:
"اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ."۔

۲...... قیاس: کہ تیمم وضو کا نائب اور خلیفہ ہے اور وضو میں چہرے اور ہاتھوں کے لئے الگ پانی لیا جاتا ہے تو نائب میں بھی دو ضربیں ہونی چاہئیں۔

امام احمدؒ کی دلیل کا جواب: حدیث عمارؓ مضطرب ہے ان کی ایک روایت میں دوضربوں کا ذکر آیا ہے "ضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرَبَةً أُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ."۔

چوتھا مسئلہ: باب کی حدیث نمبر ۱۹۱ کے مطابق ابن عمرؓ ضربات میں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے کے قائل نہیں تھے مگر جمہور علماء کا کہنا یہی ہے کہ ہاتھ جھاڑ لئے جائیں تا کہ مثلہ کی شکل نہ ہو۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

پہلی بحث: صلاۃ کے لغوی معنی دعا اور اصطلاحی معنی مخصوص اوقات میں مخصوص ارکان ادا کرنا۔

دوسری بحث: نماز کی مشروعیت کب ہوئی؟

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ پنج وقتی نماز کی ابتداء لیلۃ الاسراء یعنی شب معراج میں ہوئی، البتہ شب معراج کے سن اور تاریخ و مہینہ کی تعیین میں شدید اختلاف ہے۔ اکثر کا کہنا ہے کہ ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔

تیسری بحث: کون سی نماز پہلے کس نے پڑھی؟

دن بھر میں پانچ نمازیں تو بلاشبہ امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، باقی عشاء کے علاوہ دوسری نمازیں اور امتوں میں بھی مشروع تھی۔ طحاوی شریف میں کی ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ جب صبح صادق کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعت پڑھی اس پر صبح کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت اسماعیل کا فدیہ ظہر کے وقت آیا تھا جس پر انہوں نے چار رکعت بطور شکرانہ کے پڑھیں اس وقت سے ظہر کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت عزیر علیہ السلام کو طویل نیند سے سو برس بعد عصر کے وقت بیدار کیا گیا، اس پر انہوں نے چار رکعت ادا کیں اس پر عصر کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش بوقتِ مغرب معاف ہوئی تو وہ چار رکعت پڑھنے کی نیت سے کھڑے ہوئے لیکن شدت حزن اور تعب کی وجہ سے تیسری رکعت پر بیٹھ گئے اور چوتھی رکعت نہ پڑھ سکے اس وقت سے مغرب کی تین رکعات

مشروع ہوئیں، اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ اور آپ کی امت نے پڑھی۔

چوتھی بحث: نماز کی فرضیت اور اہمیت!

نماز کی فرضیت کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ......الآیۃ......﴾ اسی طرح حدیث پاک میں ہے: ”بني الاسلام علی خمس: شهادة أن لا اله الا الله وأن محمدا رسول الله واقام الصلاة وايتاء الزكوة ......“ الحدیث [متفق علیہ] اس کے علاوہ بے شمار آیات واحادیث ہیں۔ جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہو اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اور جو فرضیت کا قائل ہونے کے ساتھ صرف عملاً اس کو ترک کرے تو جمہور علماء جس میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بھی ہیں، کا مسلک یہ ہے کہ وہ فاسق ہے اور اس کی سزا قتل ہے حداً لا کفراً، امام احمدؒ کی ایک روایت ہے کہ اسے ارتداد کی بناء پر قتل کیا جائے گا، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی سزا تعزیر اور حبس دائم ہے یہاں تک کہ تائب ہو جائے۔ [الدر المنضود: ۲/۲-۴]

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

اوقات (نماز) کا بیان

۱۹۲...... عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ، ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ

الشَّفَقِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: اَلْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا جو آپ سے نماز کے اوقات سے متعلق سوال کر رہا تھا تو آپ نے (زبانی طور سے) اس کو کوئی جواب نہیں دیا، حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں: پھر آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز فجر قائم کی جس وقت صبح ہوئی اور لوگ ایک دوسرے کو (اندھیرے کی وجہ سے) نہیں پہچان رہے تھے، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز ظہر قائم کی جس وقت کہ سورج کا زوال ہوا حالانکہ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ نصف نہار ہو گیا اور آپ ان سے زیادہ جانتے تھے، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عصر قائم کی حالانکہ سورج بلند تھا، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو مغرب قائم کی جس وقت کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء قائم کی جس وقت شفق غائب ہو گئی تھی پھر اگلے روز آپ نے فجر میں تاخیر کی یہاں تک کہ (جب) اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا: سورج طلوع ہو گیا ہے یا طلوع ہوا ہی چاہتا ہے، پھر آپ نے ظہر میں تاخیر کی یہاں تک کہ گذشتہ کل کی عصر کا وقت قریب آ گیا پھر عصر میں تاخیر کی یہاں تک کہ (جب) اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج لال ہو گیا، پھر مغرب میں تاخیر کی یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشاء میں تاخیر کی یہاں تک کہ رات کی پہلی تہائی گذر گئی پھر صبح ہوئی تو آپ نے سائل کو بلایا اور فرمایا: وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۹۳...... وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر کا

وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو جائے جب تک عصر نہ آجائے (اس وقت تک) ہے، اور عصر کا وقت جب تک سورج پیلا نہ ہو جائے، اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک شفق غائب نہ ہو اور عشاء کی نماز کا وقت بالکل آدھی رات تک ہے، اور صبح کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے سے ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو، پس جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ اس لئے کہ وہ (سورج) شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

۱۹۴ ......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَمَّنِي جِبْرَئِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْأُوْلَى مِنْهُمَا حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ بَرِقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ، وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ أَسْفَرَتِ الْأَرْضُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: الْمُرَادُ بِالْوَقْتِ وَقْتُ الْفَضْلِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل امین نے بیت اللہ کے پاس دو بار امامت کرائی، پس ان میں سے پہلی بار ظہر کی نماز پڑھی جس وقت سورج کا سایہ تسمہ کے برابر تھا پھر عصر پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اسی (چیز) کے برابر تھا پھر مغرب پڑھی جس وقت سورج چھپ گیا اور روزے دار نے افطار کیا، پھر عشاء پڑھی جس وقت شفق غائب ہوگئی، پھر فجر پڑھی جس وقت صبح ظاہر ہوئی اور روزے دار پر کھانا حرام ہو گیا پھر دوسری مرتبہ ظہر کی نماز پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اسی (چیز) کے برابر تھا گذشتہ کل کی عصر کے وقت،

پھر عصر پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہوگیا پھر مغرب پڑھی اس کے پہلے وقت میں پھر عشاء پڑھی جس وقت رات کا تہائی حصہ گذر گیا تھا پھر صبح کی نماز پڑھی جس وقت زمین روشن ہوگئی، پھر جرائیل امین میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور (آپ اور آپ کی امت کے لئے) ان دو وقتوں کے درمیان وقت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، احمد، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

نیموی کہتا ہے: وقت سے مراد فضیلت والا وقت ہے تا کہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

۱۹۵......وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا دَلَكَتِ الشَّمْسُ أَذَّنَ بِلَالٌ لِلظُّهْرِ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ حِيْنَ ظَنَنَّا أَنَّ ظِلَّ الرَّجُلِ أَطْوَلُ مِنْهُ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِيْنَ دَلَكَتِ الشَّمْسُ، فَأَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ فَأَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى، ثُمَّ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَقُمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مِرَارًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ، فَإِنَّكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُ بِتَأْخِيْرِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ أَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَأَخَّرَهَا حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى، ثُمَّ قَالَ: اَلْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ. رَوَاهُ

الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: هٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْبَيَاضُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا، پس جب سورج ڈھل گیا تو بلالؓ نے ظہر کے لئے اذان دی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عصر کے لئے اذان دی جس وقت ہم سمجھ رہے تھے کہ آدمی کا سایہ اس سے لمبا ہوگیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی پھر مغرب کی اذان دی جس وقت سورج غائب ہو چکا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے لئے اذان دی جس وقت دن کی سفیدی یعنی شفق جا چکی تھی پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر فجر کے لئے اذان دی جس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی پس آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر اگلے دن بلالؓ نے ظہر کے لئے اذان دی جس وقت سورج ڈھل چکا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عصر کے لئے اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہوگیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر مغرب کے لئے اذان دی جس وقت سورج غروب ہوگیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ دن کی سفیدی یعنی شفق جو دکھائی دے رہی تھی وہ غائب ہو جاتی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے لئے اذان دی جس وقت شفق غائب ہوگئی تھی پس ہم اٹھے پھر ہم کئی بار (سوکر) اٹھے، پھر ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا سوائے تمہارے تو تم برابر نماز ہی میں رہے (یعنی نماز کا ثواب ملتا رہا) جب تک اس کے انتظار میں رہے، اور اگر میری امت پر

(یہ بات) مشقت نہ ہوتی تو میں ان کو اس نماز کے آدھی رات یا آدھی رات کے قریب (قریب) تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا، پھر فجر کے لئے اذان دی پس آپ نے اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے کے قریب تھا پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا کہ (نماز کا) وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔

(طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

نیموی کہتا ہے کہ یہ حدیث اس بات کے اوپر دلیل ہے کہ شفق سفیدی ہی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

قولہ :"امنی جبریل " امامت جبرائیل کا واقعہ لیلۃ الاسراء کی صبح میں ظہر کے وقت پیش آیا اور نزول جبرائیل زوال کے بعد ہوا۔ فرضیت صلاۃ کے بعد سب سے پہلے یہی نماز ادا کی گئی اسی لئے اس کو "الصلاۃ الأولیٰ" کہا جاتا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد: مصنفؒ کی غرض اس باب کے قائم کرنے سے غالباً اجمالاً ہر نماز کا کل وقت بیان کرنا ہے اس لئے وقت مستحب کے بیان کے لئے مستقل ابواب قائم کریں گے: ہم انشاء اللہ انہی ابواب کے تحت تفصیلی گفتگو کریں گے۔ شفق کا بیان بھی آگے آرہا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الظُّهْرِ

ظہر کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

۱۹۶...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب گرمی بڑھ جائے تو نماز کو ٹھنڈا کرو، اس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔

(جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۹۷...... وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ

فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ. حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے پس مؤذن نے ظہر کے لئے اذان دینا چاہی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈا کر، پھر اس نے اذان دینا چاہی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ (جب) ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک گرمی کی شدت دوزخ کے جوش مارنے سے ہے، تو جب گرمی بڑھ جائے تو تم نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۹۸...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالاً، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ؟ أَلَا، فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، أَلَا، لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ، فَغَضِبَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى، فَقَالُوْا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً! قَالَ اللهُ تَعَالٰى: فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: فَإِنَّهُ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدت پچھلی امتوں کے مقابلے میں اتنی ہے جتنا عصر کا درمیانی وقت سورج غروب ہونے تک، اور تمہاری مثال اور یہود ونصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے مزدور لیا اور کہا کہ کون میرے لئے نصف نہار تک کام کرے گا ایک قیراط پر؟ یہود نے ایک قیراط پر نصف نہار تک کام کیا، پھر اس نے کہا:

کون میرے لئے نصفِ نہار سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ پس نصاریٰ نے کام کیا نصفِ نہار سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر، پھر اس نے کہا: کون میرے لئے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو قیراط پر کام کرے گا؟ سن لو! تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک کام کیا، سن لو! تمہارے لئے دو اجر ہے، پس یہود و نصاریٰ غضب ناک ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کام زیادہ کرنے والے ہیں اور عطیہ کم پانے والے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر تمہارے حق میں کمی کی ہے؟ تو کہا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۱۹۹ ......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: أَنَا أُخْبِرُكَ، صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ مَابَيْنَكَ وَمَا بَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِيْ بِغَلَسٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبداللہ بن رافعؒ سے جو کہ زوجۂ رسول ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں تجھے بتلاتا ہوں، تو ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے اور عصر (پڑھ) جب تیرا سایہ تجھ سے دوگنا ہو جائے اور مغرب (پڑھ) جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء (پڑھ) جو تیرے اور رات کے تہائی حصہ کے درمیان (وقت) ہے اور صبح کی نماز غبش یعنی اندھیرے میں پڑھ۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا، اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: اِسْتَدَلَّ الْحَنَفِيَّةُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ لَا يَنْقَضِيْ بَعْدَ الْمِثْلِ بَلْ يَبْقٰى بَعْدَهُ، وَوَقْتُهُ أَزْيَدُ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ، وَفِي الْإِسْتِدْلَالِ بِهَا أَبْحَاثٌ، وَإِنِّيْ لَمْ أَجِدْ حَدِيْثًا صَرِيْحًا صَحِيْحًا أَوْ ضَعِيْفًا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ إِلٰى أَنْ يَصِيْرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ، وَعَنِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ فِيْهِ قَوْلَانِ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے: حنفیہ نے ان احادیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد بھی رہتا ہے اور اس کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے، اور اس استدلال میں کئی بحثیں ہیں، اور میں نے کوئی واضح حدیث صحیح یا ضعیف نہیں پائی جو دلالت کر رہی ہو کہ ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے تک ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو قول ہیں۔

پہلی بحث: نمازِ ظہر کا وقتِ جواز!

ظہر کے وقت کی ابتداء باجماع فقہاء زوال کے بعد سے ہوتی ہے اور آخر وقت میں اختلاف ہے۔

(۱) جمہور علماء وصاحبین کے نزدیک ہر چیز کا سایہ اصلی (سوائے فیءِ الزوال کے) ایک مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ یہی ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے۔

نوٹ: امام مالکؒ اور بعض علماء کے نزدیک ایک مثل کے بعد چار رکعت کے بقدر وقتِ مشترک ہے اس میں ظہر اور عصر دونوں اداء پڑھی جاسکتی ہے۔

جمہور علماء کی دلیل:

۱......حدیث ابن عباسؓ ودیگر: "وَصَلّٰی الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ"۔ دوسرے دن ایک مثل پر ظہر کی نماز پڑھنا اس کے انتہائی وقت ہونے کی دلیل ہے۔

۲......روایت موطأ امام مالکؒ "كتب عمر رضی الله عنه الى عماله أن صلوا الظهر الى أن يكون ظل أحدكم مثله"۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:

۱......حدیث ابوہریرہؓ: "إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ"، کیونکہ حجاز جیسے ملک میں گرمیوں میں ایک مثل کے "ابراد" یعنی ٹھنڈا وقت نہیں ہوتا۔

۲......باب کی دوسری حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے موسمِ گرما میں اتنا ٹھنڈا کر کے ظہر کی نماز ادا کی کہ راوی کے مطابق ٹیلوں کے سائے اپنے اوپر سے باہر نکل گئے اور ظاہر بات

ہے کہ وسیع اجسام کا سایہ ایک مثل کے اندر باہر نہیں سکتا بلکہ دو مثل کے اندر نکلے گا بالخصوص بلادِ عرب میں کہ جہاں وسطِ زمین پر واقع ہونے کی وجہ سے سایہ دیر سے بڑھتا ہے۔

۳..... باب کی تیسری حدیث جس کے مطابق آنحضرت ﷺ نے امتِ محمدیہ کی زندگی کو عصر تا مغرب وقت کی مانند قرار دیا اور یہود ونصاریٰ کی مدت زندگی سے نہایت کم بتایا جس پر یہودی و نصاریٰ محض اس وجہ سے معترض ہوئے کہ ہمارا وقتِ عمل ان کے وقتِ عمل سے کئی زیادہ مگر پھر بھی ان کی اجرت ہم سے دوگنی؟ اب عصر تا مغرب وقت یہودیوں کے وقت (صبح صادق تا زوال) سے تو گرمی سردی ہر موسم میں کم ہے مگر نصاریٰ کے وقت (ظہر تا عصر) سے سال بھر اسی صورت میں کم ہوگا جب ظہر کی انتہاء مثل ثانی پر مانی جائے گی ورنہ سال کے کچھ ایام میں زوال تا مثل اول وقت اتنا ہی ہوگا جتنا کہ مثل اول تا غروب آفتاب وقت ہوگا اور نصاریٰ کا ہمارے اوپر اعتراض عقلاً کسی طرح درست نہ ہوگا وقت برابر ہونے کی وجہ سے، اور مثال بھی غلط ثابت ہوگی۔

۴..... حدیث ابوہریرہؓ موقوفاً ''صَلِّ الظُّهرِ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ''۔

قوله: "قال النيموي: ولم أجد حديثاً صريحا..... الخ احناف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ امام صاحبؒ کے قول مشہور یعنی مثلین کے کوئی صریح حدیث مرفوع نہیں البتہ ایسی احادیث مرفوعہ ضرور ملتی ہیں جن کے مطابق یہ ماننا لازم ہوتا ہے کہ مثل اول کے بعد بھی ظہر کا وقت ہے۔ نیز یہ بھی کہ مثل اول والی حدیثیں ابتدا کی ہیں اور مثلین والی حدیثیں بعد کی ہیں لہٰذا ان پر عمل متعین ہوگا اور حدیث جبرائیل میں نسخ ہوتا رہا ہے مثلاً اس میں عصر کا انتہائی وقت مثلین کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ بالاتفاق عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے۔

دوسری بحث: ظہر کا وقتِ مستحب!

سردیوں میں بالاتفاق تعجیل یعنی جلدی پڑھنا بہتر ہے اور گرمیوں میں وقت مستحب کے بارے میں اختلاف ہے:

پہلا قول: امام شافعیؒ کے نزدیک عام حالات میں ظہر میں تعجیل ہی اولیٰ ہے، البتہ چند شرائط کے ساتھ موسم گرما میں تاخیر مستحب ہے، وہ شرطیں یہ ہیں: (۱) سخت گرمی ہو کہ لوگوں کا نکلنا مشکل

ہو۔(۲) مسجد لوگوں سے بہت دور ہو۔(۳) جماعت کی نماز ہو، منفرد کے لئے تاخیر بہتر نہیں۔
ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو پھر وہی تعجیل افضل بہتر ہوگی۔
دوسرا قول: جمہور بشمول احناف گرمی میں تاخیر فی الظہر کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

۱......حدیث: ''الصلاۃ أوّل وقتھا رضوان اللہ''۔[ترمذی شریف]

۲......حدیث عائشہؓ: ''مارأیت أحدا أشد تعجیلا للظھر من رسول اللہ ﷺ'' [ترمذی]

جمہور کی دلیل: باب کی ''ابراد'' کے بیان پر مشتمل صریح وصحیح احادیث ''إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاۃِ، فَإِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ.''۔

امام شافعیؒ کو جواب:

۱......پہلی حدیث میں ''أول وقتھا'' سے مراد اول وقت مستحب ہے تطبیقا بین الأحادیث۔

۲......حدیث عائشہؓ میں زیادہ تاخیر کی نفی مقصود ہے مطلق تاخیر کی نہیں ورنہ تعارض لازم آئے گا۔

۳......مطلق تعجیل ظہر والی حدیثیں منسوخ ہوچکیں کمافی حدیث مغیرۃ بن شعبۃؓ ''کان آخر الأمرین من رسول اللہ ﷺ الابراد بالظہر''۔[درس مشکوٰۃ:۲/۱۸ بحوالہ التلخیص الحبیر]

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْعَصْرِ

ان روایات کا بیان جو عصر کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۰......عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: مَلَأَ اللہُ قُبُوْرَھُمْ وَبُیُوْتَھُمْ نَارًا کَمَا حَبَسُوْنَا وَشَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ. رَوَاہُ الشَّیْخَانِ، وَلِمُسْلِمٍ فِيْ رِوَایَۃٍ: شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: غزوۂ احزاب والے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھردے جس طرح انہوں نے ہمیں روکے رکھا اور مشغول رکھا صلاۃِ وسطیٰ سے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔(شیخین نے اس کو روایت کیا اور مسلم کی

ایک روایت میں ہے کہ ''ہمیں صلاۃ وسطیٰ (یعنی) نمازِ عصر سے مشغول رکھا''

۲۰۱......وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ فَقَرَأْنَاهَا مَاشَاءَ اللهُ، ثُمَّ نَسَخَهَا اللهُ فَنَزَلَتْ: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ: هِيَ إِذًا صَلَاةُ الْعَصْرِ. فَقَالَ الْبَرَاءُ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ، وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: شقیق بن عقبہؒ سے مروی ہے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ (یعنی نمازوں کی حفاظت کرو اور نماز عصر کی) تو جب تک اللہ کو منظور ہوا ہم اس کو پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ کیا اور (آیت) نازل ہوئی: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور صلاۃ وسطیٰ کی)، تو ایک آدمی نے جو شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان سے کہا کہ پھر تو یہ عصر کی نماز ہوئی تو حضرت براء نے کہا کہ تحقیق میں نے تمہیں بتادیا کہ (آیت) کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ نے اس کو منسوخ کیا اور اللہ زیادہ جانتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۰۲......وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلاۃ الوسطیٰ نمازِ عصر ہے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

۲۰۳......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب

وہ (سورج) شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو یہ کھڑا ہوتا ہے اور (جلدی جلدی) چار ٹھونگیں مارتا ہے (اور) اس میں اللہ کو (بس) تھوڑا سا یاد کرتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۰۴......وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيْلاً لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيْلاً لِلْعَصْرِ مِنْهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے لئے تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے اور تم عصر کے لئے ان سے زیادہ جلدی کرتے ہو۔ (احمد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قولہ: "تلك صلاة المنافق" اس سے مراد اصفرار شمس تک نماز کو مؤخر کرنا ہے۔

پہلی بحث: صلاۃ وسطیٰ (جس کی فضیلت وارد ہوئی ہے) کون سی نماز ہے؟

(۱) امام شافعیؒ کا ایک قول یہ ہے کہ نماز فجر ہے۔

(۲) امام مالکؒ کا ایک قول یہ ہے کہ نماز ظہر ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ نماز عصر ہے وھو قول احمدؒ ورواية عن مالکؒ والشافعیؒ۔

اکثر صحابہؓ وتابعینؒ کا یہی مذہب ہے اور باب کی پہلی تین حدیثوں میں اسی کا ثبوت ہے۔

دوسری بحث: عصر کا وقتِ جواز!

عصر کے ابتدائی وقت میں وہی اختلاف ہے جو ظہر کے انتہائی وقت میں ہے یعنی جمہور علماء وصاحبینؒ کے نزدیک اس کی ابتداء مثل اول سے ہو جاتی ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک مثل ثانی کے بعد، اس مسئلہ کے دلائل گذر چکے اور انتہائی وقت بالاتفاق غروب آفتاب ہے۔

تیسری بحث: عصر کا مستحب وقت:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک عصر میں تعجیل اولیٰ ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصفرار شمس ہونے سے پہلے تک تاخیر مستحب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

۱......حدیث: "الصلاة أول وقتها رضوان الله"۔ [ترمذی شریف]

۲...... حدیث عائشہؓ:''کان یصلی العصر والشمس فی حجرتھالم یظھر الفیئ من حجرتھا'' یعنی آفتاب کی روشنی حضرت عائشہؓ کے حجرے کے فرش پر رہی اور دیوار پر نہیں چڑھی تھی اس وقت عصر کی نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ آفتاب بہت بلند رہا، اس سے تعجیل ثابت ہوئی۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:

۱...... حدیث ام سلمہؓ:''کَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِیْلاً لِلظُّهْرِ مِنکُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِیْلاً لِلْعَصْرِ مِنْهُ.''۔

۲...... حدیث:''حافظوا علی العصرین: صلاۃ قبل طلوع الشمس وصلاۃ قبل غروبھا''۔''قبل'' سے مراد عرف میں قبلیت قریبہ یعنی'' کچھ پہلے'' مراد ہوتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱......''اول وقت'' سے مراد اول وقتِ مستحب ہے نہ کہ کامل وقت، خود امام مالکؒ و احمدؒ ظہر میں اس حدیث کے باوجود تاخیر فی الصیف کو افضل قرار دیتے ہیں۔

۲...... حجرۂ عائشہؓ کی دیوار چھوٹی تھی اس لئے غروب آفتاب سے ذرا پہلے تک دھوپ رہتی تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض وقت حجرے کے اندر رہ کر امامت کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ باہر سے اقتدا کرتے تھے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ دیوار چھوٹی ہوتا کہ مقتدی امام کی حالت کو دیکھ سکے، لہذا اس تعجیلِ ظہر پر استدلال درست نہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

ان روایات کا بیان جو نماز مغرب کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۵...... عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ.

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھتے تھے جب سورج غروب ہوجاتا اور پردہ کے پیچھے چھپ جاتا۔ (سوائے نسائی کے جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۰۶ ......وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَالَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْدَاوٗدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت مسلسل خیر پر یا (فرمایا) فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کو (اتنا) مؤخر نہ کرے کہ ستارے (بہت زیادہ) نظر آنے لگے۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں تین فقہی مسائل ہیں:

پہلا مسئلہ: مغرب کا ابتدائی اور انتہائی وقت!

وقتِ مغرب کی ابتدا تو بالاتفاق غروب سے ہوتی ہے، البتہ انتہاء میں اختلاف ہے۔

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک غروبِ آفتاب کے بعد پانچ رکعات پڑھنے کی مقدار وقتِ مغرب ہے، یہی ایک روایت امام شافعیؒ سے ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے یہاں شفق ڈوبنے تک مغرب ہے وھو روایۃ عن الامام الشافعیؒ۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث جبرائیل کہ انہوں نے دونوں دن مغرب ایک وقت میں پڑھائی، اگر وقت میں وسعت وگنجائش ہوتی تو وہ ضرور اول وانتہاء کا فرق کرتے۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل: باب المواقیت کی کئی احادیث بالخصوص حدیث ابوموسیٰؓ "ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ"۔ اور حدیث عبداللہ بن عمروؓ "وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ"۔

امام مالکؒ کو جواب: حدیث جبرائیل منسوخ ہے یا اس میں مغرب کا وقتِ مستحب مراد ہے۔

دوسرا مسئلہ: مغرب میں بالاتفاق تعجیل اولیٰ ہے۔

تیسرا مسئلہ: شفق سے کیا مراد ہے؟!

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ وصاحبینؒ کے نزدیک وہ سرخی جو غروب کے کچھ دیر بعد ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے یہاں وہ سفیدی جو سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے اور اس کے بعد

رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ احناف کا مفتیٰ بہ قول یہی ہے۔ [رحمۃ الامۃ، ص:۲۹]

امام مالکؒ وشافعیؒ وصاحبینؒ کی دلیل:

۱......قول ابن عمرؓ: "الشفق هو الحمرة"۔ صحابہ کرامؓ میں سے ابن عباسؓ، شداد بن اوسؓ، عبادہ بن صامتؓ، اور تابعین میں سے مکحولؒ اور طاؤسؒ کا بھی یہی قول ہے۔

۲......امام اہل لغت خلیل بن احمدؒ نے شفق کی تفسیر سرخی سے کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل:

۱......حدیث جابرؓ (باب المواقیت): "ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ"۔ اس میں صراحۃً بیاض النہار یعنی دن کی سفیدی کو "شفق" کہا گیا ہے۔

۲......جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی شفق سے بیاض مراد لیتے ہیں مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ، عائشہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بعد کے فقہاء میں عمر بن عبدالعزیزؒ، زفرؒ، ابوثورؒ وغیرہ اس کے قائل تھے۔ امام مالکؒ وشافعیؒ کا بھی ایک قول اس کے موافق ہے۔

۳......ائمہ لغت مبرد، ثعلب، فرّاء اور ابوعمرو نے شفق کی تفسیر سفیدی سے کی ہے۔

بہرحال دونوں اقوال دلائل پر مبنی ہیں اور امام صاحبؒ سے بھی دو قول مروی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

وہ روایات جو نمازِ عشاء کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۷......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے لئے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں ان کو حکم دیتا کہ عشاء کو رات کے تہائی حصے یا آدھی رات تک مؤخر کریں۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے

اس کو صحیح قرار دیا)

۲۰۸......وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِنْتَظَرْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قَالَ: فَجَاءَ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ قَالَ: خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ؛ فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا، وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کا عشاء کی نماز کے لئے انتظار کیا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گذر گیا، (حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا) تو آپ تشریف لائے اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی بیٹھنے کی جگہ کو پکڑے رہو (یعنی اپنی جگہ سے اٹھو نہیں) اس لئے کہ لوگوں نے تو اپنے لیٹنے کی جگہ پکڑ لی ہے (یعنی سو گئے ہیں) اور تم برابر نماز ہی میں رہے جب سے اس کا انتظار کر رہے ہو، اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اس نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرتا۔ (ترمذی کے علاوہ پانچوں نے اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۰۹......وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: نافع بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا کہ ''اور عشاء کی نماز رات کے جس حصے میں چاہو پڑھو اور اس کو بھولو مت''۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کے روات ثقہ ہیں)

۲۱۰......وَعَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهٗ قَالَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ: طُلُوْعُ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبیدہ بن جریجؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا

کہ عشاء کی نماز میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا کہ فجر کا طلوع ہوجانا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: دَلَّ الْحَدِيْثَانِ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ يَبْقٰى بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَلَا يَخْرُجُ بِخُرُوْجِهِ، فَبِالْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ كُلِّهَا يَثْبُتُ أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مِنْ حِيْنِ دُخُوْلِهِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ، وَبَعْضُهُ أَوْلٰى مِنْ بَعْضٍ، وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا يَخْلُوْ مِنَ الْكَرَاهَةِ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی دلالت اس بات پر ہے کہ عشاء کا وقت آدھی رات گذرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے فجر کے طلوع ہونے تک اور آدھی رات کے نکلنے سے نماز کا وقت نہیں نکلتا تو تمام احادیث کے درمیان تطبیق دینے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ ایک تہائی رات تک عشاء کا افضل وقت ہے اور نصف لیل تک وقتِ جواز ہے اور (اس میں) بعض وقت بعض سے اولیٰ ہے اور بہرحال آدھی رات کے بعد کراہت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلۃ الباب: عشاء کا ابتدائی وانتہائی وقت!

عشاء کی ابتداء بالاتفاق غروب شفق سے ہوتی ہے اور انتہاء میں اختلاف ہے۔

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک عشاء کا انتہائی وقت نصف اللیل یعنی آدھی رات ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک طلوع صبح صادق تک عشاء کا وقت ہے۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کی دلیل: حدیث عبداللہ بن عمروؓ (باب المواقیت): ’’**ووقت العشاء الی نصف اللیل الأوسط**‘‘۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل:

حنفیہؒ ومن معھم کی دلیل میں کوئی ایک حدیث نہیں پیش کی جاسکتی، اس کے بجائے احناف کا قول اس مسئلہ میں مجموعۂ روایات پر مبنی ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ سے ثلث لیل اور نصف لیل کے بعد بھی نماز پڑھنا ثابت ہے، چنانچہ:

۱..... حدیث عائشہؓ میں ہے: ’’**أعتم النبی ﷺ ذات لیلة حتی ذهب عامة اللیل**

وحتی نام أهل المسجد ثم خرج فصلی ''یعنی ایک رات نبی کریم ﷺ نے (عشاء کی نماز میں) اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا اکثر حصہ گذر گیا اور مسجد والے لوگ سو گئے پھر آپ ﷺ باہر نکلے اور آپ نے نماز پڑھائی۔ [طحاوی شریف]

۲..... باب کی حدیث عمرؓ کہ آپ نے اپنے عاملوں کو یہ لکھا: ''وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ''۔ حضرت عمرؓ سنت مستمرہ کے تحت یہ جانتے تھے کہ پوری رات عشاء کا وقت ہے۔

۳..... باب میں مذکور قول ابو ہریرہؓ: ''طلوع الفجر'' یعنی عشاء کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔

اب احناف نے تمام احادیث میں تطبیق کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی کہ ثلث لیل تک عشاء کا وقتِ مستحب، نصف لیل تک وقتِ جواز اور اس کے بعد سے طلوع صبح صادق تک وقتِ مکروہ تنزیہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ
وہ روایات جو تغلیس کے بارے میں آئی ہیں

۲۱۱..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں (وہ) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتی جس وقت نماز پوری کر لیتی تھیں، کوئی ان کو اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچان سکتا تھا۔ (شیخین)

۲۱۲..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ ظہر (کی نماز) دوپہر میں پڑھتے،

اور عصر پڑھتے جبکہ سورج روشن ہوتا اور مغرب (پڑھتے) جب وہ چھپ جاتا اور عشاء جب زیادہ لوگ ہوتے تو جلدی (پڑھتے) اور جب کم ہوتے تو مؤخر کرتے اور صبح (کی نماز) اندھیرے میں (پڑھتے)۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۱۳......عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ۔ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ـ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حِيْنَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِيْ ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْأُفُقُ، وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلّٰى مَرَّةً أُخْرٰى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُسْفِرَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَفِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَالزِّيَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ جبرائیل امین نازل ہوئے مجھے نماز کے وقت کے بارے میں بتایا پس میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، آپ اپنی انگلی سے پانچ نماز شمار کرتے رہے۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر پڑھی جس وقت کہ سورج ڈھل گیا اور بسا اوقات اس کو مؤخر کرتے جس وقت گرمی زیادہ ہوتی اور میں نے آپ کو عصر پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ سورج چمکتا ہوا بلند تھا اس میں زردی آنے سے پہلے، پھر ایک آدمی نماز سے فارغ ہو کر ذوالحلیفہ آتا غروب ہونے سے پہلے،

اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت سورج ڈوب جاتا اور عشاء پڑھتے جس وقت افق کالا ہو جاتا اور بسا اوقات اس کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہوگئے اور صبح کی نماز ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی پھر دوسری بار اس کو روشنی میں پڑھا، پھر اس کے بعد آپ کی (فجر کی) نماز اندھیرے میں ہی ہوتی یہاں تک کہ آپ (دنیا سے) رخصت ہوگئے روشنی میں پڑھنے کی طرف نہیں لوٹے۔

(ابوداؤد اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کلام ہے اور زیادتی غیر محفوظ ہے)

مسئلۃ الباب: فجر کا وقتِ مستحب!

بالاتفاق فجر کا وقت جواز صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے، البتہ فجر کے وقتِ مستحب کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک فجر میں تغلیس یعنی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک اسفار یعنی روشنی میں پڑھنا افضل ہے۔ احناف میں سے امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ غلس میں شروع کرے اور اسفار میں ختم کردے۔ امام طحاویؒ اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: اس باب کی تینوں حدیثیں ائمہ ثلاثہ کی دلیل ہیں:

۱..... حدیث عائشہؓ: "ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ."۔

۲..... حدیث جابرؓ: "وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ"۔

۳..... حدیث ابو مسعودؓ: "وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيسَ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ."۔

(احناف کے دلائل اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْإِسْفَارِ

وہ روایات جو اسفار کے بارے میں آئی ہیں

۲۱٤......عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً لِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا إِلاَّ صَلَاتَيْنِ، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلّٰى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ، وَلِمُسْلِمٍ: قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی نماز کو اس کے وقت کے علاوہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو نماز کے، آپ نے (ایک بار) مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا، اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے سے پڑھی۔ (شیخین اس کو روایت کیا اور مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: وقت سے پہلے اندھیرے میں)

۲۱۵......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى مَكَّةَ، ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ: الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلَاةُ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا، پھر ہم مزدلفہ میں آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھی اور ہر نماز کو علیحدہ اذان اور اقامت کے ساتھ، اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان راستہ کا کھانا کھایا، پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوگئی، پھر انہوں نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ دونوں نمازیں مغرب اور عشاء اس جگہ میں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں تو لوگ مزدلفہ نہ آئیں یہاں تک کہ اندھیرا کرلیں اور فجر کی نماز اس وقت میں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَايَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرِ حِيْنَ يَنْزَغُ الْفَجْرُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ.

ترجمہ: اور اس کی ایک اور روایت میں اتنا اضافہ ہے: پھر جب فجر طلوع ہوگئی تو فرمایا: نبی کریم ﷺ اس وقت کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے سوائے اس نماز کے اس جگہ میں اس دن۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی جاتی ہیں: نمازِ مغرب لوگوں کے مزدلفہ آجانے کے بعد اور فجر (کی نماز) فجر طلوع ہونے کے وقت۔ فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

۲۱۶......وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَسْفِرُوْا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ أَوْ قَالَ: لِأُجُوْرِكُمْ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھو؛ اس لئے کہ یہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہے یا فرمایا: تمہارے اجر کے لئے (بڑا ہے)۔ (حمیدی اور سنن کے مصنفین نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۱۷......وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ؛ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ: بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ.

ترجمہ: محمود بن لبیدؓ اپنی قوم کے انصاری آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جتنا فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھوگے اتنا زیادہ اجر کا باعث ہوگا۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور حافظ زیلعی نے کہا کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

۲۱۸......وَعَنْ هُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ جَدِّيْ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِبِلَالٍ: نَوِّرْ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْإِسْفَارِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالطَّيَالِسِيُّ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ہریر بن عبدالرحمن بن رافع بن خدیج نے کہا کہ میں نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صبح کی نماز کو روشن کرو یہاں تک کہ لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھنے لگے روشنی کی وجہ سے۔ (ابن ابی حاتم، ابن عدی، طیالسی، اسحاق، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۱۹......وَعَنْ بَيَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَدِّثْنِيْ بِوَقْتِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ دُلُوْكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمُ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرِ، وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ، وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ، كُلُّ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقْتٌ أَوْ قَالَ: صَلَاةٌ. رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: بیانؒ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا نماز کے بارے میں وقت بتائیے، انہوں نے کہا کہ آپ ظہر سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر تمہاری پہلی نماز (مراد ظہر) اور عصر کے درمیان پڑھتے اور مغرب غروب شمس کے وقت پڑھتے اور عشاء شفق کے غروب ہونے کے وقت پڑھتے اور صبح (کی نماز) فجر کے طلوع ہونے کے وقت جب آنکھ کھل جاتی۔ ان تمام اوقات کے درمیان (نماز کا) وقت ہے یا فرمایا نماز ہے۔ (ابویعلی نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

۲۲۰......وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَسْفِرُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهُ أَفْقَهُ لَكُمْ. إِنَّمَا

تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَخلُوْا بِحَوَائِجِكُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

جبیر بن نفیرؒ نے کہا: ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی، تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نماز کو روشن کرو اس لئے کہ یہ تمہارے لئے زیادہ سمجھ کی بات ہے، تم تو (بس) یہ چاہتے ہو کہ اپنی ضروریات کے لئے (جلد) فارغ ہو جاؤ۔ (طحاوی، سند حسن ہے)

۲۲۱......وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِمُؤَذِّنِهِ: أَسْفِرْ أَسْفِرْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: علی بن ربیعہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے مؤذن سے کہہ رہے تھے کہ "روشن کر، روشن کر"۔ (عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ اور طحاوی، سند صحیح ہے)

۲۲۲......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزیدؒ نے کہا کہ: ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ صبح کی نماز روشنی میں پڑھا کرتے تھے۔ (طحاوی، عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

امام ابوحنیفہؒ کے دلائل پر ایک نظر:

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جو اسفار بالفجر کے مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کی دلیلیں ہیں، تین اہم دلیل یہ ہے:

۱......حدیث رافعؓ مرفوعاً: "أَسْفِرُوْا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ"۔

۲......حدیث انسؓ مرفوعاً: "وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ"۔

۳......حدیث ابن مسعودؓ موقوفاً و مرفوعاً، وحدیث ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ ابودرداءؓ موقوفاً و غیر ذٰلک۔

ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل کا جواب:

۱......حدیث عائشہؓ کا جواب: حضرت عائشہؓ کی حدیث " لا یعرفهن أحد " پر ختم ہے اور آپ

کا منشا یہ ہے کہ چونکہ عورتیں انتہائی پردہ کیے ہوئے ہوتی تھیں اس لئے کوئی انہیں پہچان نہیں پاتا تھا، اب راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کی وجہ اندھیرے میں نماز پڑھ لینا تھا اس لئے اس نے "من الغلس" کا اضافہ کردیا۔ اس کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں راوی نے اس طرح کہا ہے "تعنی من الغلس" یعنی حضرت عائشہؓ کی مراد اندھیرے کی وجہ سے ہے۔ غرض یہ جملہ مدرج من الراوی ہے اس سے صحیح وصریح احادیث کا تقابل درست نہیں۔

اگر یہ ثابت بھی ہوجائے کہ "من الغلس" حضرت عائشہؓ کا اپنا فرمان ہے تو پھر اس غلس سے ان کی مراد سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ احادیث کے درمیان اور صحابہ کرامؓ کے بیان میں تضاد نہ رہے۔ دراصل اس زمانے میں مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں چھوٹی تھیں، چھت نیچی تھی، اور اس میں کھڑکیاں نہیں تھیں، مسجد کا رخ بھی مشرق کی جانب نہ تھا، اس لئے اسفار کے بعد بھی وہاں پر اندھیرا رہتا تھا، جس کی وجہ سے عورتیں پہچان میں نہیں آتی تھیں نہ یہ کہ نماز ہی اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی۔

۲..... حدیث جابرؓ "وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ" کا جواب یہ ہے کہ ایک دوسرے صحابی حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کا بیان اس کے برخلاف اسفار کا ہے وہ فرماتے ہیں "وکان ینفتل من صلاۃ الغداۃ حین یعرف الرجل جلیسہ" مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور چھت نیچی تھی، لہٰذا اس کے اندر اپنے ہمنشین کو پہچاننا اسی وقت ممکن ہے جب باہر اسفار ہو چکا ہو۔ نیز باب ماجاء فی الاسفار میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوائے مزدلفہ کے کسی جگہ کسی دن نماز فجر کو غلس میں نہیں پڑھا۔ اب جبکہ فعلی احادیث میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہے تو قاعدے کے مطابق قولی احادیث کی طرف رجوع کیا جائے گا اور قولی احادیث میں صراحۃ اسفار میں فجر پڑھنے کا حکم ہے۔ نیز ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں "ما اجتمع اصحاب محمد ﷺ علی شیء ما اجتمعوا علی التنویر" یعنی صحابہ کرامؓ کا اجماع جیسا فجر کو روشنی میں پڑھنے کے متعلق ہوا کہیں اور ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ آپؐ کے قول کے مطابق غلس والی حدیث کو منسوخ ماننا پڑے گا۔

نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کا اسفار بالفجر کرنا بھی نسخ کی کافی دلیل ہے۔ [اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب:۱/۲۰۶]

۳......حدیث ابومسعودؓ: ''وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرٰى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُسْفِرَ.''۔ کے دوجواب ہیں: (الف) اس حدیث کے دو حصے ہیں، ایک حصہ ''سمعت رسول الله ﷺ يقول: نزل جبرئيل......الى قوله خمس صلوات'' ہے جس میں امامت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اور دوسرا حصہ ''فرايت رسول الله ﷺ ......الى قوله لم يعدالى أن يسفر'' ہے جس میں نماز کے اوقات کا تفصیلی ذکر ہے۔ امام ابوداوؒد نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو معلول قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حدیث کی سند کا مدار امام زہریؒ پر ہے۔ زہریؒ کے تلامذہ میں اسامہ بن زید لیثی کے علاوہ معمرؒ، مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ وغیرہ شاگرد حدیث کا صرف پہلا حصہ نقل کرتے ہیں، ان شاگردوں میں اوقات والا حصہ صرف اسامہ نے نقل کیا ہے جن کو امام احمدؒ نے ضعیف کہا ہے۔ لہذا اس حدیث میں ذکر اوقات والا حصہ (بشمول تغلیس) سنداً ضعیف ہے۔

(ب) ائمہ ثلاثہؒ خود حدیث کے دوسرے حصے پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اس میں گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا ذکر ہے حالانکہ امام شافعیؒ تعجیل ظہر کے قائل ہیں اور اس حصہ میں افق کے خوب سیاہ ہوجانے کے بعد عشاء پڑھنے کا ذکر ہے گویا شفق سرخی سے پہلے کی سفیدی ہے جبکہ امام مالکؒ و شافعیؒ شفق سے سرخی مراد لیتے ہیں۔

أَبْوَابُ الْأَذَانِ

اذان کا بیان

بحث اول: اذان کے لغوی معنی اعلان واطلاع کے ہیں اور شرعاً اذان کہتے ہیں وقتِ صلاۃ کی مخصوص الفاظ کے ذریعہ اطلاع کرنا۔

بحث ثانی: آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اذان واقامت کے بغیر نماز ادا فرماتے تھے یہاں تک کہ جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اولاً آپ نے ۱ھ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اس کے بعد اذان کے سلسلے میں مشورہ ہوا، پھر ایک قول کے مطابق ۱ھ میں اور دوسرے قول کے مطابق ۲ھ میں اذان مشروع ہوئی۔ [الدر المنضود:۲/۸۵]

بحث ثالث: امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک پنج وقتی نمازوں اور جمعہ کے لئے اذان سنت مؤکدہ قریب من الوجوب ہے اور امام احمدؒ کے یہاں شہر والوں پر فرض کفایہ ہے۔

اذان گو فرض عین نہیں لیکن شعائر اسلام میں سے ہے لہذا اگر بستی والے اس کے ترک پر اتفاق کرلیں تو امام ان کے ساتھ قتال کرے گا۔ [رحمۃ الامۃ، ص:۲۷]

بَابٌ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ
اذان کی ابتداء کے بارے میں

۲۲۳.....عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ، فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا، فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ؟! فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان جس وقت مدینہ میں آئے تھے تو وہ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا اندازہ کرلیا کرتے تھے، نماز کے لئے بلایا نہیں جاتا تھا تو انہوں نے ایک دن (آپس میں) اس بارے میں بات کی تو بعضوں نے کہا کہ نصاریٰ کی گھنٹی کی طرح ایک گھنٹی بنالو، اور بعضوں نے کہا کہ یہود کے سینگ (والے باجے) کی طرح ایک باجہ بنالو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیوں نہیں ایک آدمی کو بھیج دیتے جو نماز کے لئے بلائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور نماز کے لئے بلاؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۲۴......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی، فَأُمِرَ بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوْتِرَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے (بوقتِ مشورہ) آگ (جلانے) اور گھنٹی کا ذکر کیا تو یہود ونصاریٰ (کے طریقوں) کا (بھی) ذکر کیا پس بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان (کے الفاظ) جفت کہیں اور اقامت (کے الفاظ) طاق کہیں۔ (شیخین)

۲۲۵......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَاعَبْدَ اللهِ! أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ فَقَالَ: وَمَاتَصْنَعُ بِهٖ؟ فَقُلْتُ لَهٗ: نَدْعُوْ بِهٖ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟! فَقُلْتُ لَهٗ: بَلٰى! قَالَ: فَقَالَ: تَقُوْلُ: "اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، فَذَكَرَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ. قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ. فَقَالَ: إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ. فَجَعَلْتُ أُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهٗ يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَارَسُوْلَ اللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَاأُرِيَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے گھنٹی بنانے کا حکم دیا تا کہ اس کو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے لئے بجایا جائے، میرے پاس سونے کی حالت میں ایک آدمی آیا جس کے ہاتھ میں گھنٹی تھی، میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا تم گھنٹی بیچو گے؟ تو اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کی طرف بلائیں گے۔ (تو) اس نے کہا: کیا میں تیری ایسی چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں جو اس سے بہتر ہے، میں نے کہا: کیوں نہیں! تو اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: اللہ اکبر، اللہ اکبر، پھر اس نے اذان واقامت کو ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

آیا اور اس کی خبر دی جو میں نے دیکھا، تو آپ نے فرمایا: یقیناً یہ سچ خواب ہے ان شاء اللہ، پس بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، تو میں ان کو سکھانے لگا، فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو جبکہ وہ اپنے گھر میں ہی تھے تو اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے وہی دیکھا ہے جو اس نے دیکھا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح الکلمات:

ناقوس: ایک خاص قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی ہوتی ہے اور ایک بڑی، بڑی کو ناقوس اور چھوٹی کو وَبیل کہتے ہیں، ایک کو دوسری پر مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

بوق: سینگ کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: یہود کے باجوں میں ایک باجہ ہوتا ہے اس کی صورت ایسی ہوتی ہے جیسے چماروں میں شادی بیاہ کے موقعہ پر ایک لمبی گردن کا باجہ استعمال کرتے ہیں جسے ''نرسنگھا'' کہا جاتا ہے۔

مشروعیتِ اذان کی کیفیت اور احادیث کے درمیان تطبیق:

ابتداء میں نماز کے لئے کوئی وقت مقرر کر لیا جاتا تھا اس پر لوگ اپنے اندازے سے ہو جاتے تھے، پھر جب مسلمان زیادہ ہو گئے اور ایک ساتھ جمع ہونے میں دشواری پیش آ گئی حضور ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے تو بعض نے کہا کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا جائے تا کہ آواز سن کر سب جمع ہو جایا کریں لیکن اس پر اعتراض ہوا کہ اس سے نصاریٰ کی شابہت ہو جاتی ہے، بعض حضرات نے سینگا بجانے کی تجویز پیش کی، اس پر اعتراض ہوا کہ یہ یہود کی مشابہت ہے، بعض نے اونچی جگہ آگ جلانے کا مشورہ دیا اس پر اعتراض ہوا کہ اس سے مجوس کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے اس لئے یہ سب تجاویز غیر منظور ہو گئیں، البتہ قرن (سینگا) بجانے کی طرف کچھ رجحان تھا۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی ''اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلاۃ'' یعنی کوئی منادی مقرر کر دیا جائے۔ اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور اسی پر رائے طے ہو گئی اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے وقت ''الصلاۃ جامعۃ'' پکار لیا

کریں۔ اس کے باوجود ہرایک کے دل میں یہ بات رہی کہ اس سے بہتر صورت نکالی جائے، اسی حالت میں سب اپنے اپنے گھر میں چلے گئے تو اسی دن یا کچھ دن بعد حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل یا کوئی دوسرا فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں ایک ناقوس لے کرآیا...... (حدیث نمبر ۲۲۵ دیکھیے) صبح کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے، بلال کو کہتے رہو اور وہ اذان دیتے رہیں کیونکہ اس کی آواز بلند ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس واقعہ سے تقریباً بیس دن قبل اسی جیسا خواب دیکھا تھا، لیکن وہ اس خواب کو بھول گئے تھے، پھر جب حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اپنا خواب سنایا تو اس وقت انہیں اپنا خواب یاد آیا، لیکن وہ بتقاضائے حیاء خاموش رہے کیونکہ حضرت عبداللہ سبقت کر چکے تھے (اور غالباً اپنے گھر تشریف لے گئے)۔

بعد میں جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو اس وقت انہوں نے آکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا "وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَارَسُوْلَ اللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ."

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اور بیس صحابۂ کرامؓ نے خواب دیکھا لہذا مشروعیت اذان صرف حضرت عبداللہؓ کے خواب سے نہیں ہوئی بلکہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی تصویب اور حضرت عمرؓ ودیگر صحابۂ کرامؓ کے خواب اس کے مؤید تھے، لیکن چونکہ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا اور حضور ﷺ نے تصویب کی اس لئے ان کی طرف منسوب ہوگئی اور ان کو "صاحب اذان" کہا جاتا ہے۔

سب سے پہلے اذان دینے کی سعادت:

مشروعیت اذان کا سہرا اگر عبداللہ بن زیدؓ کے سر ہے تو سب سے پہلے اذان دینے کی سعادت حضرت بلالؓ کے حصہ میں آئی اس لئے کہ وہ اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلام لانے کی سزا میں گرم ریت پر پتھروں کے زیر بار ہونے کے ساتھ "أحد أحد" کی نداءِ توحید بلند کر چکے تھے۔ [الدر المنضود ودیگر ملخصاً]

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْجِيْعِ

وہ روایات جو ترجیع کے بارے میں آئی ہیں

۲۲۶......عَنْ أَبِي مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَذَانَ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِتَثْنِيَةِ التَّكْبِيْرِ.

ترجمہ: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان سکھائی پس فرمایا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور مسلم نے اس کو اللہ اکبر دو دفعہ کہنے کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۲۲۷......وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

انہی (ابن عمرؓ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے

سترہ کلمات سکھائے۔ (ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

"الترجیع": پہلے دو مرتبہ شہادتین کو آہستہ کہنا پھر دو مرتبہ زور سے کہنا۔

"التربیع": "اللہ اکبر" کو اذان کے شروع میں چار مرتبہ کہنا۔

مسئلۃ الباب: اگلے باب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدَمِ التَّرْجِيْعِ

وہ روایات جو ترجیع نہ کرنے کے بارے میں آئی ہیں

۲۲۸...... عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" کہے جس پر تم میں سے (بھی) کوئی (جواب میں) "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" کہے، پھر مؤذن کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" پھر مؤذن "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ" کہے تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پھر مؤذن "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" کہے تو وہ بھی کہے "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" پھر مؤذن "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کہے تو وہ بھی

کہے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" سچے دل سے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۲۹......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَأَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ، فَأُرِيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ! تَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ: أُنَادِيْ بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَقُوْلُ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأٰى. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا، فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيُنَادِ بِلَالٌ؛ فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ. قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ أُلْقِيْهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِيْ بِهَا. قَالَ: فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَأٰى. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبُخَارِيُّ فِيْمَا حَكَاهُ عَنْهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الْعِلَلِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اذان کے لئے) بوق (باجہ) کا قصد کرلیا تھا اور ناقوس کا حکم کر چکے تھے چنانچہ وہ تیار کرلی گئی، پھر عبداللہ بن زید کو خواب میں دکھایا گیا، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، اس پر دو سبز کپڑے تھے وہ ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تو ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا تو اس کا کیا کرے گا؟ میں نے کہا: میں اس کے ذریعہ نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا میں تجھے وہ نہ بتاؤں

جواس سے بہتر ہو؟ میں نے کہاوہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تو کہا کر: "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کہا کہ تو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نکلے (اور) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ جو دیکھا تھا اس کی خبر دی، کہا اے اللہ کے رسول! میں نے (خواب میں) ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے وہ ناقوس اٹھایا ہوا تھا پھر (پورا) واقعہ آپ سے بیان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے، پس تم بلال کے ساتھ مسجد جاؤ اور اس کو سکھاتے جاؤ اور بلال اذان دے اس لئے کہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: چنانچہ میں حضرت بلالؓ کے ساتھ مسجد گیا اور ان کو سکھانے لگا اور انہوں نے ان (کلمات) کے ذریعے اذان دی، کہا کہ پھر عمر بن خطاب نے (جب) آواز سنی تو (گھر سے) نکلے اور کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم، تحقیق میں نے بھی اسی طرح دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد اور احمد نے اس کو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اور امام ترمذی کی اپنی کتاب العلل میں حکایت کے مطابق بخاری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

مسئلۃ البابین: "کلمات اذان کی تعداد میں اختلاف ائمہ"

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک انیس کلمات ہیں۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک سترہ کلمات ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک پندرہ کلمات ہیں۔

تفصیل:

(۱) امام شافعیؒ تربیع مع ترجیع کے قائل ہیں۔

(۲) امام مالکؒ ترجیع بلا تربیع کے قائل ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ تربیع بلا ترجیع کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: گذشتہ باب کی احادیث جن کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ابو محذورہؓ کو اذان کے انیس کلمات سکھلائے یعنی ترجیع مع تربیع کے، آپؓ اسی کے مطابق اذان دیا کرتے تھے۔

امام مالکؒ کی دلیل:

۱......عدم تربیع کی دلیل حدیث انسؓ "أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ" یعنی حضرت بلالؓ کو شفع اذان کا حکم کیا گیا، شفع کے معنی ہے ہر کلمہ کو دو مرتبہ کہنا۔

۲......ترجیع کے ثبوت کی دلیل حدیث ابو محذورہؓ ہے جو اوپر گذر چکی۔

امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل:

۱......عبداللہ بن زیدؓ جن کی حدیثیں اس باب میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے، ان احادیث میں اذان تربیع بلا ترجیع وارد ہے "ذَكَرَ الْأَذَانَ بِتَرْبِيعِ التَّكْبِيرِ بِغَيْرِ تَرْجِيعٍ"۔

(باب فی افراد الاقامۃ میں دیکھیے)

۲......اسلام میں پہلے مؤذن اور امیر المؤذنین سیدنا حضرت بلالؓ کی اذان کے کلمات پندرہ ہوتے تھے "كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ"۔

۳......حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں چار مؤذن تھے: (۱) ابو محذورہؓ مکہ مکرمہ میں۔ (۲) بلالؓ مدینہ منورہ میں۔ (۳) ابن ام مکتومؓ مدینہ منورہ میں۔ (۴) سعد القرظیؓ قباء میں۔

حضرت ابو محذورہؓ کے علاوہ باقی سب حضرات اذان کے پندرہ کلمات کہا کرتے تھے۔

۴......اذان کی عام احادیث ۱۵ کلمات پر مشتمل ہیں۔

امام شافعیؒ کو جواب:

۱......فتح مکہ کے موقعہ پر ابو محذورہؓ کم سن تھے اور دوستوں کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں گھوم رہے تھے اور بلالؓ کی اذان سن کر بطور شوخی اذان کے کلمات گنگنانے لگے، نبی کریم ﷺ نے ان کو قریب بلا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے سامنے ان سے اذان کے کلمات کہلوائے۔ ابو محذورہؓ نے کلمات پڑھ دیئے مگر چونکہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اس لئے شہادتین کو آہستہ

آواز سے پڑھا، آپ ﷺ نے ان کے دل میں ایمان کو راسخ کرنے کے لئے شہادتین دومرتبہ کہلوائے، حاصل یہ کہ شہادتین دوبار کہلوانا بغرضِ تعلیم تھا نہ کہ مستقل حکم۔

۲...... عین ممکن ہے کہ ترجیع آپؓ کی خصوصیت ہو اس کی دووجوہات ہیں: (۱) دیگر موذنین ترجیع نہیں کرتے تھے۔ (۲) فتحِ مکہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انہوں نے ساری زندگی بال نہیں کٹوائے بوجہ تبرک کے تو وہ ان کی خصوصیت تھی۔

امام مالکؒ کو جواب:

۱...... حضرت بلالؓ، ابن ام مکتومؓ اور سعد قرظیؓ کی اذان چونکہ چار مرتبہ اللہ اکبر پر مشتمل تھی، اس لئے "شفعِ اذان" کا معنی شہادتین کا شفع ہوگا۔

۲...... شفع سے مراد لغوی معنی "ملانا" اور مطلب یہ ہے کہ دومرتبہ اللہ اکبر کو ملا کر کہنا۔

بہر حال دلائل دونوں جانب قائم ہیں لہذا مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقہ کو غلط نہیں کہا جاسکتا البتہ ائمہ نے دیگر قرائن کی روشنی میں کسی خاص طریقہ کو اولیٰ قرار دیا ہے۔

بَابُ فِيْ إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ

اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا بیان

۲۳۰...... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوْتِرَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کو دو، دوبار کہے اور اقامت ایک، ایک بار کہے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا اور بعض نے "الا الاقامة" یعنی قد قامت الصلاۃ کے استثناء کا اضافہ کیا ہے)

۲۳۱...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُوْلُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اذان دو، دوبار ہوتی اور اقامت ایک ایک بار ہوتی تھی سوائے اس کے کہ وہ کہتے " قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ "۔ (احمد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۲...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ فَقَالَ: تَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ فَذَكَرَ الْأَذَانَ بِتَرْبِيعِ التَّكْبِيرِ بِغَيْرِ تَرْجِيعٍ وَالْإِقَامَةَ فُرَادَى إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر نیند کی حالت میں ایک آدمی نے چکر لگایا پس اس نے کہا کہ تم یہ کہا کرو: "اللہ اکبر" تو آپ نے چار مرتبہ تکبیر اور ترجیع کے بغیر اذان کی اور اقامت کو ایک بار سوائے "قد قامت الصلاۃ"۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح الکلمات:

"الاقامة": فقہاء کی اصطلاح میں ان مخصوص الفاظ کا نام ہے جو اعلامِ حاضرین کے لئے کہے جاتے ہیں۔

مسئلة الباب میں: اقامت کے کتنے کلمات ہیں؟!

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک گیارہ کلمات ہیں، شروع اور آخر دونوں جگہ اللہ اکبر صرف دو مرتبہ، اسی طرح لفظ "قد قامت الصلاۃ" بھی دو مرتبہ اور باقی کلمات ایک مرتبہ کہے جائیں۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک دس کلمات ہیں ان کے یہاں لفظ "قد قامت الصلاۃ" بھی ایک مرتبہ کہنا چاہئے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سترہ کلمات ہیں، پندرہ کلمات اذان والے اور لفظ "قد قامت الصلاۃ" دو مرتبہ۔

تفصیل:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ افرادِ اقامت کے قائل ہیں، سوائے لفظ ''قد قامت الصلاۃ'' کے۔

(۲) امام مالکؒ تمام کلمات کے افراد (اکہرے کہنا) کے قائل ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ اذان کی طرح اقامت میں بھی تثنیہ (دوبار کہنا) کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کی دلیل:

۱......حدیث انسؓ: ''أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ إِلَّا الْإِقَامَةَ''۔ شفع اذان کا مطلب اذان کے کلمات دودوبار کہنا ہے، الا الاقامۃ سے قد قامت الصلاۃ کا استثناء کیا گیا۔

۲......حدیث ابن عمرؓ: ''اَلْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ : قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ''۔ حدیث دعوی پر مکمل صادق آرہی ہے۔

۳......حدیث عبداللہ بن زیدؓ: ''وَالْإِقَامَةَ فُرَادٰى إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ''.

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث انسؓ المذکور، البتہ آپ ''الا الاقامۃ'' کو مدرج من الراوی قرار دے کر ناقابل استدلال سمجھتے ہیں۔

(امام ابوحنیفہؒ کے دلائل اور ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل کا جواب اگلے باب میں ملاحظہ کیجئے)

بَابٌ فِي تَثْنِيَةِ الْإِقَامَةِ

اقامت کو دوبار کہنے کا بیان

۲۳۳......عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ ! رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلاً قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلٰى حَائِطٍ فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَأَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ نے کہا ہم سے حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا ہے کہ

عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک آدمی کھڑا تھا اور اس پر دو سبز چادریں تھیں پس وہ ایک دیوار پر چڑھا اور اس نے دو، دو بار اذان دی اور ایک، ایک بار اقامت کہی۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۴......وَعَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ الْأَذَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: عَلِّمْهُ بِلَالًا فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَأَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَقَعَدَ قَعْدَةً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن ابی لیلیٰؒ) نے کہا: مجھے حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا کہ یہ بلال کو سکھا دو پھر انہوں نے دو، دو بار اذان دی اور دو، دو بار اقامت کہی اور (دونوں کے درمیان) تھوڑی دیر بیٹھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۵......وَعَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أُرِيَ الْأَذَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْإِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: عَلِّمْهُنَّ بِلَالًا. قَالَ: فَتَقَدَّمْتُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أُقِيْمَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ: إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابو عمیسؒ نے کہا میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا کے بارے میں بیان کرتے تھے کہ انہیں خواب میں دو، دو بار اذان اور دو، دو بار اقامت دکھائی گئی (اور) کہا کہ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا کہ یہ (کلمات) بلال کو سکھا دو، کہا کہ پھر (اقامت کے وقت) میں آگے بڑھ گیا تو آپ نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ (بیہقی نے اس کو خلافیات میں روایت

کیا ہے اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۶......وَعَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَذَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَذَانُهُ وَإِقَامَتُهُ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ أَبُوْعَوَانَةَ فِي صَحِيْحِهٖ وَهُوَ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

ترجمہ: شعبیؒ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ (کے زمانے) کی اذان سنی پس آپ کی اذان اور اقامت دو، دو بار ہوتی تھی۔ (ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا اور یہ مرسل قوی ہے)

۲۳۷......وَعَنْ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ (ترمذی، نسائی اور داری نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۸......وَعَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً. اَلْأَذَانُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَذَكَرَهٗ بِالتَّرْجِيْعِ مُفَسَّرًا، قَالَ: وَالْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو محذورہؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے (اور) اذان کے کلمات (یہ ہیں) "اللہ اکبر اللہ اکبر" پس آپ نے اس

کی تفسیر کرتے ہوئے ترجیع کے ساتھ ذکر کیا کہا کہ اور اقامت کے سترہ کلمات (یہ) ہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۹...... وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَامَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبدالعزیز بن رفیعؒ نے کہا: میں نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اذان دو، دو بار کہتے اور اقامت (بھی) دو، دو بار کہتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲٤٠...... وَعَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ وَكَانَ يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيْرِ وَيَخْتِمُ بِالتَّكْبِيْرِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اسود بن یزیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دو، دو بار اذان، اور دو، دو بار اقامت کہتے تھے اور تکبیر سے شروع اور تکبیر سے ہی ختم کرتے تھے۔ (عبدالرزاق، دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲٤١...... وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے سنا وہ دو بار اذان اور دو بار اقامت کہتے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲٤٢...... وَعَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِي إِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

ترجمہ: عون بن ابی جحیفہؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ دو، دو بار اذان، اور دو، دو بار اقامت کہتے تھے۔ (دار قطنی اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)

۲۴۳......وَعَنْ يَزِيْدِ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الصَّلَاةَ مَعَ الْقَوْمِ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: یزید بن ابو عبیدؒ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہیں جب لوگوں کے ساتھ نماز نہیں ملتی تو اذان دیتے اور اقامت کہتے اور دو بار اقامت کہتے تھے۔ (دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۴۴......وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

ترجمہ: ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دو، دو بار اذان اور دو، دو بار اقامت کہتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور یہ مرسل ہے)

۲۴۵......وَعَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيْفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ ذُكِرَ لَهُ الْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ: هٰذَا شَيْءٌ اِسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَاءُ، الْإِقَامَةُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: فطر بن خلیفہؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے مجاہدؒ کے سامنے ایک، ایک بار اقامت کا ذکر کیا تو مجاہدؒ نے کہا یہ ایسی بات ہے جسے امراء نے (اپنے لئے) ہلکا سمجھا ہے (آسان خیال کر کے اختیار کر لیا ہے)، اقامت تو دو، دو مرتبہ ہے۔ (عبد الرزاق، ابو بکر بن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

امام ابو حنیفہؒ کے قول کی دلیل:

۱......حدیث ابو محذورہؓ: اذان میں ترجیع ان کی خصوصیت تھی مگر اقامت کے کلمات ان سے بھی بلا ترجیع سترہ منقول ہیں۔

۲......حدیث عبد اللہ بن زیدؓ "رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ...... فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَأَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى"۔

۳......حدیث بلالؓ: "أذن مثنى مثنى وأقام مثنى مثنى".

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب:

۱......افراد اقامت کا حکم منسوخ ہو چکا؛ کیونکہ حضرت بلالؓ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی "مثنیٰ مثنیٰ" اقامت کہتے تھے۔

۲......حدیث انسؓ میں "ایتار اقامت" اور حدیث ابن عمرؓ میں "الاقامة مرة مرة" سے مراد ایتار الصوت ہے یعنی دو کلموں کو ملا کر ایک سانس میں ادا کرنا اور اس کو حدر اً پڑھنا بخلاف اذان کے کہ اس میں ترسیل ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ہر کلمہ کو علیحدہ سانس لیکر ادا کرنا۔

۳......عبداللہ بن زیدؓ کی اقامت والی احادیث میں ایتار سے بڑھ کر تثنیہ والی روایات مضبوط ہیں، ترجیح کے وقت انہی کے مطابق عمل ہوگا۔

بہر حال دونوں طرح اقامت ثابت ہے کسی طریقہ کا انکار درست نہیں، البتہ دلائل اور ترجیحات کی روشنی میں احناف کا مسلک راجح کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ"

وہ روایات جو الصلاۃ خیر من النوم کہنے کے بارے میں ہیں

۲۴۶......عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بات بھی سنت ہے کہ مؤذن صبح کی اذان میں جس وقت "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح" کہے تو (اس کے بعد) الصلاة خير من النوم (بھی) کہے۔ (ابن خزیمہ، دارقطنی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۴۷......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ بَعْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" مَرَّتَيْنِ. أَخْرَجَهُ السَّرَّاجُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ: وَسَنَدُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پہلی اذان (میں) حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم" ہے۔ (سراج، طبرانی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۲۴۸......وَعَنْ عُثْمَانَ بْنُ السَّائِبْ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ مِنْ حُنَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ مُخْتَصَرًا وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: عثمان بن سائبؒ نے کہا: مجھے میرے والد اور عبدالملک بن ابومحذورہؓ کی والدہ نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ حنین سے نکلے (واپس ہوئے) پھر آپ نے پوری حدیث بیان کی اور اس میں (یہ بھی) ہے: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔ (نسائی اور ابوداؤد نے اس کو مختصراً روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم" کہنا بالاتفاق مستحب ہے۔

بَابٌ فِيْ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ يَمِيْنًا وَشِمَالاً

چہرے کو دائیں اور بائیں جانب پھیرنے کے بیان میں

۲۴۹......عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى بِلَالاً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: ابوجحیفہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا (کہا) تو میں اذان کے ساتھ ان کا چہرہ دائیں بائیں ہوتا ہوا دیکھتا۔ (شیخین)

۲۵۰......وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالاً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الْأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ لَوٰى عُنُقَهُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً وَلَمْ يَسْتَدِرْ. رَوَاهُ

أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : انہی (ابوجحیفہؓ) نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابطح کی طرف گئے اور اذان دی، تو جب وہ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں جانب گھمایا اور (خود) نہیں گھومے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۵۱......وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالاً يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَيَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَإِصْبَعَاهُ فِيْ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْعَوَانَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : انہی (ابوجحیفہؓ) نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اذان دے رہے تھے اور گھوم رہے تھے اور اپنے چہرے کو ادھر، ادھر گھماتے اور ان کی انگلیاں کانوں میں تھیں۔ (ترمذی، احمد اور ابوعوانہ نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اذان میں "حی علی الصلاۃ" پر دائیں جانب اور "حی علی الفلاح" پر بائیں جانب رخ کرنا سنت ہے۔

دوحدیثوں کے درمیان رفعِ تعارض:

استدارہ مؤذن خانہ میں آواز کو دور دور تک پہنچانے کی غرض سے دائیں بائیں گھومنے اور کھڑکیوں سے سر باہر نکالنے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوجحیفہؓ کی حدیث نمبر ۲۵۰ میں "ولم یستدر" کہہ کر استدارہ کی نفی کی گئی ہے اور انہی سے مروی اگلی حدیث میں "ویدور" کہہ کر استدارہ کا اثبات کیا گیا ہے۔ تطبیق کی دو صورتیں ہیں۔

۱......اثبات کی روایت تحویلِ رأس پر محمول ہے اور نفی کی پورے بدن کے ساتھ گھومنے پر۔

۲......اثبات کی روایت محمول ہو عند الضرورۃ گھومنے پر اور نفی کی محمول ہو عند عدم الحاجۃ پر۔

بَابُ مَايَقُوْلُ عِنْدَ سَمَاعِ الْأَذَانِ

اذان سننے کے وقت کیا پڑھے؟

۲۵۲......عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا

سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اذان سنو تو جو مؤذن کو کہتا ہوا سنو اسی طرح تم بھی کہو۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۵۳......وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، ثم قال: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، ثم قال: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ "مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" جس پر تم میں سے (بھی) کوئی (جواب میں) "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" کہے، پھر مؤذن کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" پھر مؤذن "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" کہے تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پھر مؤذن "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" کہے تو وہ بھی کہے "اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ" پھر مؤذن "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کہے تو وہ بھی کہے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" دل سے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۵۴......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ؛ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ؛ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ

سَأَلَ اللهُ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن (کی اذان) سنو تو ویسا ہی کہو جیسا وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ اس کے بدلہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو اس لئے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے، وہ مناسب نہیں مگر اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں، پس جس نے شخص نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس پر (میری) شفاعت ہوگی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: اجابتِ اذان کی دو قسمیں ہیں: (۱) اجابت بالقول۔ (۲) اجابت بالأقدام۔

اجابت یعنی اذان کی آواز سن کر زبانی طور پر اس کا جواب دینا، دعا پڑھنا مستحب ہے اور اجابت بالأقدام یعنی جماعت کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہے۔

دو حدیثوں کے درمیان تطبیق:

۱...... باب کی پہلی اور تیسری حدیث میں "مثل مایقول المؤذن" کے الفاظ سے ظاہر یہی ہے کہ مؤذن کی طرح سامع بھی "حی علی الصلاۃ" و "حی علی الفلاح" پر انہی کلمات کو دہرائے گا لیکن دوسری حدیث میں واضح طور پر "حیعلتین" پر "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پڑھنے کا ذکر ہے۔

تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ "مثل مایقول" سے "حیعلتین" کا حکم مستثنیٰ قرار دیا جائے اور ان پر "حوقلہ" پڑھا جائے جمہور کا بھی اختیار ہے۔ بعض مشائخ کے ہاں دونوں کا جمع کر لینا بہتر ہے اور سامع "حی علی الصلاۃ" پر اپنے آپ کو متوجہ کرنے کی نیت کرے۔

بَابُ مَايَقُوْلُ بَعْدَ الْأَذَانِ

اذان کے بعد کیا پڑھے؟

۲۵۵...... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدَ نِ

الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِي وَعَدْتَهُ" حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِي وَعَدْتَهُ" (اے اللہ! اس پوری پکار اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار، عطا فرما محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت، اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ہوگی۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

بَابُ مَاجَاءَ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ

طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان کے متعلق روایات

۲۵٦...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بلال رات میں اذان دیتا ہے پس تم کھاؤ پیو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔ (شیخین)

۲۵۷...... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِهٖ؛ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال کی اذان ہرگز سحری کرنے سے نہ روک دے؛ کیونکہ وہ اذان دیتا ہے یا (فرمایا) نداء دیتا ہے رات میں، تاکہ تمہارا شب بیدار لوٹ آئے اور تمہارے سوئے ہوئے کو جگائے۔ (شیخین نے اس کی تخریج کی)

۲۵۸......وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: لاَ يَغُرَّنَّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلاَلٍ مِنَ السُّحُوْرِ وَلاَ هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہرگز تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کرنے سے دھوکے میں نہ ڈالے، اور نہ یہ (صبح کاذب کی) سفیدی یہاں تک کہ پھیل جائے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۵۹......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلاَلٍ؛ فَإِنَّ فِيْ بَصَرِهٖ شَيْئًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے بلال کا اذان دینا اس لئے کہ اس کی بینائی میں کچھ (کمزوری) ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲٦۰......وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنَدْتُ إِلٰى حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُهٗ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: أَبُوْ يَحْيٰى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ. قُلْتُ: إِنِّيْ أُرِيْدُ الصِّيَامَ. قَالَ: وَأَنَا أُرِيْدُ الصِّيَامَ وَلٰكِنْ مُؤَذِّنُنَا هٰذَا فِيْ بَصَرِهٖ سُوْءٌ أَوْ قَالَ: شَيْءٌ، وَإِنَّهٗ أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لاَ يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ: إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت شیبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سحری کی پھر میں مسجد آیا اور نبی کریم ﷺ کے حجرے سے ٹیک لگالی، دیکھا کہ آنحضرت ﷺ سحری فرمارہے تھے، آپ نے فرمایا کہ: ابو یحیٰی ہو؟ میں نے کہا: جی! فرمایا: آؤ ناشتہ کرو۔ میں نے کہا: میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا (بھی) روزے کا ارادہ ہے لیکن ہمارے اس مؤذن کی بینائی میں برائی ہے یا (فرمایا) کوئی چیز ہے، اور اس نے فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان دی ہے پھر آپ نے مسجد میں جا کر کھانے کو حرام کردیا

اور آپ اذان نہیں کہلواتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ (طبرانی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

۲۶۱...... وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ بِلَالاً أَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اِسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَسْنَانُ فَظَنَنْتُ أَنَّ الْفَجْرَ طَلَعَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَادِيَ بِالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا: أَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ، ثُمَّ أَقْعَدَهُ إِلٰى جَنْبِهِ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالعزیز بن ابی رواد نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بلال نے (ایک دن) فجر سے پہلے اذان دے دی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ اس پر تجھے کس چیز نے ابھارا تو انہوں نے کہا میں بیدار ہوا اس حال میں کہ میں اونگھ رہا تھا تو میں یہ سمجھا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں تین دفعہ پکار لگائیں کہ بے شک بندہ سو گیا تھا، پھر ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ (بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۶۲...... وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ أَنَّ بِلَالاً أَذَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ إِلٰى مَقَامِهِ فَيُنَادِيَ أَنَّ الْعَبْدَ نَامَ، فَرَجَعَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ: هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِي رِجَالِهِ مَطْعُونٌ فِيهِ.

ترجمہ: حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات اندھیرے میں اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اپنی جگہ لوٹ جائے اور یہ پکارے کہ بندہ سو گیا تھا تو وہ اپنی جگہ چلے گئے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور ''امام'' میں کہا کہ یہ عمدہ مرسل ہے اس کے راویوں میں کوئی بھی مطعون نہیں ہے)

۲۶۳...... وَعَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَأْتِي بِسَحَرٍ، فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَآهُ أَذَّنَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: بنی نجار کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میرا گھر مسجد کے اطراف میں لمبے گھروں میں سے تھا، تو بلال سحری کے وقت آتے اور اس کے اوپر بیٹھ کر فجر ہونے کا انتظار کرتے رہتے تھے پھر جب وہ دیکھ لیتے (کہ فجر ہوگئی ہے) تب اذان دیتے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

٢٦٤...... وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن فجر کی اذان دیتا اٹھتے اور فجر کی دو رکعت پڑھتے پھر مسجد تشریف لے جاتے اور کھانا کھانا حرام قرار دے دیتے اور آپ اذان نہیں کہلواتے تھے جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ (طحاوی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند عمدہ ہے)

٢٦٥...... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانُوْا يُؤَذِّنُوْنَ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ. أَخْرَجَهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهِ وَأَبُو الشَّيْخِ فِيْ كِتَابِ الْأَذَانِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ اذان نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ فجر پھوٹ جائے۔ (ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور ابوالشیخ نے کتاب الاذان میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٢٦٦...... وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوْحٌ: أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: نافعؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مؤذن کے بارے میں جن کو مسروح کہا جاتا تھا بیان کرتے ہیں کہ اس نے (ایک دن) صبح ہونے سے قبل اذان دے دی تو حضرت عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ وہ واپس جائے اور (دوبارہ) اذان دے۔ (ابوداؤد اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْأَخْبَارِ أَنَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا إِلَّا بَعْدَ دُخُوْلِ وَقْتِهَا، وَأَمَّا أَذَانُ بِلَالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ فَإِنَّمَا كَانَ فِيْ رَمَضَانَ لِيَنْتَبِهَ النَّائِمُ وَلِيَرْجِعَ الْقَائِمُ لَا لِلصَّلَاةِ، وَأَمَّا فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ ذٰلِكَ خَطَأً مِنْهُ لِظَنِّهٖ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: نیوی کہتا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نماز فجر کے لئے اذان نہیں دی جائے گی مگر وقت داخل ہونے کے بعد، اور جہاں تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان دینا ہے تو ایسا رمضان میں ہوتا تھا تا کہ سونے والا بیدار ہو جائے اور شب بیدار واپس آ جائے (اور سحری کر لے) نہ کہ نماز کے لئے (اذان دی جاتی تھی)، اور غیر رمضان میں جہاں ایسا ہوا ہے تو ان سے غلطی ہوئی تھی ان کے اس گمان کی وجہ سے کہ فجر طلوع ہوگئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مسئلۃ الباب: اذان چونکہ نماز کے وقت کی اطلاع کا نام ہے اس لئے ظاہر ہے قبل دخول الوقت جائز نہ ہونی چاہئے اور مسئلہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں اذان قبل الوقت جائز نہیں، البتہ نماز فجر میں اختلاف ہو رہا ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صبح کی اذان طلوع فجر سے پہلے رات کے چھٹے حصے میں دینا جائز ہے یعنی اذان دیدی تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کا اعادہ ضروری نہیں۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی رائے کے مطابق فجر میں بھی قبل از وقت اذان جائز نہیں، اگر دیدی تو لوٹانا ہوگا۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: باب کی پہلی حدیث (مروی عن ابن عمرؓ) "إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ." ۔ اس صحیح حدیث میں خود حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ بلالؓ رات میں اذان کہتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کی دلیل:

۱...... حدیث ابن عمرؓ کہ ایک دن حضرت بلالؓ نے طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ کی گلیوں میں یہ پکارنے کو کہا 'ان العبد قد نام'، یعنی غلطی کا اظہار کروایا۔ اگر وقت سے قبل اذان صحیح ہے تو اعلان کیوں کروایا؟

۲...... حدیث مرفوع "لا تؤذن حتی یستبین لك الفجر هكذا و مدیده عرضا" [ابوداؤد]

۳......حدیث نمبر ۲۶۶ کے مطابق ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے مؤذن نے قبل الطلوع اذان دیدی تو آپ نے ان سے اذان کا اعادہ کروایا۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱......حضرت بلالؓ کی قبل صبح صادق اذان نماز فجر کے لئے نہیں بلکہ سحری و تہجد کے ہوتی تھی، حدیث ابن مسعودؓ میں "لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُم" کی تصریح ہے یعنی پہلی اذان اس لئے ہوتی تھی کہ جو لوگ پہلے سے بیدار ہیں اور تہجد پڑھ رہے ہیں وہ ذرا آرام کرلیں اور جواب تک سو رہے تھے وہ بیدار ہو کر چند رکعات تہجد کی پڑھ لیں۔ پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ صبح کی اذان قبل الوقت جائز ہے اس لئے کہ یہ بات دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہے اور آپ کی مستدل حدیث میں بھی فجر کی تصریح نہیں۔

۲......اگر بالفرض اذان بلال قبل از صبح صادق نماز فجر کے لئے ہوتی تھی تو پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک مرتبہ بھی اس قبل از وقت اذان پر اکتفاء کا ذکر نہیں بلکہ جب ایسا واقعہ ہوا اذان کا اعادہ کروایا گیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ أَذَانِ الْمُسَافِرِ

وہ روایات جو مسافر کی اذان کے بارے میں آئی ہیں

۲۶۷......عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم دونوں جاؤ تو اذان کہو، پھر اقامت کہو پھر چاہئے کہ تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: سفر میں جہاں دوسرے آدمیوں کے جماعت میں شامل ہونے کی توقع نہ ہو امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک وہاں بھی اذان و اقامت دونوں مسنون ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ

اورامام مالکؒ سے مروی ہے کہ ایسی صورت میں صرف اقامت پر اکتفاء بلا کراہت جائز ہے، اور اذان مسنون نہیں، حدیث باب شافعیہ وحنابلہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق مروی ہے، چنانچہ عام مشائخ حنفیہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کہ بحالتِ سفر اذان واقامت دونوں کہنی چاہئیں۔ [ردالمحتار: ۱/۳۹۴]

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ جَوَازِ تَرْكِ الْأَذَانِ لِمَنْ صَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے ترکِ اذان جائز ہونے کا بیان

۲٦٨......عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا: أَتَيْنَا عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ: أَ صَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: قُوْمُوْا فَصَلُّوْا، وَلَمْ يَأْمُرْ بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُسْلِمٌ وَآخَرُوْنَ.

ترجمہ: اسودؒ اور علقمہؒ نے کہا: ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے، انہوں نے فرمایا کہ کیا ان لوگوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: نہیں! فرمایا اٹھو اور نماز پڑھو اور اذان واقامت کا حکم نہیں دیا۔ (ابن ابی شیبہ، مسلم اور دوسروں نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: شہر میں رہتے ہوئے اگر گھر کے اندر جماعت ہو رہی ہو تو اذان واقامت دونوں کہنا مستحب ہے، لیکن محلہ کی اذان واقامت پر اکتفاء کرتے ہوئے بلا اذان واقامت بھی گھر کی جماعت بلا کراہت درست ہے، حضرت ابن مسعودؓ کا قول مشہور ہے کہ ایسے موقعہ پر فرمایا: ”اذان الحي يكفينا“۔ [ردالمحتار: ۱/۳۹۵]

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

۲٦٩......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ

وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک مکہ معظمہ میں تھے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ کعبہ آپ کے سامنے ہوتا۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۷۰...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا، وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن (کا کچھ حصہ) اترا ہے اور تحقیق آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ رخ کعبہ کی طرف کریں پس تم لوگ اپنا رخ اس کی جانب کرلو، ان کے چہرے (پہلے) ملک شام کی طرف تھا تو وہ کعبہ شریف کی طرف گھوم گئے۔ (شیخین)

۲۷۱...... وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى أَجْدَادِهٖ أَوْ قَالَ: أَخْوَالِهٖ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهٗ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَأَنَّهٗ صَلّٰى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پہلے پہل جب مدینہ آئے تو اپنے ننھیال میں اترے یا کہا (راوی کو شک ہے) انصار میں سے اپنے ماموؤں کے ہاں اترے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھی اور آپ پسند کرتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ شریف) ہو اور یہ کہ آپ نے جو پہلی نماز (اس کی طرف

منہ کرکے) پڑھی (وہ) عصر کی نماز ہے، اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر ان میں سے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ایک آدمی نکلا اور اس کا گذر ایک مسجد پر ہوا جبکہ وہ حالتِ رکوع میں تھے، تو اس شخص نے کہا: میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھی ہے، پس وہ لوگ اسی (نماز کی) حالت میں ہی کعبہ شریف کی طرف گھوم گئے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۲۷۲......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَقَوَّاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے (سب) قبلہ ہے۔ (ترمذی نے اس کو نقل کیا اور صحیح قرار دیا اور بخاری نے اس کو مضبوط کہا)

۲۷۳......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اچھی طرح وضوء کرو پھر قبلہ رو ہو اور تکبیر کہو۔ (مسلم)

۲۷۴......وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَصَفَهَا ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالاً قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ وَرُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا. قَالَ نَافِعٌ: وَلَا أُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: نافعؒ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ان سے جب صلاۃ الخوف کے متعلق پوچھا جاتا تو اس کا طریقہ بیان کرتے (اور) پھر فرماتے: اگر اس سے بھی زیادہ خوف ہو تو نماز پڑھو کھڑے ہو کر اور سوار ہو کر، قبلہ رخ ہو کر یا اس کی طرف رخ کیے بغیر۔ نافعؒ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو ذکر کیا مگر نبی کریم ﷺ سے (نقل کرکے)۔

۲۷۵......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمانے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سواری پر کسی بھی جانب منہ کر کے نفل پڑھ لیا کرتے تھے اور اس پر وتر (بھی) پڑھ لیا کرتے تھے سوائے اس کے کہ آپ فرض نماز اس پر نہیں پڑھتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۷۶......وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِيُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سواری پر بیٹھے ہوئے نفل پڑھ رہے تھے اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے کسی بھی جانب رخ کر کے، اور رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں یہ نہیں کرتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات:

"نحو بیت المقدس والکعبة بین یدیه" (حدیث نمبر ۲۶۹): جب تک آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے مطابق آپ حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان نماز پڑھتے تھے، تاکہ بیت اللہ بھی سامنے رہے اور بیت المقدس کا بھی استقبال ہو جائے، مدینہ پہونچنے کے بعد یہ ممکن نہ رہا کیونکہ مدینہ، مکہ اور بیت المقدس کے درمیان میں ہے، مکہ اس سے جنوب میں اور بیت المقدس شمال میں واقع ہے۔ اس قول کے مطابق اول ہی سے قبلہ بیت المقدس تھا بعد ہجرت حکم بدلا۔ لیکن جمہور کی رائے یہ ہے کہ ابتداءً ملتِ ابراہیمی کے مطابق قبلہ بیت اللہ تھا بعد کو بیت المقدس کی جانب رخ کرنے کا حکم ہوا تالیفاً لقلوب الیهود۔ بعد ازاں دوبارہ تحویلِ قبلہ بجانب بیت اللہ ہوئی۔

"فمر علی أهل مسجد وهم راکعون" (حدیث نمبر ۲۷۱): یہاں مسجد سے مراد مسجد بنی

سلمہ ہے جن کو اگلی نماز ہی میں تحویلِ قبلہ کا علم ہو گیا تھا اور اہلِ قباء کو ایک دن بعد نماز فجر میں، دونوں جگہ نماز کے دوران لوگ بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب گھوم گئے، پہلا واقعہ بنی سلمہ میں ہوا اس وجہ سے بنی سلمہ کی مسجد کو "مسجد القبلتین" کہا جاتا ہے۔

"مابین المشرق والمغرب قبلة" (حدیث نمبر ۲۷۲): یہ حکم اہلِ مدینہ کے لئے جن سے قبلہ جنوباً واقع ہے۔

مسئلۃ الباب:

۱...... نماز میں استقبالِ قبلہ بالاتفاق شرط ہے۔

۲...... سواری کی حالت میں نفل بالاتفاق بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور فرض بالاتفاق نہیں پڑھ سکتے، البتہ وتر کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک پڑھ سکتے ہیں اس لئے کہ وتر ان کے یہاں سنت ہے اور حدیث ابن عمرؓ "وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا" أی علی الراحلة سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) امام صاحبؒ کے نزدیک وتر سوار ہونے کی حالت میں نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ وتر ان کے نزدیک واجب ہے اور حدیث ابن عمرؓ وتر کی نماز واجب ہونے سے قبل زمانہ سے متعلق ہے۔

۳...... اگر خوف بڑھ جائے حالتِ جنگ میں تو سواری کے اوپر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں قبلہ رخ ہوں یا نہ ہوں، البتہ امام صاحبؒ کے نزدیک سوار ہونے کی حالت میں جماعت سے نماز جائز نہیں اور ائمہ ثلاثہؒ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ

نمازی کے آگے سترہ باندھنے کا بیان

۲۷۷...... عَنْ أَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهٗ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوجہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس پر کیا گناہ ہے تو البتہ چالیس (دن، مہینہ، سال) کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہو اس سے کہ وہ اس (نمازی) کے آگے سے گذرے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۷۸ ...... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ: كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ سے غزوہ تبوک میں نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی طرح۔ (مسلم)

۲۷۹ ...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ. قُلْتُ: يَا أَبَاذَرٍّ! مَابَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا بْنَ أَخِيْ! سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَقَالَ: اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: عبداللہ بن صامتؒ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو چھپا لے گی جب اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کی برابر کوئی چیز ہو، پس اگر اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ نہ ہو تو بے شک اس کی نماز گدھا، عورت اور کالا کتا توڑ دیتا ہے۔ میں نے کہا: اے ابوذر! کیا فرق ہے کالے کتے میں اور لال اور پیلے کتے میں؟ کہا: اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (بخاری کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۸۰ ...... وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا

وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے آگے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے مثل چیز رکھدے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھ لے اور اس کے پیچھے سے گذرنے والی چیزوں کی پرواہ نہ کرے۔ (مسلم)

۲۸۱...... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز توڑ دیتی ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۲...... وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم اپنی زمین میں تھے اور آپ کے ساتھ عباسؓ بھی تھے پھر آپ نے کھلے صحراء میں نماز پڑھی، آپ کے سامنے سترہ نہیں تھا اور ہمارے گدھے اور کتے آپ کے سامنے کھڑے تھے، آپ کو اس کی پرواہ (بھی) نہیں تھی۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۳...... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ عَلٰى حِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَنَزَلْنَا عَنْهُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ يَأْكُلُ مِنْ بَقْلِ الْأَرْضِ أَوْ قَالَ: نَبَاتِ الْأَرْضِ، فَدَخَلْنَا مَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَجُلٌ: أَكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ؟ قَالَ: لَا. رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اور بنی ہاشم میں سے ایک لڑکا ایک گدھے

پر (سوار ہو کر) آئے پس ہم نبی ﷺ کے سامنے سے گذرے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، پھر ہم اس سے اتر گئے اور ہم نے گدھا چھوڑ دیا (کہ) وہ زمین کی سبزی یا کہا (راوی کو شک ہے) زمین کی اگی ہوئی چیزیں چرتا رہے۔ پس ہم (بھی) آپ کے ساتھ نماز میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ کیا آپ ﷺ کے سامنے کوئی برچھی (نما لکڑی) تھی؟ فرمایا: نہیں۔ (ابو یعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور اس کے رواۃ صحیح درجہ کے ہیں)

٢٨٤......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَمَرَّ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حِمَارٌ، فَقَالَ عَيَّاشُ بْنُ رَبِيْعَةَ: سُبْحَانَ اللهِ، سُبْحَانَ اللهِ، سُبْحَانَ اللهِ. فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنِ الْمُسَبِّحُ آنِفًا سُبْحَانَ اللهِ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ. قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کے آگے سے ایک گدھا گذرا پس عیاش بن ربیعہؓ نے کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا (تو) فرمایا کہ: تھوڑی دیر قبل سبحان اللہ (کہہ کر) تسبیح کہنے والا کون تھا؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، بے شک میں نے سنا ہے کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔ (دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٢٨٥......وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: سالم بن عبد اللہؒ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ان میں سے کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی جو نمازی کے آگے سے گذرے۔ (مالک، اور سند صحیح ہے)

٢٨٦......وَعَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (سالمؒ) نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی چیز (بھی) مسلمان کی نماز کو نہیں توڑتی۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۷..... وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَادْرَأُوْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے کہ حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی چیز (بھی) مسلمان کی نماز نہیں توڑتی اور نماز سے (ان چیزوں کو) دور کرو جتنا ہو سکے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۸......وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اپنے چہرے کے آگے (یعنی سامنے) کوئی چیز رکھ لے، پس اگر وہ نہ پائے تو لاٹھی کھڑی کر دے، پس اگر اس کے پاس لاٹھی (بھی) نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ایک خط کھینچ لے پھر جو اس کے آگے سے گذرے گا (وہ) اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

بحث اول: "سترة" أي ما يستتر به وہ چیز جس کو آڑ یا پردہ بنایا جا سکے۔ شریعت میں سترہ وہ چیز کہلاتی ہے جو نمازی کے سامنے رکھدی جائے تا کہ اس کی جائے سجود ممتاز ہو جائے اور گذرنے والا اس کی جائے سجود کے اندر سے نہ گذرے، چاہے وہ لاٹھی ہو یا دیوار ہو یا انسان یا پردہ وغیرہ۔

بحث ثانی: سترہ کا حکم!

(۱) اہل ظواہر کے نزدیک نمازی کا اپنے آگے سترہ رکھنا واجب ہے۔

(۲) جمہور وائمہ اربعہؒ کے نزدیک سنت ہے۔

اہلِ ظواہر کی دلیل: حدیث ابو ہریرہؓ "إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا" اس میں امر ہے اور امر برائے وجوب ہے۔

جمہور کی دلیل: حدیث فضل بن عباسؓ و عبداللہ بن عباسؓ "صَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ" کہ آپ ﷺ نے کھلی صحراء میں بلاسترہ قائم کئے نماز پڑھی۔ اگر امر والی حدیث کو استحباب و سنیت پر حمل کردیا جائے تو احادیث کے درمیان تطبیق ہوجائے گی۔

بحثِ ثالث: لمبائی میں سترہ کی مقدار کم از کم ایک ذراع ہے حدیثِ عائشہؓ مرفوعاً میں ہے: "كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ" اور چوڑائی کے متعلق راجح قول یہ ہے کہ کم از کم ایک انگلی کی موٹائی میں ہو۔

بحثِ رابع: اگر سترہ کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

حدیث ابو ہریرہؓ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "فَلْيَخُطَّ خَطًّا" یعنی اپنے سامنے زمین پر لکیر اور خط ہی کھینچ لے، اس حدیث کی بناء پر امام احمدؒ، ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ فی روایۃ سترہ بالخط کے قائل ہیں، ابن الہمام حنفیؒ فرماتے ہیں کہ چوڑائی اور لمبائی محرابی شکل میں بنائے اور یہ حدیث گو ضعیف ہے مگر فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کرلیا جاتا ہے لہٰذا اصل مقصود یعنی نمازی کی جمع خاطر اور یکسوئی کے لئے اس کے مطابق عمل اولیٰ ہونا چاہئے۔ امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ خط کا اعتبار نہیں کرتے اس لئے کہ وہ دور سے نظر نہیں آتا اور سترہ کا جو فائدہ ہے یعنی جائے سجود کا ممتاز ہونا وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا، اور جو حدیث پیش کی گئی ہے اس میں ایک مجہول راوی ہے۔ [الدر المنضود و رد المحتار ملخصاً]

بحثِ خامس: نمازی کا اس کے سامنے سے گذرنے والے کو روکنا ہاتھ کے اشارے سے یا سبحان اللہ پڑھ کر ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مستحب ہے اور ائمہ احنافؒ صرف سبحان اللہ پڑھنے کی صورت کو اختیار کرتے ہیں۔ حدیث انسؓ میں اس کا ذکر ہے۔

بحثِ سادس: نمازی کے آگے سے کسی کا گذرنا قاطعِ صلاۃ ہے یا نہیں؟

(۱) اہلِ ظواہر کے نزدیک عورت، گدھے اور کتے کا نمازی کے آگے سے گذرنا قاطعِ صلاۃ ہے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک صرف کتا کا نمازی کے آگے سے گذرنا قاطعِ صلاۃ ہے کسی اور جانور کا گذرنا قاطع نہیں، البتہ فرماتے ہیں "وفی قلبی من الحمار والمرأۃ شیٔ"۔ [رحمۃ الامۃ، ص:۴۱]

(۳) جمہور علماء وائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک کسی کا نمازی کا آگے سے گذرنا قاطع صلاۃ نہیں۔

اہلِ ظواہر کی دلیل: حدیثِ انسؓ "يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ"۔

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث انسؓ، البتہ "باب الوضوء بمس المرأة" میں مذکور حدیثِ عائشہؓ "كان رسول الله ﷺ ليصلي واني لمعترضة بين يديه اعتراض الجنازة" سے عورت کا، اور باب کی حدیث فضل ابن عباسؓ "صَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالَى بِذٰلِكَ" سے گدھے کا استثناء ہوتا ہے۔

جمہور وائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: کئی حدیثیں مثلاً "لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ" یہ حدیث مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح مروی ہے۔

اہلِ ظواہر وامام احمدؒ کو جواب:

۱...... مذکورہ چیزوں سے نماز کے ٹوٹ جانے کا حکم منسوخ ہو چکا جس پر دلیل وہ احادیث ہیں جن میں کسی چیز سے نماز کے نہ ٹوٹنے کا حکم ہے، آپ ﷺ کے بعد جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے بھی اسی بات کا فتویٰ دیا، خود امام احمدؒ بھی عورت اور گدھے کا استثناء کرتے ہیں اور سابقہ حدیث کو ان دونوں کے حق میں منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲...... یا پھر "قطع" سے خشوع وخضوع اور اطمینان کا قطع مراد لیا جائے، اس طرح دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

بحثِ سابع:

باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا جس کی وجہ سے اس کی نماز میں خلل اور بے اطمینانی آجائے یا خشوع وخضوع میں فرق آجائے بہت بڑا گناہ ہے۔ تاہم ایسا بھی نہیں کہ کسی صورت گذرنا جائز نہ ہو، بلکہ جب اصل علت یعنی قطعِ خشوع نہ ہو تو گذرنا جائز ہوگا۔ فقہاء سے اس سلسلے میں تین اقوال منقول ہیں:

(۱) خشوع وخضوع والی نماز میں بحالتِ قیام جہاں تک نمازی کی نگاہ پہنچے اس سے آگے سے گذرنا جائز ہے۔
(۲) تین صف چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔ (۳) جائے سجود سے ہٹ کر گذرنا جائز ہے۔
یہ تفصیل بڑی مسجد سے متعلق ہے، اگر مسجد ساٹھ یا چالیس گز یا اس سے کم رقبہ پر ہو تو پوری مسجد مکانِ واحد کے حکم میں ہے، اور نمازی کے آگے سے گذرنا مطلقاً جائز نہیں۔ [ردالمحتار والدر المنضود]

بَابُ الْمَسَاجِدِ

مسجدوں کا بیان

۲۸۹...... عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنائے گا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۰...... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاةٍ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ ضِعْفًا. وَذٰلِكَ، أَنَّهٗ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ. فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ، اس کی گھر اور بازار کی نماز سے پچیس گنا بڑھی ہوئی ہے اور یہ اس لئے کہ

جب وہ وضوء کرتا ہے تو اچھی طرح وضوء کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے، اسے نہیں نکالتی (کوئی چیز) مگر نماز، وہ کوئی قدم نہیں رکھتا مگر اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور ایک خطاء مٹادی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے مسلسل اس کے لئے جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں ہوتا ہے نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور مسلسل تم میں سے ہر ایک نماز میں ہوتا ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۱...... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ أَسْوَاقُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں اور سب سے بری جگہ بازار ہیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۹۲...... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے جو اس کے علاوہ میں ہوں سوائے مسجد حرام کے۔ (شیخین نے روایت کیا)

۲۹۳...... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتّٰى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے (اعمال کے) اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا (بھی) جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔
(ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۲۹۴...... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (انسؓ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس

(گناہ) کا کفارہ اس (تھوک) کو دفن کرنا ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۵......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسَانُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس بد بودار درخت سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو (بھی) ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۶......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا: لاَ أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسجد میں کسی کو بیچتے ہوئے یا خریدتے ہوئے دیکھو تو کہو کہ اللہ تیری تجارت کو نفع نہ دے۔ (نسائی اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا)

۲۹۷......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَوُجُوْهُ بُيُوْتِ أَصْحَابِهٖ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ يَنْزِلَ فِيْهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ؛ فَإِنِّيْ لاَ أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَ لاَ لِجُنُبٍ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آئے جبکہ آپ کے اصحاب کے گھروں کے منہ (دروازے) مسجد میں کھلے ہوئے تھے، پس آپ نے فرمایا ان گھروں کے (رخ) مسجد سے پھیر دو، پھر نبی کریم ﷺ (کچھ وقت گذرنے کے بعد مسجد میں) داخل ہوئے جبکہ لوگوں نے کچھ نہیں کیا امید کرتے ہوئے کہ ان کے بارے میں کوئی گنجائش اترے گی، تو آپ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ ان گھروں کو مسجد سے پھیر دو اس لئے کہ بے شک میں کسی حائضہ اور جنبی کے

لئے مسجد کو حلال قرار نہیں دے سکتا۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۹۸......وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ یا حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ کہے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (یعنی اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے) اور جب نکلے تو چاہئے کہ وہ کہے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" (یعنی اے اللہ میں آپ سے آپ کا فضل مانگتا ہوں)۔ (مسلم)

۲۹۹......وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ دو رکعت پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۳۰۰......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (راوی نے) کہا کہ ایک آدمی مؤذن کے اذان دینے کے بعد (مسجد سے) نکلا، تو آپؓ نے کہا: بہر حال یہ، تو تحقیق اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی، پھر کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان دے دی جائے تو تم میں سے کوئی ایک بھی نہ نکلے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے رواۃ صحیح درجہ کے ہیں)

مسئلۃ الباب: مسجد شعائر اللہ میں سے ہے اس کے خوب احترام کا حکم دیا گیا ہے، باب کی احادیث میں مسجد کے چند آداب اور حقوق کا بیان ہے۔

قولہ "اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلاۃ": ابن ماجہ ایک روایت میں اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے کو "منافق" کہا گیا ہے مگر اسی روایت میں یہ بھی تصریح ہے کہ "ایسا شخص کسی ضرورت کے بغیر نکلا ہو اور مسجد میں واپس آنے کا ارادہ بھی نہ ہو" تب تو وہ وعید کا مستحق نہیں ہوگا ورنہ نہیں۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ بلا عذر مسجد سے بعد از اذان باہر نکلنا مکروہ ہے البتہ عذر کی تفصیل میں کچھ اختلاف ہے، احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص دوسری مسجد میں امامت یا اذان یا تنظیم جماعت کا ذمہ دار ہو یا اپنی نماز پہلے پڑھ چکا ہو، یا کوئی ضروری کام پیش آ گیا ہو اور کسی دوسری جگہ جماعت ملنے کی امید ہو تو اس کے لئے خروج بعد الاذان جائز ہے۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجد جانے کا بیان

۳۰۱......عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوْا لَهُنَّ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں رات میں مسجد کی طرف (جانے کے لئے) تم سے اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔ (ابن ماجہ کے سوا جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۰۲......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو، اور انہیں (عورتوں کو) چاہئے کہ بدبودار ہو کر (یعنی نہایت سادگی میں) نکلیں۔ (احمد، ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۰۳......وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو مسجدوں سے نہ روکو، اور انہیں (عورتوں کو) چاہئے کہ بدبودار ہو کر (یعنی نہایت سادگی میں) نکلیں۔ (احمد، بزار اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۳۰۴......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر نبی ﷺ اس کو پاتے جو عورتوں نے (نئے نئے طریقے) پیدا کئے ہیں تو ضرور ان کو مسجد سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائی کی عورتیں روک دی گئیں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۳۰۵......وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت خوشبو لگائے تو وہ ہمارے ساتھ آخری عشاء (نماز عشاء) میں حاضر نہ ہو۔ (مسلم، ابوداود، نسائی)

۳۰٦......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُوَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ. قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ. قَالَ: فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ أَقْصٰى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهٖ

فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سوید انصاریؒ اپنی پھوپھی ام حمید سے جو کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میں آپ کے ساتھ (یعنی مسجد میں) نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو حالانکہ تمہارا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنے گھر (کے صحن) میں نماز سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنی قوم کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا تمہارے لئے میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے۔ (راوی نے) کہا پس انہوں نے حکم دیا تو ان کے لئے ان کے گھر کے انتہائی اندر اندھیری جگہ مسجد بنائی گئی، تو وہ اسی میں نماز پڑھتی تھیں یہاں تک کہ وہ اللہ بزرگ و برتر سے جا ملیں۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۰۷...... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا صَلَّتِ امْرَأَةٌ خَيْرٌ لَهَا مِنْ قَعْرِ بَيْتِهَا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ أَوْ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا امْرَأَةٌ تَخْرُجُ فِيْ مَنْقَلَيْهَا يَعْنِيْ خُفَّيْهَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت اپنے گھر کے بالکل کونے کے حصے میں نماز پڑھتی رہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوائے اس کے کہ وہ مسجدِ حرام ہو یا مسجدِ نبوی ﷺ ہو مگر یہ کہ کوئی عورت اپنے منقلین یعنی موزوں میں نکلے۔ (طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے راوی صحیح درجہ کے ہیں)

۳۰۸...... وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا كَانَ لَهَا خَلِيْلٌ تَلْبَسُ الْقَالِبَيْنِ تَطُوْلُ بِهَا لِخَلِيْلِهَا، فَأَلْقَى اللهُ عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَ، فَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: أَخْرِجُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجَهُنَّ اللهُ.

قُلْنَا: مَا الْقَالَبَيْنِ؟ قَالَ: رَفِيْضَتَيْنِ مِنْ خَشَبٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُه' رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعودؓ) نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے، تو عورت جب اس کا کوئی دوست ہوتا تو وہ قالبین پہنتی اس کے ذریعے اپنے دوست کے لئے لمبی ہو جاتی تھی، پس اللہ نے ان (عورتوں) پر حیض ڈال دیا، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ان عورتوں کو اس جگہ سے نکالو جہاں سے اللہ نے ان کو نکالا۔ ہم نے کہا: قالبین کیا ہے؟ فرمایا کہ لکڑی کی بنی ہوئی جوتیاں۔ (طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے روات صحیح درجہ کے ہیں)

۳۰۹......وَعَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّه' رَأَى عَبْدَ اللهِ يُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَقُوْلُ: اُخْرُجْنَ إِلَى بُيُوْتِكُنَّ خَيْرٌ لَكُنَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُه' مُوَثَّقُوْنَ.

ترجمہ: ابو عمرو شیبانیؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال رہے تھے اور کہہ رہے تھے "اپنے گھر چلی جاؤ (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے"۔ (طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے روات معتبر قرار دیئے گئے ہیں)

مسئلۃ الباب: عورتوں کا مسجد میں جانا کیسا ہے؟!

حضرت عائشہؓ جو مزاج شناسِ نبوت تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ "اگر حضور اکرم ﷺ عورتوں کی موجودہ حالت کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے" یہ خیر القرون کے زمانہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تاثر ہے، آج کس قدر بگاڑ ہے اس کا اندازہ ہر ذی شعور کر سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ فرمادی کہ "ولیخرجن تفلات" یعنی اس حال میں مسجد کو جائیں کہ میلی کچیلی ہوں صاف ستھری حالت میں نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا "وبیوتھن خیر لھن" کہ گھر ان کے حق میں زیادہ بہتر

ہے۔ بعد میں جب حضرت عمرؓ نے اہلِ زمانہ کے حالات یکسر بدلتے دیکھا اور عورتوں کے مسجد میں آنے جانے سے سخت فتنہ کا اندیشہ ہونے لگا تو مطلقاً عورتوں کا مسجد میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا، صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اس پر نکیر کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔ مگر چونکہ حضرت عمرؓ کا مذکورہ فیصلہ بڑی حکمتوں اور دفعِ مضرت پر مبنی تھا بالکل خروجِ نساء الی المساجد کے عدم جواز کی بناء پر نہیں، اس لئے فقہاء نے خروج النساء الی المساجد کے لئے چار لازمی شرطیں احادیث کی روشنی میں ذکر کی ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) مرد وزن کا اختلاط نہ ہو۔ (۲) زینت اختیار نہ کریں۔ (۳) خوشبو لگا کر نہ آئیں۔ (۴) کسی قسم کا خوفِ فتنہ نہ ہو۔

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

نماز کے طریقے سے متعلق ابواب

بَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرِ

نماز کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہونے کا بیان

۳۱۰......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اچھی طرح وضوء کرو پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہو۔ (شیخین)

۳۱۱......وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَفِيْ إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریمہ اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل (نماز سے باہر نکلنا) سلام کہنا ہے۔ (نسائی کے

علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)

۳۱۲......وَعَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ رو ہوتے اور اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۱۳......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيْرُ وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيْمُ. رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ كِتَابِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ: وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کی کنجی اللہ اکبر کہنا اور اس کا پورا سلام کہنا ہے۔ (ابونعیم نے اس کو کتاب الصلاۃ میں روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ بالاتفاق فرض ہے البتہ تکبیر تحریمہ کے الفاظ میں ائمہ کا اختلاف ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابویوسفؒ صیغہ تکبیر کو فرض قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک کوئی دوسرا صیغہ جو تعظیم پر دلالت کرتا ہو "تکبیر" کے قائم مقام نہیں۔ پھر امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک خاص "اللہ اکبر" کہنا ضروری ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک "اللہ الاکبر" کی بھی گنجائش ہے اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک "اللہ الکبیر" بھی جائز ہے۔ [رحمۃ الامۃ]

(۲) امام ابوحنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک تعظیم رب پر دلالت کرنے والا کوئی سا بھی لفظ کافی ہے، مثلاً: اللہ اجل، اللہ اعظم۔ البتہ خاص "اللہ اکبر" کہنا واجب ہے اس کے چھوٹنے سے اعادۂ صلاۃ لازم ہے۔ [ردالمحتار: ۱/۴۷۹]

ائمہ ثلاثہ وامام ابویوسفؒ کی دلیل:

۱......حدیث علیؓ "تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ"۔ لفظِ تکبیر میں حصر ہے۔

۲......حدیث عبداللہؓ "مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيْرُ" ۔لفظِ تکبیر میں حصر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ وامام محمدؒ کی دلیل:

آیتِ قرآنی ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ اس میں عموم ہے مطلق اسم رب سے نماز شروع کرنے کا ذکر ہے، صیغۂ تکبیر کی خصوصیت نہیں۔

ائمہ ثلاثہؒ وامام ابویوسفؒ کو جواب:

حدیث میں صیغۂ تکبیر کی جو تخصیص کی گئی ہے وہ خبرِ واحد ہونے کی بناء پر قطعی الثبوت نہیں، لہٰذا اس سے فرضیت تو ثابت نہیں ہوگی، البتہ وجوب ضرور ثابت ہوگا۔

فائدہ: صفۃ الصلاۃ کے ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان ماموارت کا کوئی درجہ "واجب" وغیرہ نہیں، چنانچہ وہ حضرات خبرِ واحد سے بھی فرضیت کو ثابت کرتے ہیں اور احناف کے یہاں فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض اعتقادی جس کا ثبوت نص قطعی کا محتاج ہے۔ (۲) فرضِ عملی جس کا ثبوت نص ظنی اور خبر واحد سے بھی ہوجاتا ہے اور اسی فرضِ عملی کا دوسرا نام ان کے نزدیک "واجب" ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَبَيَانُ مَوَاضِعِهٖ

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھانے اور اس کی جگہوں کا بیان

٣١٤......عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کندھوں تک کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے، جب نماز شروع کرتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٣١٥......وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے ......حدیث کے آخر تک۔(پانچوں نے اس کو روایت کیا اور احمد و ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۳۱۶......وَعَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ الْحَدِيْثَ. أَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو (اتنا) اٹھاتے کہ وہ دونوں (ہاتھ) آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے تھے۔(نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے صحیح قرار دیا)

۳۱۷......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو دراز کرتے ہوئے اٹھاتے تھے۔(ابن ماجہ کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۱۸......وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان دونوں (ہاتھوں) کو اپنے کانوں کے برابر کر لیتے تھے۔ایک اور روایت میں ہے "یہاں تک کہ ان دونوں کو اپنے کانوں کے اوپر کے حصوں کے برابر کر لیتے تھے۔(مسلم)

۳۱۹......وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا (کہ) آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر کہا، ہمام (راوی) نے بیان کیا کہ (آپ نے ہاتھوں کو) کانوں کے برابر تک (اٹھایا)۔ (مسلم)

۳۲۰...... وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُوْرِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (وائل بن حجرؓ) نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا، آپ نے فرمایا: پھر (جب) میں (دوسری مرتبہ) ان کے پاس آیا تو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھوں کو سینے تک اٹھا رہے تھے اور ان پر ترکی ٹوپی اور چادریں تھیں۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: چار فقہی مسائل کا بیان!

پہلا مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم کیا ہے؟

ائمہ اربعہؒ کے یہاں سنت اور ابن حزم ظاہریؒ و امام اوزاعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔

دوسرا مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ کب اٹھائے جائیں؟

ائمہ ثلاثہؒ کے یہاں تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھانے چاہئے جبکہ احنافؒ کے یہاں تین روایتیں ہیں: (۱) صاحب بدائع و محیط نے مقارنت (ساتھ ساتھ اٹھانا) کو اختیار کیا ہے۔ (۲) ہدایہ میں پہلے ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (۳) بعض کے نزدیک پہلے تکبیر کہے پھر ہاتھ اٹھائے صاحب ہدایہ کا قول زیادہ پسندیدہ ہے۔ [ردالمحتار: ۱/۴۸۲]

تیسرا مسئلہ: ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں؟!

(۱) امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک کندھوں تک۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کانوں کی لو تک۔

(۳) امام احمدؒ سے تین روایتیں ہیں، مشہور یہ ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو کندھے تک اٹھائے اور چاہے تو کان تک اٹھائے۔

احادیث کے درمیان تطبیق:

۱......بعض حدیثوں میں "حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ" یعنی کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

۲......اور بعض حدیثوں میں "حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ" کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

۳......اور بعض حدیثوں میں "...... فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ" کانوں سے اوپر تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

۴......بعض حدیثوں میں "يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ إِلٰى صُدُوْرِهِمْ" سینہ تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عام حالت میں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلی کندھے تک اور انگوٹھے کانوں کی لوتک اور انگلیاں کانوں سے اوپر چلی جائیں۔ اور جب کوئی مجبوری ہو تو سینہ تک بھی ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں۔ [ردالمحتار:۱/۴۸۲]

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

۳۲۱......عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ أَبُوْحَازِمٍ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھے۔ ابو حازم نے کہا کہ میں یہی جانتا ہوں کہ حضرت سہلؓ اس (حکم) کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرتے تھے۔ (بخاری)

۳۲۲......وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا (کہ) آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا جب آپ نماز میں داخل ہوئے اور آپ نے اللہ اکبر کہا پھر

اپنے کپڑے کو سمیٹا پھر (اپنے) دائیں (ہاتھ) کو بائیں (ہاتھ) پر رکھا۔ (احمد اور مسلم نے روایت کیا)

۳۲۳......وَعَنْهُ قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (وائلؓ) نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور گٹے اور بازو (کلائی) پر رکھا۔ (احمد، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا اور سند صحیح ہے)

۳۲۴......وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ (ایک مرتبہ) نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ دیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ نے ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔ (ترمذی کے علاوہ چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں بحالتِ قیام دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا جمہور علماء وائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مسنون ہے اور امام مالکؒ سے اس سلسلے میں تین روایتیں ہیں:

(۱) مشہور روایت کے مطابق مطلقاً ہاتھوں کو سیدھا چھوڑ دینا چاہئے۔

(۲) فرائض میں ارسال بہتر ہے اور نوافل میں وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ جائز ہے۔

(۳) مطلقاً وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ سنت ہے۔ [بدایۃ المجتہد، الدر المنضود]

باب کی احادیث سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ مطلقاً وضع الیمنیٰ سنت ہے۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھنے کا بیان

۳۲۵......عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ،

وَفِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ، وَزِيَادَةُ "عَلَى صَدْرِهِ" غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے سینۂ مبارک پر رکھا۔ (ابن خزیمہ نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور "علی صدرہ" کا اضافہ غیر محفوظ ہے)

۳۲۶......وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هٰذِهِ عَلَى صَدْرِهِ. وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصِلِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ لٰكِنْ قَوْلُهُ: عَلَى صَدْرِهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

ترجمہ: قبیصہ بن ہلب روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو (نماز کے بعد) دائیں اور بائیں جانب جاتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کو اپنے سینہ پر رکھتے تھے۔ یحیٰ نے بیان کیا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جوڑ (گٹے) کے اوپر (رکھتے تھے)۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے مگر راوی کا قول "علی صدرہ" یعنی اپنے سینہ کے اوپر کہنا غیر محفوظ ہے)

۳۲۷......وَعَنْ طَاؤُسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: طاؤس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نماز کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر ان دونوں (ہاتھوں) کو اپنے سینۂ مبارک پر باندھ لیتے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو مراسیل میں روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

قَالَ النِّيمَوِيُّ: وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ أُخَرُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں۔

مسئلۃ الباب: باب کی احادیث بحالتِ قیام سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ تفصیلی کلام آرہا ہے۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ السُّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان

۳۲۸......عَنْ جَرِيْرِ الضَّبِّيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُمْسِكُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَزِيَادَةُ "فَوْقَ السُّرَّةِ" غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

ترجمہ: جریر ضبیؒ نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ذریعے گٹے پر ناف کے اوپر پکڑے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور "فوق السرّۃ" یعنی ناف کے اوپر کا اضافہ غیر محفوظ ہے)

۳۲۹......وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيْدًا أَيْنَ تَكُوْنُ الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ فَوْقَ السُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ، فَسَأَلْتُهٗ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ: ابوالزبیرؒ کہتے ہیں: مجھے عطاءؒ نے حکم دیا کہ سعید (بن جبیرؒ) سے پوچھوں کہ نماز میں دونوں ہاتھ کہاں ہوں؟ ناف کے اوپر یا ناف سے نیچے، پس میں نے ان سے پوچھا تو سعیدؒ نے جواب دیا کہ ناف کے اوپر (ہونے چاہئے)۔ (بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے)

مسئلۃ الباب: باب کی حدیثیں بحالتِ قیام ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ تفصیلی کلام آرہا ہے۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ

ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا بیان

۳۳۰......عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: علقمہ بن وائلؒ سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۱...... وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَامِجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتُه، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَضَعُ؟ قَالَ: يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُه صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حجاج بن حسانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابومجلزؒ سے سنا یا میں نے ان سے پوچھا (راوی کو شک ہے) کہا کہ میں نے کہا: میں ہاتھ کیسے باندھوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کے اندرونی حصہ (ہتھیلی) کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے گا اور ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف سے نیچے رکھے گا۔ (ابوبکر ابن ابی اشیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۲...... وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: يَضَعُ يَمِيْنَه عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُه حَسَنٌ.

ترجمہ: ابراہیمؒ نے کہا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: باب کی حدیثیں بحالتِ قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

فقہاء کے اقوال:

(۱) امام شافعیؒ اور مالکؒ (وضعِ یدین والی روایت کے مطابق) کے نزدیک ناف سے اوپر اور سینہ سے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ [رحمۃ الأمۃ، ص:۳۲]

امام شافعیؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱...... حدیث وائل بن حجرؓ: "وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ"

۲...... حدیث قبیصہ بن ھلب عن أبیہ: "رَأَيْتُه يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ"۔

۳......حدیث طاؤسؒ مرسلاً: '' ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلٰى صَدْرِهٖ ''۔

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل:

۱......حدیث وائل بن حجرؓ: '' يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ '' مگر یہ حدیث سنداً صحیح ہونے کے باوجود متناً مضطرب ہے۔

۲......حدیث علیؓ: '' من السنة وضع الكف على الكف فى الصلاة تحت السرة ''
[ابن أبي شیبہ]

۳......قول أبي مجلزؒ: '' يَجْعَلُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ ''۔

۴......قول ابراہیم النخعیؒ: '' يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ ''۔

امام شافعیؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱......حدیث وائلؓ میں '' على صدره '' کا اضافہ غیر محفوظ ہے، اس کی سند میں مؤمل بن اسماعیل ہیں جو کہ انتہائی ضعیف ہیں، بجز ان کے کسی نے '' على صدره '' نقل نہیں کیا۔ [التعلیق الحسن]

۲......حدیث قبیصہ میں دیگر قوی روایات کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس روایت میں تصحیف ہوئی ہے، اصل روایت '' يضع هذه على هذه '' ہے کسی نے غلطی سے اس کو '' يضع هذه على صدره '' پڑھ دیا۔

۳......حدیث طاؤس مرسل ضعیف ہے لہذا قابلِ استدلال نہیں۔

خلاصۂ بحث: صحیح بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں فریقین کے دلائل پر کلام ہے، کسی کے پاس صحیح اور صریح حدیث مرفوع نہیں جس کو واجب العمل کہا جاسکے کما قال ابن الہمام، البتہ فقہاء کرام کا ترجیح میں اختلاف ہو رہا ہے، حنفیہ تحت السرّۃ کو اور شافعیہ تحت الصدر کو ترجیح دیتے ہیں، ہماری طرف سے کہا گیا ہے کہ نماز مظہر تعظیم ہے اور قیام تعظیمی میں معہود وضع تحت السرّہ ہے، ہاں اظہارِ عشق کی صورت میں وضع علی الصدر ہی ہوتا ہے کما قال المتنبي في قافية الباء:

حاولن تفديتي وخفن مراقبا — فوضعن أيدهن فوق ترائبا

حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ کے درس میں وضع علی الصدر کی تائید میں کسی طالب

علم نے اس شعر کو پیش کیا، اس پر مولانا موصوفؒ نے برجستہ فرمایا کہ نبی کے مقابلہ میں متنبی (نبوت کا دعویدار) کا قول پیش کرتے ہو؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔[الدر المنضود بتغیر]

بَابُ مَايُقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ

تکبیر تحریمہ کے بعد جو کچھ پڑھنا چاہئے

۳۳۳...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً. قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً. فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَاتَقُوْلُ؟ قَالَ: أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلاَّ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان تھوڑا خاموش رہتے۔ (راوی کہتے ہیں) میں سمجھتا ہوں کہ انہوں (ابو ہریرہؓ) نے "تھوڑی دیر" کہا، پس میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپ کا چپ رہنا آپ اس میں کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں پڑھتا ہوں: "اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ ...... الخ" (ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسے آپ نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے۔ (ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۳۴...... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ

لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ. وَإِذَا رَكَعَ قَالَ ...... إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ.

ترجمه: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا ...... الخ"، یعنی میں نے توجہ کی اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، اور میری قربانی اور میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا، اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، پس تو میرے تمام گناہوں کو معاف فرما، بے شک تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اور مجھے ہدایت عطا فرما بے شک تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت دینے والا نہیں، اور اس (اخلاق) کی برائی کو مجھ سے پھیر دے تیرے سوا کوئی اس کی برائی کو مجھ سے پھیرنے والا نہیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور تمام بھلائی آپ کے ہاتھ میں ہے، اور برائی آپ کی طرف نہیں آسکتی، میں آپ کے ساتھ اور آپ کی طرف پناہ پکڑتا ہوں، آپ بابرکت ہیں، اور آپ بہت بلند ہیں (اور) میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں"، اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے ...... حدیث کو آخر تک پڑھ لیجئے۔ (مسلم نے اس کو باب صلاۃ اللیل میں روایت کیا ہے)

۳۲۵ ...... وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ

يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، ثُمَّ يَقْرَأُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نفل نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے "اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا ...... الخ" یعنی اللہ سب سے بڑا ہے، میں متوجہ ہوتا ہوں اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، اور میری قربانی اور میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا، اور میں فرماں برداروں میں سے پہلا ہوں۔ اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے، میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ"، پھر آپ قرأت فرماتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

۳۳۶...... وَعَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْمُفْرَدِ فِي الدُّعَاءِ وَإِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حمید طویلؒ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ......" الخ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (طبرانی نے اپنی دعا سے متعلق مستقل کتاب میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے)

۳۳۷...... وَعَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : اسودؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ......" الخ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۸......وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ، يُسْمِعُنَا ذٰلِكَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ : ابووائلؒ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ......" الخ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (دارقطنی اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلة الباب: تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے کوئی دعاء پڑھی جائے یا نہیں؟

(۱) امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ ثناء ہو یا توجیہ کوئی دعا نہ پڑھی جائے، فوری قرأت ہو۔

(۲) جمہور علماء وائمہ ثلاثہ دعاء استفتاح کے قائل ہیں، اس سلسلے میں احادیث میں بکثرت دعائیں وارد ہوئی ہیں، زیادہ ثواب کون سی دعا پڑھنے میں ہے؟ اس میں اقوال ہیں:

۱......امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ ومحمدؒ "سبحانک اللھم ......" الخ یعنی ثناء پڑھنے کو اختیار کرتے ہیں۔

۲......امام شافعیؒ دعاء توجیہ "انی وجھت وجھی للذی......" الخ کو اختیار کرتے ہیں۔

۳......امام ابویوسفؒ ثناء اور دعاء توجیہ کو جمع کرنے کے قائل ہیں۔

احناف کے یہاں مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ فرائض میں تو صرف ثناء پڑھے، باقی نوافل میں اس کے ساتھ جونسی دعا چاہے پڑھ لے۔ [رحمۃ الامۃ ورد المختار]

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث انسؓ: "کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"

جمہور کی دلیل: باب کی تمام مرفوع وموقوف حدیثیں جو حضرات ابو ہریرہؓ، علیؓ، محمد بن مسلمہؓ، انس بن مالکؓ، عمرؓ وعثمانؓ سے منقول ہیں اور ان میں تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ پڑھنے کا ذکر ہے۔

امام مالکؒ کو جواب: حدیث انسؓ مذکور میں جہری قرأت کی ابتداء مراد ہے، دعاؤں کی سرّی قرأت اس کے منافی نہیں۔ اس طرح احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَاءَةِ بِسْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ بِهِمَا؛ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

تعوذ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا اور انہیں بلند آواز سے نہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو"۔

۳۳۹...... عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَتَعَوَّذُ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اسود بن یزیدؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ......" الخ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں"، پھر اعوذ باللہ پڑھتے۔ (اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۰...... وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: كَانُوْا يُسِرُّوْنَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ

سَعِيْدُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابووائلؒ نے کہا کہ وہ (صحابہ کرامؓ) نماز میں تعوذ اور بسم اللہ آہستہ (آواز میں) پڑھتے تھے۔ (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۱......وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَآءَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" فَقَالَ: آمِيْنَ، فَقَالَ النَّاسُ: آمِيْنَ، وَيَقُوْلُ كُلَّمَا سَجَدَ: اَللهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْإِثْنَتَيْنِ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْجَارُوْدِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: نعیم مجمر نے کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، پس انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر سورہ فاتحہ پڑھی یہاں تک کہ جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو آمین کہی اور لوگوں نے (بھی) آمین کہی، اور (جب بھی) سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھ کر کھڑے ہوتے تو (بھی) اللہ اکبر کہتے اور جب آپ نے سلام پھیر لیا تو کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں تم سب سے نماز میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔ (اس کو نسائی، طحاوی، ابن خزیمہ، ابن الجارود، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۲......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ: لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ آخِرِهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے تھے۔ (شیخین نے اس

کوروایت کیااور مسلم نے اتنااوراضافہ کیا ہے: ''اور یہ حضرات قرأت کے شروع میں اورآخر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کوذکرنہیں کرتے تھے)

۳۴۳......وَعَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (انسؓ) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی نہیں سنا کہ جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی ہو۔ (مسلم نے اس کوروایت کیا)

۳۴۴......وَعَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (انسؓ) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی ایک سے (بھی) باآواز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں سنی۔ (نسائی اور دوسروں نے اس کوروایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۵......وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُوْلُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَقَالَ لِيْ: أَيْ بُنَيَّ! مُحْدَثٌ، إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ. قَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي مِنْهُ، وَقَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا، إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے سنا جبکہ میں نماز میں تھا میں کہہ رہا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ

اے میرے بیٹے !(یہ دین میں) نئی بات ہے، تم (دین میں) نئی بات لانے سے بچو۔ صاحبزادے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کے نزدیک اسلام میں نئی بات پیدا کرنا ان سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔ اور آپ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ ،ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو میں نے ان میں سے کسی ایک سے (بھی) نہیں سنا کہ انہوں نے اس (بسم اللہ) کو (بآواز بلند) پڑھا ہو، تو تم بھی اس کو (بآواز بلند) نہ پڑھو، جب تم نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین کہو۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا)

۳۴٦......وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: ذٰلِكَ فِعْلُ الْأَعْرَابِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: عکرمہؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بآواز بلند پڑھنے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ "یہ دیہاتیوں کا کام ہے"۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

عنوانِ باب: تسمیہ کے بارے میں صریح احادیثِ مرفوعہ موجود ہیں مگر تعوذ کے لئے کوئی مرفوع حدیث نہیں، نیز تعوذ احناف کے یہاں سنتِ قرأت ہے اس لئے استدلال میں قرأت سے پہلے تعوذ کرنے سے متعلق آیتِ قرآنی لے کر آئے ہیں۔

مسئلۃ الباب: باب کے تحت دو مسائل مختلف فیہ ہیں۔

پہلا مسئلہ: قرأت سے تعوذ وتسمیہ!

(۱) امام مالکؒ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان کسی دعا تعوذ وتسمیہ کے قائل نہیں۔

(۲) جمہور علماء تعوذ وتسمیہ کو مسنون قرار دیتے ہیں۔

امام مالکؒ کی دلیل:

۱......حدیث انسؓ: "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"۔ سورت سے ابتدا کا ذکر ہے۔

۲......حدیث عبداللہ بن مغفلؓ: ''أَيْ بُنَيَّ ! مُحْدَثٌ ''۔انہوں نے بسم اللہ پڑھنے کو''بدعت'' کہااور بتایا کہ نبی کریم ﷺ،حضرت ابوبکرؓ،عمرؓ وعثمانؓ بسم اللہ نہیں کہتے تھے۔

جمہور کی دلیل:

۱......حدیث ابووائلؒ: ''كَانُوْا يُسِرُّوْنَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ ''۔

۲......حدیث ابوہریرہؓ کہ آپ نے قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے انداز سے نماز پڑھنے والا ہوں۔

۳......حدیث عمرؓ موقوفاً: ''ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ''۔

امام مالکؒ کو جواب:

۱......حدیثِ انسؓ میں مطلق اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھنے کی نفی نہیں ہو رہی بلکہ جھراً تعوذ وتسمیہ کی نفی کی جارہی ہے؛ کیونکہ یہی روایت نسائی میں بسند صحیح اس طرح آئی ہے:''فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''۔

۲......حدیثِ عبداللہ بن مغفلؓ میں چونکہ ان کے صاحبزادے نے اتنی اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھی تھی کہ آپؓ نے سن لی، دلیل اس کی صاحبزادے کا یہ قول ہے:''سَمِعَنِيْ أَبِيْ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ '' لہٰذا بدعت کا اطلاق اسی جھراً بسم اللہ پڑھنے پر ہوگا اس سے مطلق بسم اللہ پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی۔''فلاتقلھا'' کے معنی''فلاتجھر بھا'' ہیں۔

دوسرا مسئلہ: بسم اللہ جہراً پڑھی جائے یا سراً؟

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک جہری نماز میں جہراً اور سرّی نماز میں سراً پڑھنا افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کے نزدیک ہر نماز میں سراً پڑھنا ہی افضل ہے، بعض اہلِ ظواہر اور محققین شافعیہ نے بھی احناف کے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

۱......حدیث نعیم المجمر: حضرت ابوہریرہؓ نے جہراً بسم اللہ پڑھی اور بعد فراغت اپنی نماز کو عین سنت کے مطابق بتایا۔ [آثار السنن، رقم:۳۴۶]

۲......حدیث ابن عباسؓ: ''کان النبی ﷺ یفتتح صلاته بسم الله الرحمن الرحیم''۔ [ترمذی]

۳......حدیث ابن عباسؓ: ''کان رسول الله ﷺ یجهر بسم الله الرحمن الرحیم''

امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ کی دلیل:

۱......حدیث انسؓ: '' فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''۔ صراحۃً جہر کی نفی ہے۔

۲......حدیث عبداللہ بن مغفلؓ: آپ نے جہر بالتسمیہ کو بدعت کہا۔

۳......حدیث ابن عباسؓ موقوفاً کہ آپ نے جہراً بسم اللہ کو ''فعل الأعراب'' قرار دیا۔

۴......حدیث ابووائلؒ: ''کان عمر وعلی لا یجهران ببسم الله الرحمٰن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین'' [طحاوی] ابووائل ہی سے مروی ہے: ''كَانُوْا يُسِرُّوْنَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ''۔

۵......خلفائے راشدینؓ اور صحابہ وتابعین کی کثیر جماعت اخفاء بالتسمیہ کی قائل تھی۔

امام شافعیؒ کو جواب:

۱......حدیث ابوہریرہؓ بسند نعیم المجمر شاذ اور معلول ہے کیونکہ سوائے نعیم کے کوئی بھی بسم اللہ پڑھنے کا ذکر نہیں کرتا چہ جائیکہ اس سے جہر کو ثابت کیا جائے۔

۲......حدیث ابن عباسؓ بروایت امام ترمذی ضعیف ہے نیز اس میں جہر کی صراحت بھی نہیں۔

۳......حدیث ابن عباسؓ بروایت امام حاکمؒ نہایت ضعیف وعند البعض موضوع ہے، ان سے معتبر سند کے ساتھ جہر بالتسمیہ کو فعل الأعراب یعنی دیہاتیوں کا کام کہنا ثابت ہے۔

حاصلِ کلام: جہر بالتسمیہ کے دلائل نہایت کمزور اور ان کی سندیں ضعفاء، مجاہیل اور کذاب راویوں سے خالی نہیں، وجہ یہ ہے کہ جہر بالتسمیہ روافض کا بھی مسلک ہے جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ ''أکذب الناس فی الحدیث'' ہیں، چنانچہ انہوں نے جہر بالتسمیہ کی تائید میں بہت سی من گھڑت احادیث روایت کردیں، بعد میں محققین علماء نے ان کا پول کھولا اور واضعِ حدیث راویوں کی نشاندہی بھی۔ [معارف السنن: ۲/۳۶۲-۳۷۶، بتغیر]

بَابٌ فِيْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان

۳۴۷......عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۴۸......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ، يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز ایسی پڑھی کہ اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، آپ ﷺ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۳۴۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے نماز ایسی پڑھی کہ اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے۔ (احمد، ابن ماجہ اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۵۰......وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورہ فاتحہ اور (قرآن میں سے) جو آسان ہو پڑھیں۔ (ابوداؤد، احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے روایت کیا، سند صحیح ہے)

۳۵۱......وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى قَرِيْبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِرُكُوْعِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلٰى مَفَاصِلِهَا، فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُوْدِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى، ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں کہ ایک شخص آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، تو اس نے آپ کے قریب ہی نے نماز پڑھی (اور) پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلا آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹا لے اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم قبلہ رخ ہو جاؤ تو اللہ اکبر کہو، پھر ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھو پھر (قرآن میں سے) جو چاہے پڑھو، پھر جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنے پر رکھ دو اور اپنی پیٹھ پھیلا دو اور اپنا رکوع اطمینان سے کرو، پس جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنی کمر سیدھی کرو، یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں تک لوٹ جائیں، اور جب تم سجدہ کرو تو اپنا سجدہ اطمینان سے کرو، پھر جب تم اپنا سر (سجدہ سے) اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ، پھر ہر رکعت میں اسی طرح کرو۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں مطلق قرأت تو فرض ہے مگر خاص سورۂ فاتحہ کی فرضیت میں اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ فرض ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کا ایک حکم ہے یعنی دونوں واجب ہیں۔

اگر مطلق قرأت کرلی تو نماز ہو جائے گی البتہ کسی ایک کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔

ائمہ ثلاثہؒ کی مضبوط دلیل:

۱...... حدیث عبادہؓ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"۔

۲...... حدیث ابو ہریرہؓ و عائشہؓ: "مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ"۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱...... حدیث ابو سعیدؓ: "أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ" اس میں سورۂ فاتحہ اور "ما تیسّر" یعنی ضم سورت دونوں کا پڑھنا ایک درجہ میں لازم قرار دیا گیا ہے۔

۲...... حدیث رفاعہؓ یعنی حدیث مسیئ الصلاۃ: "ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ" اس میں بھی نماز کا طریقہ بزبانِ نبوت یہ بتایا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد بھی کچھ پڑھنا واجب ہے؛ فان الأمر للوجوب۔ لہذا دونوں میں فرق کرنا درست نہیں۔

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب:

۱...... حدیث عبادہؓ کے الفاظ مختلف روایتوں میں مختلف وارد ہوئے ہیں، مثلاً: "بفاتحة الكتاب فصاعداً"، "بفاتحة الكتاب وسورة"، "بفاتحة الكتاب وشيئا" وغیرہ [التعلیق الحسن]۔ حاصل سب کا یہی ہے کہ سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ چند آیتیں ملا کر نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی، فسادِ صلاۃ کا مدار صرف سورۂ فاتحہ کے نہ پڑھنے پر نہیں بلکہ فاتحہ و سورت دونوں پر ہے۔

۲...... حدیث ابو ہریرہؓ و عائشہؓ میں "خداج" بمعنی ناقص ہے، اور جس نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے وہ یقیناً ناقص اور واجب الاعادہ ہے اس سے سورۂ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابٌ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

امام کے پیچھے قرأت کرنے کا بیان

۳۵۲...... عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا

صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: فِي الْإِسْتِدْلَالِ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ نَظَرٌ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پہلے گذر چکی ہے)

نیموی کہتا ہے کہ ان احادیث سے دلیل پیش کرنے میں اعتراض ہے۔

۳۵۲...... وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَأُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، هٰذَا يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؛ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُوْنَ.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: فِيْهِ مَكْحُوْلٌ وَهُوَ يُدَلِّسُ، رَوَاهُ مُعَنْعَنًا، وَقَدِ اضْطَرَبَ فِيْ إِسْنَادِهِ وَمَعَ ذٰلِكَ قَدْ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ فِيْ طَرِيْقِ مَكْحُوْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ لَا يُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِهِ، فَالْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ بِثَلَاثَةِ وُجُوْهٍ.

ترجمہ: انہی (عبادہ بن صامتؓ) نے فرمایا کہ ہم فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت بھاری ہوگئی، تو جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید تم (لوگ) اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں (پڑھتے ہیں) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو سوائے سورہ فاتحہ کے، اس لئے کہ بے شک اس شخص کی نماز نہیں جو اس (سورہ فاتحہ) کو نہ پڑھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، اور بخاری نے جزء القراۃ میں اور دوسروں نے اس کو روایت کیا)

نیموی کہتا ہے کہ اس (کی سند) میں مکحول ہیں اور وہ تدلیس کرتے ہیں، انہوں نے اس حدیث کو عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں اضطراب بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مکحول کی سند میں محمد بن اسحاق محمود بن الربیع عن عبادہ ذکر کرنے میں متفرد ہیں اور محمد بن اسحاق کی تفرد والی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا، غرض یہ کہ حدیث تین وجوہات سے معلول ہے۔

۳۵٤..... وَعَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَيُصَلِّيْ أَبُوْ نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتّٰى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِيْ نُعَيْمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ؟! قَالَ: أَجَلْ، صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ يُجْهَرُ فِيْهَا الْقِرَاءَةُ، قَالَ: فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: هَلْ تَقْرَأُوْنَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟ فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا لَنَصْنَعُ ذٰلِكَ. قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا وَأَنَا أَقُوْلُ: مَالِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْآنَ، فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَآخَرُوْنَ، وَفِيْهِ مَسْتُوْرٌ.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: إِنَّ حَدِيْثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي الْتِبَاسِ الْقِرَاءَةِ قَدْ رُوِيَ بِوُجُوْهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ.

ترجمہ: نافع بن محمود بن ربیع انصاریؒ نے کہا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں تاخیر ہوگئی تو ابو نعیم مؤذن نے نماز کھڑی کی، ابو نعیم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ آئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم ابو نعیم کے پیچھے صف میں کھڑے ہوگئے، ابو نعیم اونچی آواز میں قرأت کر رہے تھے پس حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کر دی، پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے حضرت عبادہ سے کہا کہ میں نے آپ کو سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابو نعیم آواز سے پڑھ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ

نے ایک نماز پڑھائی جس میں اونچی آواز سے قرأت کی جاتی ہے، پس آپ پر قرأت خلط ملط ہوگئی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ کیا تم (بھی) پڑھتے ہو جب کہ میں (بھی) اونچی آواز سے پڑھ رہا ہوتا ہوں؟ تو ہم میں سے بعض نے کہا کہ "ہم ایسا کرتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو حالانکہ میں کہہ رہا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جاتا ہے، جب میں اونچی آواز سے پڑھوں تو تم سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ (بھی) نہ پڑھو۔ (ابوداؤد، نسائی، بخاری نے جزء القراءۃ اور خلق افعال العباد میں اور دوسرے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے اور اس میں ایک مستور الحال ہے)

نیموی کہتا ہے کہ بے شک قرأت کے خلط ملط ہونے کے بارے میں حدیث عبادہؓ متعدد طریقوں سے مروی ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں۔

۳۵۵......وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَتَقْرَأُونَ فِي صَلَاتِكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ فَسَكَتُوا، فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ: إِنَّا لَنَفْعَلُ. قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ، وَأَعَلَّهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ هٰذِهِ الطَّرِيقَ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: ابوقلابہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی، جب آپ نے نماز پوری فرمالی تو ان (اصحاب) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "کیا تم نماز میں اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو جبکہ امام پڑھ رہا ہوتا ہے؟ تو وہ (صحابہ) خاموش رہے، پس آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، تو ایک یا متعدد کہنے والوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ایک اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھ لے۔ (بخاری نے جزء القراءۃ میں اور دوسرے محدثین نے اس کو روایت کیا اور بیہقی نے اس کو معلول قرار دیا کہ یہ سند غیر محفوظ ہے)

۳۵٦......وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَفْعَلُ. قَالَ: لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

ترجمہ: ابوقلابہؒ نے محمد بن ابی عائشہؓ کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "شاید کہ تم پڑھتے ہو جبکہ امام (بھی) پڑھ رہا ہوتا ہے؟" آپ نے یہ بات دو یا تین بار فرمائی، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک ہم تو ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ تم میں سے کوئی سورہ فاتحہ پڑھے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

۳۵۷...... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيْلَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْإِمَامِ! فَقَالَ: اِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ، وَإِذَا قَالَ: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ: أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ، وَإِذَا قَالَ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ: هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ، وَإِذَا قَالَ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز ایسی پڑھی کہ اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، تین بار فرمایا کہ وہ نامکمل ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کرو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے سورہ فاتحہ اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو برابر حصوں میں تقسیم

کردی ہے اور میرے بندے کے وہ ہے جو اس نے مانگا، تو جب بندہ "الحمد للہ رب العالمین" کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی، اور جب بندہ "الرحمن الرحیم" کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی اور جب بندہ "مالک یوم الدین" کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ (مسلم)

۳۵۸......وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْهُ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: آمِيْنَ. مَنْ وَافَقَ ذٰلِكَ قَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ بِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے فرمایا کہ جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی وہ پڑھو اور اس سے آگے نکل جاؤ، اس لئے کہ جب وہ ولا الضالین کہتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں، جس شخص نے اس کی موافقت کی (ساتھ ساتھ آمین کہہ لی) تو وہ اس لائق ہے کہ ان کی وجہ سے اس کی دعا (بھی) قبول ہو جائے۔ (بخاری نے جزء القراءۃ میں اس کو روایت کیا)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: وَفِي الْبَابِ آثَارٌ أُخَرُ عَنِ الصَّحَابَةِ.

نیموی کہتا ہے کہ اس باب میں صحابہ کرامؓ سے دیگر آثار موجود ہیں۔

مسئلۃ الباب: امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک راجح قول کی بناء پر قرأت فاتحہ خلف الامام فرض ہے جہری نماز ہو یا سری۔

(۲) باقی ائمہ ثلاثہؒ قرأت فاتحہ خلف الامام کے فرض نہ ہونے پر تو متفق ہیں، البتہ پھر ان کے یہاں اس میں تھوڑی تفصیل ہے:

۱......امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک جہری نماز میں قرأت مکروہ ہے اور سری میں ان دونوں سے دو

روایتیں ہیں: (۱) جائز ہے۔ (۲) مستحب ہے۔

۲......امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرأت خلف الامام مطلقاً جائز نہیں بلکہ راجح قول کے مطابق جہری وسری ہر قسم کی نماز میں قرأت خلف الامام مکروہ تحریمی ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

باب کی تمام احادیث آپؒ کی دلیلیں ہیں، جن کا اجمالی بیان یہ ہے:

۱......حدیث عبادہؓ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" اس میں "صلاۃ" عام ہے جہریہ ہو یا سریہ ہو، فرض ہو یا نفل اور "مَنْ" سے عموم مصلی کی طرف اشارہ ہے، خواہ منفرد ہو یا امام، یا مقتدی یعنی کسی کی کوئی نماز سورۂ فاتحہ کے بغیر صحیح نہیں، لہذا خلف الامام فرضیت ثابت ہوگی۔

۲......حدیث عبادہؓ جس میں نماز فجر میں اختلاط قرأت علی النبی ﷺ کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں آپ ﷺ کا یہ صریح ارشاد ہے: "لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"۔ جہری نماز میں بھی مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کا استثناء کیا گیا ہے۔

۳......حدیث ابوہریرہؓ موقوفاً: "إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْهُ"۔

۴......عمل عمرؓ، علیؓ وابن عباسؓ۔

(امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے دلائل آرہے ہیں)

بَابٌ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الْجَهْرِيَّةِ؛ قَالَ اللهُ تَعَالٰى:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے بیان میں؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر رحم کیا جائے

۳۵۹......عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سکھایا، فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (احمد اور مسلم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۰......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلاَّ التِّرْمِذِيُّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (ترمذی کے سوا پانچوں نے اس کو روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے)

۳۶۱......وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهٖ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: إِنِّيْ أَقُوْلُ: مَالِيْ أُنَازَعُ الْقُرْآنَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: سفیان بن عیینہؒ نے زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن اکیمہؒ نے کہا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، ہمارا خیال ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی، پس آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا کہ میں (اپنے جی میں) کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہوا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب کی حدیثوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام نہیں کرنی چاہئے اور یہی قول امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔

دلائل پر ایک نظر: امام مالکؒ وامام احمدؒ باب کی احادیث میں قرأتِ امام کی تشریح قرأت جہریہ سے کرتے ہیں، اس لئے یہ تمام حدیثیں ان کی بھی دلیل بنتی ہیں کما ھی للامام أبي حنیفۃؒ۔

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا بیان

٣٦٢......عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهٗ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ: قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھنے لگا، پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے کس نے پڑھایا (فرمایا) تم میں سے پڑھنے والا کون ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: میں، تو آپ نے فرمایا کہ میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔

٣٦٣......وَعَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابوالاحوص سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرأت خلط کردی ہے۔ (طحاوی اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٣٦٤......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ. رَوَاهُ الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّأِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ (حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، اور محمد بن الحسن نے اپنی

موطا میں اور دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۵......وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ، وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرأت کافی ہوگی، اور جب وہ اکیلا پڑھے تو قرأت کرے۔ (نافعؒ نے) کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۶......وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: وہب بن کیسانؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کوئی ایسی رکعت پڑھی جس میں اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، تو (ایسا ہے کہ) اس نے نماز (ہی) نہیں پڑھی، مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۷......وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ: لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي بَابِ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ.

ترجمہ: عطاء بن یسارؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ کسی چیز میں (بھی) امام کے ساتھ قرأت نہیں۔ (مسلم نے اس کو باب سجود التلاوۃ میں روایت کیا ہے)

۳۶۸......وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالُوْا: لَا يَقْرَأُ

خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبیداللہ بن مقسمؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے (امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں) پوچھا تو ان سب نے فرمایا کہ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ (طحاوی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۹...... وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْصِتْ لِلْقِرَاءَةِ، فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلاً، وَسَيَكْفِيْكَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابووائلؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرأت کے وقت خاموش رہ، اس لئے کہ نماز میں ایک قسم کی مشغولیت ہے، اور تمہیں اس (قرأت) میں امام کفایت کرے گا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۷۰...... وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْتَ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِىءَ فُوْهُ تُرَابًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: علقمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔ (طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۷۱...... وَعَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ؟ فَقَالَ: لَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابوجمرہؒ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا میں قرأت کروں جبکہ امام میرے آگے ہو؟ فرمایا کہ نہیں۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۷۲...... وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفِيْ كُلِّ صَلَاةٍ قُرْآنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَ هٰذَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: يَا كَثِيْرُ- وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهٖ- لَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا

قَدْ كَفَاهُمْ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ آثَارُ التَّابِعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ.

ترجمہ: کثیر بن مرہؒ سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک آدمی نے کھڑے ہوکر پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر نماز میں قرأت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا (پھر تو) یہ ضروری ہوگئی۔ ابو درداءؓ نے کہا: اے کثیر (کثیر کہتے ہیں) اور میں ابو درداءؓ کے پہلو میں ہی تھا، میں تو یہ ہی سمجھتا ہوں کہ جب امام لوگوں کو امامت کرائے تو وہ ان لوگوں کو کافی ہوگا۔ (دار قطنی، طحاوی اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے) اور اس باب میں تابعین رحمہم اللہ کے آثار بھی موجود ہیں۔

مسئلہ قرأت خلف الامام میں امام ابو حنیفہؒ کے دلائل پر ایک نظر:

۱......آیتِ قرآنی ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الأعراف:۲۰۴] یہ آیت تلاوتِ قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پر صریح ہے، لہٰذا جب بھی امام قرأت کرے گا وجوب استماع کا حکم متوجہ ہوگا اور قرأت خلف الامام ممنوع قرار پائے گی۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت نماز کے لئے نہیں بلکہ خطبۂ جمعہ کے لئے نازل ہوئی ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جب امام خطبہ میں کوئی آیت تلاوت کرے تو چپ ہو کر اس کو سنتے رہو، لہٰذا قرأت خلف الامام کی ممانعت پر اس سے استدلال درست نہیں؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ، زہریؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام سے روکنے کے لئے اتری ہے۔ [دیکھیے: جامع أسباب النزول، ص:۱۵۵، وتفسیر ابن مسعودؓ، ص:۳۰۸] نیز جب خطبہ میں استماع اور انصات لازم ہوا تو نماز میں بطریق اولیٰ خاموش رہنا واجب ہوگا کیونکہ نماز میں خطبہ کے بنسبت تلاوت مقصود ہوتی ہے۔

بہر حال جمہور کی طرف سے اگر چہ یہی ایک آیت استدلال میں پیش کر دینا کافی تھا

مگر طردا للباب احادیث سے بھی دلائل پیش کئے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۲...... حدیث ابوموسی اشعریؓ وابوہریرہؓ مرفوعاً: "وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا"۔

۳...... حدیث جابرؓ: "مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ"۔ اس میں قاعدہ کلیہ بیان کردیا گیا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے کیوں چپ رہنا چاہئے یعنی چونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اس لئے اسے قرأت کی ضرورت نہیں۔

۴...... حدیث جابرؓ موقوفاً: "مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ" اس میں صراحۃً قرأتِ فاتحہ خلف الامام سے ممانعت ہے۔

۵...... حدیث عمران بن حصینؓ، ابن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، ابوالدرداءؓ وابن عباسؓ موقوفاً۔ یہ حضرات قرأت خلف الامام سے منع کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کے دلائل کا جواب:

۱...... حدیث عبادہؓ "لاصلاة الا بفاتحة الكتاب" کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

(الف) کلمہ "مَن" سب جگہ عام نہیں ہوتا؛ قرآنِ کریم میں ہے ﴿ويستغفرون لمن في الأرض﴾ یہاں بالاتفاق "من في الأرض" سے اہلِ ایمان مراد ہیں کیونکہ کافروں کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا نہیں مانگتے۔ اگر "من" کو عام مان بھی لیں تو قرآنِ کریم کی آیت اور دوسری احادیث کی وجہ سے قرأت فاتحہ کے حکم کو امام اور منفرد کے ساتھ مخصوص مانیں گے کیونکہ حدیث جابرؓ "من كان له امام فقراءة الامام له قراءة" سے امام کا قرأت کرنا مقتدی کا قرأت کرنا ہے۔ اسی وجہ سے امام احمدؒ فرماتے ہیں "هذا اذا كان وحده"۔

(ب) حدیث عبادہؓ مذکور امام بخاریؒ ومسلمؒ کی روایت کردہ ہے، جبکہ مسلمؒ کی ایک روایت میں بفاتحة الكتاب کے بعد "فصاعدا" کا اضافہ ہے یعنی سورۂ کے علاوہ ایک سورت اور بھی ہونی چاہئے، دونوں کا حکم ایک ہونا چاہئے اس لئے جب شوافعؒ سورت ملانے کو مقتدی کے لئے لازم نہیں سمجھتے تو سورۂ فاتحہ کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔

(د) اگر کوئی شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور بلاقرأت خالی قیام کر کے رکوع کرلے تو

سب کے نزدیک اس کی وہ رکعت ہوگئی حالاں کہ اس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، معلوم ہوا کہ امام کی اقتداء کا قرأت کے سقوط میں کچھ اثر ضرور ہے۔

۲...... حدیث عبادہؓ "لَا تَفْعَلُوْا اِلاَّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" تین وجوہات کی بناء پر معلول ہے:

(۱) اس کے ایک راوی مکحول ہیں جو مدلس ہیں، وہ اس حدیث کو "عن عن" کے ساتھ نقل کررہے ہیں، جبکہ قاعدہ ہے کہ مدلس کی عن عن والی روایت غیر مقبول ہے جب تک شیخ سے خود حدیث سننے کی وضاحت نہ کردے۔ [نزہۃ النظر، ص:۸۲]

(۲) اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے:

۱۔ مکحول عن عبادۃ بن الصامتؓ ۲۔ مکحول عن نافع بن محمود عن عبادۃؓ

۳۔ مکحول عن محمود عن عبادۃؓ ۴۔ مکحول عن ابی نعیم انہ سمع عبادۃؓ

اضطراب فی السند سے حدیث ضعیف ہوجاتی ہے۔

(۳) مکحول کے شاگردوں میں عن عبادۃ کی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق متفرد ہیں اور محمد بن اسحاق کی منفرد سند سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۳...... شوافع کے دوسرے اور دلائل پر مصنفؒ کا کلام خود واضح ہے۔

بہر حال حدیث عبادہؓ مذکور اس مسئلہ قرأت خلف الامام میں شوافع (ومن تبعهم من غیر المقلدین) کی اہم ترین دلیل بلکہ اصل الاصول ہے لیکن اس کا حال آپ دیکھ چکے کہ علتوں کی وجہ سے درجۂ حسن کو بھی نہ پہنچ سکی۔ اس کے مقابلہ میں احنافؒ ومن معهم من الجمہور کے دلائل اتنے واضح اور صریح ہیں کہ ان پر مزید کلام نہیں کیا جاسکتا۔ مسئلہ قرأت خلف الامام پر حضرت اقدس بنوریؒ کا رسالہ "فصل الختام فی مسالۃ القراءۃ خلف الامام" قابل مطالعہ ہے۔

بَابُ تَأْمِيْنِ الْإِمَامِ

امام کے آمین کہنے کا بیان

۳۷۳...... عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ

فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۷۴......وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ؛ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهُ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اس لئے کہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوگیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم کی بھی اس جیسی روایت ہے)

۳۷۵......وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلاَتَنَا فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، پس ہم سے ہماری سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، چنانچہ فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرائے، تو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری (دعا) قبول کرے گا۔ (مسلم)

۳۷۶......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَالَ

الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ آمِيْنَ، وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُوْلُ: آمِيْنَ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اور بے شک فرشتے (بھی) آمین کہتے ہیں اور بے شک امام (بھی) آمین کہتا ہے، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (احمد، نسائی اور دارمی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

"آمین": اسم فعل بمعنی استجب (قبول فرما)۔

مسئلۃ الباب: آمین کہنا جمہور کے نزدیک مستحب یا سنت ہے، البتہ امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک امام، منفرد اور مقتدی سب کے لئے سنت ہے جبکہ امام مالکؒ کے یہاں غیر امام کے لئے سنت ہے۔ احادیثِ باب سے ائمہ ثلاثہؒ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّأْمِيْنِ

آمین بآواز بلند کہنے کے بیان

۳۷۷...... عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِيْنَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُضْطَرِبٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ آواز کو بلند فرماتے۔ (ابوداود، ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث مضطرب ہے)

۳۷۸...... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ

أُمّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: آمِينَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کر کے آمین کہتے۔ (دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)

۳۷۹......وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِيْنَ حَتَّى يَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے اور اس سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

۳۸۰......وَعَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَالَ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِيْنَ فَسَمِعَتْهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ. رَوَاهُ ابْنُ رَاهْوَيْهِ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْهِ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ.

ترجمہ: حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جب آپ نے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہا تو آپ نے آمین کہا پس انہوں نے اس کو سنا حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔ (ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم مکی ہے جو کہ ضعیف ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: لَمْ يَثْبُتِ الْجَهْرُ بِالتَّأْمِيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَمَا جَاءَ فِي الْبَابِ فَهُوَ لَا يَخْلُوْ مِنْ شَيْءٍ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ باآواز بلند آمین کہنا نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ ہی خلفاء

راشدینؓ سے، اور اس باب میں جو کچھ مروی ہے وہ کلام سے خالی نہیں۔

مسئلۃ الباب: آمین بلند آواز سے کہنا افضل ہے یا آہستہ آواز سے؟

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جہراً افضل ہے، البتہ امام شافعیؒ سے ایک روایت مقتدی کے حق میں سراً اور امام مالکؒ کے یہاں ایک روایت امام کے حق میں سراً افضل ہونے کی بھی ہے۔ سرّی نماز میں ان کے یہاں سراہی افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آمین امام ومقتدی دونوں کو آہستہ کہنا افضل ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی چاروں حدیثیں جمہور کی دلیلیں ہیں۔

۱......حدیث وائل بن حجرؓ بسند سفیان ثوریؒ: ''قَالَ: آمِیْنَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَه''۔

۲......حدیث ابو ہریرہؓ: ''رَفَعَ صَوْتَه' وَقَالَ: آمِیْنَ''۔

۳......حدیث ابو ہریرہؓ ایضاً: ''قَالَ: آمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ''۔

۴......حدیث ام الحصینؓ: ''قَالَ: آمِیْنَ فَسَمِعْتُهُ وَهِيَ فِيْ صَفِّ النِّسَاءِ''۔

(امام ابوحنیفہؒ کے دلائل اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے)

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّأْمِيْنِ؛ قَالَ عَطَاءٌ: آمِيْنَ دُعَاءٌ، وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى : اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

آمین بآواز بلند نہ کہنے کا بیان؛ عطاءؒ نے کہا: آمین ایک دعا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور آہستگی سے پکارو''۔

۳۸۱......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ: لَاتُبَادِرُوا الْإِمَامَ، إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: يُسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِآمِيْنَ.

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے ہوئے فرماتے کہ تم امام سے آگے نہ بڑھو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ ولا الضآلین کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنالك الحمد کہو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

نیموی کہتا ہے کہ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ امام بآواز بلند آمین نہ کہے۔

۳۸۲.....وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا، فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ، سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِيْ رَدِّهِ عَلَيْهِمَا: أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَالِحٌ.

ترجمه: حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے آپس میں مذاکرہ کیا، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کئے ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور (دوسرا) سکتہ جب آپ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھ کر فارغ ہوتے، یہ بات حضرت سمرہ بن جندب نے یاد کی، اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو دونوں نے اس (معاملے) کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، تو حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) نے جو ان کی طرف خط لکھا یا جو ان کو جواب بھیجا اس میں یہ تھا کہ سمرہ نے (صحیح) یاد رکھا۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صالح یعنی قابل للاستدلال ہے)

۳۸۳......وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ: إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ سَكَتَ أَيْضًا هُنَيَّةً فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَكَتَبَ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أُبَيٌّ: أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (حسنؒ) سے روایت ہے کہ وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو دو جگہ خاموش رہتے، (ایک) جب نماز شروع کرتے، (دوسرا) جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے، پس لوگوں نے ان پر اس بارے میں نکیر کی، پس انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، تو انہوں نے ان (لوگوں) کی طرف (جواب) لکھا کہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسا سمرہ نے کیا۔ (احمد اور دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۸۴......وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى، وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، وَفِيْ مَتْنِهٖ اِضْطِرَابٌ.

ترجمہ: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، تو جب آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا تو آمین کہا، اور اس سے اپنی آواز کو پست کیا اور آپ نے (قیام کی حالت میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا، اور (پہلے) دائیں اور (پھر) بائیں جانب سلام پھیرا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد طیالسی، دار قطنی، حاکم اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں اضطراب ہے)

۳۸۵......وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِآمِيْنَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ

وَابْنُ جَرِيْرٍ وَإِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

ترجمہ: ابووائلؒ نے کہا حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین کو باآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ (طحاوی اور ابن جریر نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

۳۸۶......وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: خَمْسٌ يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَالتَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَآمِيْنَ، وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابراہیمؒ نے کہا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو امام آہستہ کہتا ہے (ایک) سبحانک اللھم وبحمدک، (دوسری) اعوذ باللہ، (تیسری) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، (چوتھی) آمین اور (پانچویں) ربنا لک الحمد۔ (عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)۔

آمین بالسرّ پر امام ابوحنیفہؒ کے دلائل:

باب کی تمام احادیث مسئلہ اخفاء بآمین پر امام صاحبؒ کی دلیلیں ہیں، چند اہم یہ ہیں:

۱......آمین ایک دعا ہے اور دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ یعنی گریہ وزاری اور آہستہ آواز کے ساتھ اپنے رب کو پکارو۔ کما قال عطاء

۲......حدیث سمرہؓ: ''سَكْتَةٌ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' یہ سکتہ وخاموشی آمین پڑھنے کے لئے ہوتی تھی، معلوم ہوا کہ آمین بالسر ہوتی تھی ورنہ آواز سنائی دیتی۔

۳......حدیث وائل بن حجرؓ بسند شعبۃ بن الحجاج: ''قَالَ: آمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ''۔

۴......فعل عمرؓ وعلیؓ وقول ابراہیم نخعیؒ۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل پر کلام:

۱......حدیث وائلؓ سنداً صحیح ہونے کے باوجود متناً مضطرب ہے: اس لئے کہ اس کی سند کا مدار دو مستند راویوں پر ہے: (۱) سفیان ثوریؒ (۲) شعبہ بن حجاجؒ۔ دونوں پایہ کے محدث ہیں اور ان کی ثقاہت میں کسی قسم کا کلام نہیں۔ سفیان ثوریؒ ''رفع بها صوته'' نقل کرتے ہیں جس سے ائمہ ثلاثہ استدلال کرتے ہیں اور ان کے معاصر امام شعبہؒ ''خفض بها صوته'' یا ''أخفى

بھا صوتہ" نقل کرتے ہیں جس سے احنافؒ استدلال کرتے ہیں۔

علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں کہ بعض اقوال سے سفیان کی اور بعض اقوال سے شعبہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے مگر میرے ذہن میں روایتِ شعبہ کی ایک بڑی اہم وجہ ترجیح ہے وہ یہ کہ سفیان ثوریؒ اگرچہ ثقہ اور حجۃ ہیں لیکن بسا اوقات وہ تدلیس کرتے تھے اور وہ اس روایت کو عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور شعبہ کی عادت مطلقاً تدلیس کی نہ تھی اور اس کے باوجود وہ لفظ "اُخبرنا" کے ساتھ روایت کرتے ہیں نیز سفیان ثوری کا مسلک اپنی روایت کے برعکس شعبہ کی روایت کے مطابق آمین بالسرّ کا ہے۔ [التعلیق الحسن]

۲......حدیث ابو ہریرہؓ "رَفَعَ صَوْتَه" کا جواب یہ ہے کہ اس کے ایک راوی اسحاق بن ابراہیم کو بعض نے نہایت ضعیف اور عوف طائیؒ نے کذاب کہا ہے۔

۳......حدیث ابو ہریرہؓ "قَالَ: آمِينَ حَتّٰى يَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ" بھی ضعیف ہے اس کے ایک راوی بشر بن رافع کو ابن حبان نے موضوع روایات نقل کرنے والا بتایا ہے۔

۴......حدیث ام الحصینؓ بھی ضعیف ہے، بوجہ ایک راوی محمد بن اسماعیل کے۔

حاصلِ کلام اور احادیث کے درمیان تطبیق:

امام ابوحنیفہؒ اس باب میں آیت قرآنی ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ کو اصل قرار دے کر مختلف متعارض حدیثوں میں تطبیق کرتے ہیں اس طور پر کہ (۱) رفع صوت سے مراد رفعِ یسیر (معمولی ساجہر) اور اخفاء سے مراد اخفاء غیر شدید یعنی کسی قدر آہستہ آواز ہے۔

(۲) جہر والی روایات وقتاً فوقتاً تعلیم دینے پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ

(فرض کی) پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا

۳۸۷......عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا

الآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مَالَا يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور دوسری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھتے، اور آپ (کبھی کبھار) ہمیں آیت سنا دیا کرتے، اور آپ پہلی رکعت اتنی لمبی کرتے کہ دوسری رکعت اتنی لمبی نہ کرتے، اور اسی طرح عصر میں (کرتے) اور اسی طرح صبح (کی نماز) میں (کرتے)۔ (شیخینؒ)

۳۸۸......وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں (سورہ) طور پڑھتے ہوئے سنا۔ (ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۸۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُوْرَةِ الْأَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی (اور) اس کو دونوں رکعتوں میں تقسیم کیا۔ (نسائی، سند صحیح ہے)

۳۹۰......وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے پہلی (رکعت) میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔ (شیخین)

۳۹۱......وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةَ! قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر چیز میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی! حضرت سعدؓ نے کہا:

میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور دوسری رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں، اور میں کوتاہی نہیں کرتا رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کرنے میں، حضرت عمرؓ نے کہا: آپ نے سچ کہا، آپ سے یہی گمان تھا۔ (شیخینؒ)

۳۹۳......وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ مَاتَيَسَّرَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْيَعْلٰى وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) سورہ فاتحہ اور جو (قرآن میں سے) آسان ہو پڑھیں۔ (ابوداؤد، احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت مع الفاتحہ واجب ہے یا سنت؟!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت مستحب ہے۔

(۲) حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: ان حضرات کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح حدیث نہیں۔

حنفیہ اور بعض مالکیہ کی دلیل:

فقط ضم سورت کے دلائل یہ ہیں:

۱......حدیث ابوسعیدؓ: ''أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ مَاتَيَسَّرَ''۔

۲......حدیث ابوقتادہؓ: ''كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ ......وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ''۔

۳......مسئلہ قرأت خلف الامام کے تحت گذری ہوئی وہ احادیث جن میں ''فاتحۃ الکتاب'' کے ساتھ ''فصاعداً'' یا ''ومازاد'' یا ''وشیئا'' جیسے الفاظ آئے ہیں۔

اور پہلی دو رکعتوں کی تعیین للقراءۃ کے لئے دلائل یہ ہیں:

۱......حدیث ابوقتادہؓ: مذکور۔

۲......حدیث سعد بن ابی وقاصؓ: ''أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ

وَلاآلُوْ مَااقْتَدَیْتُ بِهٖ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ'' آخری دو رکعتوں میں تخفیف قرأت کو سنت قرار دیا اور حضرت عمرؓ نے آپ کی تصویب کی۔

بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ

رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھانا

۳۹۳......عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَهُمَا کَذٰلِكَ أَیْضًا وَقَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَکَانَ لَایَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ

قَالَ النِّیْمَوِيُّ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ حُمَیْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ وَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ وَغَیْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے تھے جب آپ نماز شروع کرتے، اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح ان دونوں (ہاتھوں) کو اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد کہتے، اور آپ یہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

نیموی کہتا ہے کہ اس سلسلے میں ابوحمید ساعدی، مالک بن حویرث، وائل بن حجر، علی اور نبی کریم ﷺ کے دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایات موجود ہیں)

مسئلۃ الباب:

تکبیر تحریمہ کے وقت رفعِ یدین بالاتفاق سنت ہے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت بالاتفاق رفعِ یدین متروک ہے، البتہ رکوع میں جاتے وقت

اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک ان دونوں مواقع پر رفع یدین افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک ترک رفع افضل ہے۔[معارف السنن:۲/۴۵۵]

مصنفؒ نے مسئلہ رفع یدین پر پانچ ابواب قائم کر کے پندرہ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

امام شافعیؒ واحمدؒ کے ٹھوس دلائل:

۱......حدیث ابن عمرؓ: ''أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا'' یہ حدیث بلاشبہ اصح مافی الباب اور اس کی سند قوت کے اعتبار سے سلسلۃ الذہب ہے۔ امام بخاریؒ کے شیخ علی بن المدینیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ''وحديث ابن عمرؓ حجة الله على الخلق في رفع اليدين''۔

۲......حدیث مالک بن الحویرثؓ: ''رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ''۔

۳......حدیث ابوہریرہؓ: ''رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ''۔

(امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے دلائل ''باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح'' کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى أَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَادَامَ حَيًّا

اس روایت کا بیان جس سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کے اٹھانے پر نبی کریم ﷺ نے تاحیات پابندی کی ہے

۳۹۴......عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي

السُّجُوْدِ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صلَاتُه، حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ بَلْ مَوْضُوْعٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے (تو بھی ہاتھوں کو اٹھاتے) اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے، اور آپ کی مسلسل یہی نماز تھی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (بیہقی نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا بیان

۳۹۵......عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس (بات) کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (بخاری)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ

سجدے کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا

۳۹۶......عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّه، رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَه، مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَه، مِنَ

السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا جب رکوع کرتے اور جب آپ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر مبارک اٹھاتے، یہاں تک کہ آپ ان دونوں (ہاتھوں) کو کانوں کے اوپر تک اٹھاتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۹۷...... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ. رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدوں میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۹۸...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ لِلرُّكُوْعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے رکوع کی تکبیر کے وقت اور (اس) تکبیر کے وقت جس وقت آپ سجدہ کرتے ہوئے جھکتے تھے۔ (طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۳۹۹...... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوَاتُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ إِلَّا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ وَهُوَ صَدُوْقٌ، وَفِيْ رِوَايَتِهِ عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّيْنَ كَلَامٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے جس وقت آپ نماز شروع کرتے اور جس وقت رکوع کرتے اور جس وقت سجدہ کرتے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں

سوائے اسماعیل بن عیاش کے، وہ صدوق ہیں اور اس کا غیر شامیوں سے روایت کرنے میں کلام ہے)

۴۰۰......وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: صَلَّيْنَا فِي مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّيْنَ فَحَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: مَاأُرٰى أَبَاكَ رَأٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ، وَعَبْدُ اللهِ لَمْ يَحْفَظْ ذٰلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: إِنَّمَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حصین بن عبدالرحمنؒ نے کہا کہ ہم ابراہیمؒ کے پاس گئے تو ان سے عمرو بن مرہؒ نے کہا کہ ہم نے حضرمیین کی مسجد میں نماز پڑھی، تو مجھ سے علقمہ بن وائلؒ نے اپنے والد (وائلؓ) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا جس وقت آپ نماز شروع کرتے اور جب آپ رکوع کرتے اور جب آپ سجدہ کرتے، تو ابراہیمؒ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تیرے والد نے رسول اللہ ﷺ کو صرف اسی ایک دن دیکھا ہوگا اس لئے انہیں (آپ ﷺ کی) یہ بات یاد رہی، اور عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کو آپ کی یہ بات یاد نہ رہی، پھر ابراہیمؒ نے کہا کہ ہاتھوں کا اٹھانا تو بس نماز شروع کرتے وقت ہے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۰۱......وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: یحیی بن ابی اسحاقؒ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سجدوں کے درمیان (بھی) اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (بخاری نے اس کو جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: لَمْ يُصِبْ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهُ لَا يَثْبُتُ شَيْءٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ

لِلسُّجُوْدِ، وَمَنْ ذَهَبَ إِلٰى نَسْخِهٖ فَلَيْسَ لَهٗ دَلِيْلٌ عَلٰى ذٰلِكَ إِلاَّ مِثْلَ دَلِيْلِ مَنْ قَالَ: لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْإِفْتِتَاحِ.

ترجمہ : نیموی کہتا ہے کہ ان لوگوں کی بات درست نہیں جن کا دعویٰ ہے کہ سجدے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں، اور جو اس (رفع یدین للسجود) کے منسوخ ہونے کے قائل ہوئے ہیں ان کے پاس اپنی اس بات پر کوئی دلیل نہیں مگر ویسی ہی دلیل جو صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کے قائلین کے پاس ہے۔

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ غَيْرِ الْإِفْتِتَاحِ
تکبیر تحریمہ کے علاوہ میں ہاتھوں کے نہ اٹھانے کا بیان

٤٠٢......عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ.رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : علقمہؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے ایک مرتبہ کے۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث صحیح ہے)

٤٠٣......وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ.رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : اسودؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ (صرف) پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور یہ اثر صحیح ہے)

٤٠٤......وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ.رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : عاصم بن کلیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کو نماز کی پہلی تکبیر پر اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔ (طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٠٥......وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : مجاہدؒ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، پس وہ اپنے ہاتھوں کو صرف نماز کی پہلی تکبیر پر اٹھاتے تھے۔ (طحاوی، ابوبکر ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٠٦......وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلاَّ فِي الْإِفْتِتَاحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

ترجمہ : ابراہیمؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے کسی بھی حصے میں ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے سوائے (نماز کے) شروع میں۔ (طحاوی اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند عمدہ مرسل ہے)

٤٠٧......وَعَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لاَ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيْعٌ: ثُمَّ لاَ يَعُوْدُوْنَ. رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : ابواسحاقؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد نماز کے شروع کے علاوہ میں اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔ وکیعؒ نے کہا کہ پھر وہ (لوگ اس عمل کی طرف) لوٹ کر نہیں آتے تھے۔ (ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: اَلصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ هٰذَا

الْبَابِ، وَأَمَّا الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُمْ رَفْعُ الْأَيْدِيْ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ. وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگوں کا اس سلسلے میں اختلاف ہے، بہر حال خلفاء اربعہؓ سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہاتھوں کا اٹھانا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ ترک رفع یدین پر امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے دلائل پر ایک نظر:

۱...... حدیث ابن مسعودؓ: "أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ"۔ یہ حدیث سنداً ومتناً صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ مسلکِ احناف عدم رفع پر صریح بھی ہے۔

۲...... حدیث ابن عباسؓ مرفوعاً وموقوفاً: "ترفع الأيدى فى سبع مواطن: اذا قام الى الصلاة، واذا رأى البيت، وعلى الصفا، والمروة، وفى جمع، وفى عرفات، وعند الجمار" حدیث سنداً قوی ہے، مذکورہ سات مقامات میں عندالرکوع وعندالرفع کا ذکر نہیں۔ [معارف السنن: ۲/۴۹۸]

۳...... امام نیمویؒ فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدینؓ، عبداللہ بن مسعودؓ ودیگر کئی صحابہ کرامؓ اور ان کے شاگرد رفع یدین کے قائل نہیں تھے۔ [تفصیل کے لئے دیکھیے: التعلیق الحسن]

امام شافعیؒ واحمدؒ کے دلائل کا جواب:

۱...... اس باب میں قائلینِ رفع کی سب سے مضبوط دلیل حدیث ابن عمرؓ کو قرار دیا گیا ہے، احناف کی طرف سے اس کے دو مشہور جواب ہیں:

(الف) یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ خود راوی حدیث عبداللہ بن عمرؓ رفع یدین کے قائل نہیں تھے یہ بات ان سے ان کے مایہ ناز شاگرد مجاہدؒ نے نقل کی ہے اور اس کا ثبوت بسند صحیح ہے لہذا راوی کا عمل اپنی مروی حدیث کے خلاف اس کے نسخ کی دلیل سمجھی جائے گی۔

(ب) ابن عمرؓ کی رفعِ یدین والی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے، صحاح ستہ، موطا مالکؒ اور جزء رفع الیدین للبخاری ودیگر کتب میں ابن عمرؓ سے تمام

روایات میں سات جگہ رفع یدین کا ثبوت ہے: (۱) تکبیر افتتاح کے وقت (۲) عندالرکوع (۳) عندالرفع من الرکوع (۴) تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت (۵) سجدے میں جاتے وقت (۶) دوسجدوں کے درمیان (۷) جب بھی جھکتے اور سر کو اٹھاتے۔

شافعیہ وحنابلہ سے سوال: جب آپ ابن عمرؓ کی روایت کے مطابق ہی رفع یدین کرنا چاہتے ہیں تو بقیہ چار جگہوں میں کیوں رفع یدین نہیں کرتے؟ فماھو جوابکم عنھا فھو جوابنا!

۲...... حدیث مالک بن الحویرثؓ وابوہریرۃؓ میں سجدے کے وقت بھی رفع یدین کا ذکر موجود ہے جس کے مطابق خود شافعیہ وحنابلہ کا عمل نہیں۔

ترکِ رفع یدین کی چند وجوہ ترجیح:

(۱) ترکِ رفع یدین کی روایات اوفق بالقرآن ہیں؛ کیونکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ﴾ نماز میں خشوع وخضوع اور اطمینان کا حکم ہے اور ترکِ رفع میں بوجہ کم سے کم حرکت ہونے کے آیت کے مقتضیٰ پر زیادہ عمل ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی روایات ترک رفع میں کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں نہ ان کا عمل اس کے خلاف منقول ہے بلکہ ان سے صرف ترک رفع ثابت ہے جبکہ حضرت ابن عمرؓ کی روایتوں میں اختلاف بھی ہے اور خود ان سے ترک رفع بھی ثابت ہے جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔

(۳) احادیث میں باہم تعارض کے وقت تعاملِ صحابہ وتعاملِ امت کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ابن مسعودؓ خود کبار صحابہ میں سے ہیں اور سفر وحضر میں حضور پاک ﷺ کے "صاحب النعلین والسواك والوسادة" ہونے کا شرف بھی ان حاصل کو رہتا تھا وہ آپ ﷺ کا عمل ترک رفع نقل کرتے تھے اور اس کے علاوہ کبار صحابہ مثلاً حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ عشرہ مبشرہؓ کا عمل بھی ان کی روایت کے مؤید ہے نیز اہل مدینہ واہل کوفہ یعنی علوم نبوت کے دو اہم مراکز کے اہلیان کا تعامل ترک رفع کا رہا ہے جبکہ دوسرے شہروں میں رافعین اور تارکین دونوں موجود تھے۔

(۴) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کے تمام رُوات فقیہ ہیں اور خود حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین کے تمام راویوں کے مقابلے میں افقہ ہیں اور حدیث مسلسل بالفقہاء دوسری روایات کے مقابلے میں راجح ہوتی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ لِلرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالرَّفْعِ

رکوع، سجدے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہنا

۴۰۸.....عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جس وقت آپ کھڑے ہوتے، پھر تکبیر کہتے جب آپ رکوع کرتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے جب رکوع سے کمر اٹھاتے، پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا ولک الحمد کہتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت (سجدے کے لئے) جھکتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت اپنا سر مبارک اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے جس سجدہ کرتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت اپنا سر مبارک اٹھاتے، پھر آپ پوری نماز میں یہی کرتے یہاں تک کہ آپ اس (نماز) کو پورا کر لیتے اور تکبیر کہتے جس وقت دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۰۹.....وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابوسلمہؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو تکبیر کہتے جب (جب) جھکتے اور اٹھتے، پھر جب وہ فارغ ہوتے تو فرماتے: ''میں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں نماز کے اعتبار سے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۴۱۰......وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّى لَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ وَحِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: سعید بن حارثؒ نے کہا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی پس انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی جس وقت اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور جس وقت سجدے میں گئے اور جس وقت (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا اور جس وقت دوسری رکعت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو (کرتے) دیکھا ہے۔ (بخاری)

۴۱۱......وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ رَفْعٍ وَخَفْضٍ وَقِيَامٍ وَقُعُوْدٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر اٹھنے اور جھکنے اور کھڑے ہونے اور بیٹھنے (کے وقت) میں تکبیر کہتے تھے۔ (احمد، نسائی اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۴۱۲......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثٌ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هُنَيَّةً وَكَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے اور ان کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے، آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اونچا کرتے ہوئے اٹھاتے، اور آپ قرأت سے پہلے تھوڑی دیر رکتے تھے، اور آپ ہر جھکتے اور اٹھتے (وقت) تکبیر کہتے تھے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رکوع وسجود اور دیگر مواقع پر ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا سنت ہے۔

بَابُ هَيْئَاتِ الرُّكُوْعِ

رکوع کے وقت کی حالتوں کا بیان

۴۱۳......عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِيْ فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِيْ أَبِيْ وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِيْنَا عَنْهُ، أُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: مصعب بن سعدؒ نے کہا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں نماز پڑھی، پس میں نے اپنے ہاتھ بند کئے اوران کو اپنی رانوں پر رکھ لیا، تو میرے والد نے مجھے منع کیا اور کہا کہ ہم (بھی) اس طرح کرتے تھے پس ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۴۱۴......وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَكَعَ فَجَافَى يَدَيْهِ وَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رکوع کیا، اور اپنے ہاتھ (بغل سے) دور رکھے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں اور اپنی انگلیوں کو اپنے گھٹنے کے سامنے والے حصہ پر کھول کر رکھا، اور کہا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (احمد، ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۱۵......وَعَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَوْ صُبَّ عَلٰى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَاسْتَقَرَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اگر آپ کی پیٹھ پر پانی بہا دیا جاتا تو وہ ضرور ٹھہر جاتا۔ (طبرانی نے اوسط اور کبیر میں اس کو روایت

کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے روات ثقہ ہیں)

تشریح الکلمات:

''هيئات'': رکوع میں جسم کے مختلف حصوں کی حالتوں کے اعتبار سے ''هيئات'' جمع لائے ہیں۔

''فطبقت بين كفي'': تطبیق اسے کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر ایک کی انگلی دوسری کی انگلی میں داخل کردی جائے جس طرح ''تشبيك'' میں ہوتا ہے، اور پھر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے بیچ میں دبالیا جائے۔

مسئلۃ الباب: باب کی پہلی حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے مصعبؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رکوع کے اندر تطبیق کی تو میرے والد حضرت سعدؓ نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور بتلایا کہ تطبیق کا حکم ابتدا میں تھا اور بعد میں منسوخ ہوگیا۔

بَابُ الْاِعْتِدَالِ وَالطُّمَأْنِيْنَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

رکوع اور سجدوں کو اطمینان اور اعتدال سے کرنے کا بیان

۴۱۶.....عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلاَثًا، فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِيْ، فَقَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلاَتِكَ كُلِّهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، پھر ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر وہ آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، پس نبی کریم ﷺ

نے اس کو جواب دیا اور فرمایا کہ دوبارہ جا اور نماز پڑھ؛ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، پس اس نے (دوبارہ) نماز پڑھی، پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، پھر آپ نے فرمایا کہ دوبارہ جا اور نماز پڑھ؛ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، تین بار (اسی طرح ہوا اور آپ نے یہی فرمایا) تو اس آدمی نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے کہ میں اس کے علاوہ اچھی نہیں پڑھ سکتا، پس آپ مجھے سکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر پڑھ قرآن میں سے جو تجھے آسان ہو، پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کر لے، پھر اٹھ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کر لے، پھر پوری نماز میں اسی طرح کر۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۱۷......وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان (وقفہ) اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سوائے کھڑے ہونے (قیام) کے اور (تشہد میں) بیٹھنے کے تقریباً برابر ہوتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۱۸......وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى قَرِيْبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَنَحْوِ مَا صَلّٰى، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ قَالَ: إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلٰى مَفَاصِلِهَا، فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُوْدِكَ

فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، پھر اس نے آپ کے قریب (ہی) نماز پڑھی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور آپ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹا لے؛ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، پس وہ (آدمی) دوبارہ گیا اور اسی طرح نماز پڑھی جیسا کہ (پہلے) پڑھی تھی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور آپ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹا لے؛ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے سکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ جب تم قبلہ کی طرف منہ کرلو تو تکبیر کہو، پھر سورہ فاتحہ پھر جو چاہے (قرآن میں سے) پڑھو، اور جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو، اور اپنی پیٹھ پھیلا دو، اور اپنے رکوع میں قرار پکڑو، اور جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنی پیٹھ سیدھی کرلو یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں اور جب تم سجدہ کرو تو اپنے سجدے میں قرار پکڑو اور جب اپنا سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاؤ پھر ہر رکعت اور ہر سجدے میں اسی طرح کرو۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۱۹......وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا وَلَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَلَا فِي السُّجُوْدِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوری کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ شخص ہے جو نماز سے چوری کرے، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! نماز سے کیسے چوری کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کرتا اور رکوع میں اور نہ سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا کرتا ہے۔ (احمد اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے رواۃ صحیح درجہ کے ہیں)

۴۲۰......وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيْمُ صَلَاتَهُ يَعْنِيْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ جو وفد میں تھے، نے کہا کہ ہم نکلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، پس ہم نے آپ سے بیعت کی اور ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، تو آپ نے اپنی کن انکھیوں سے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی نماز کو سیدھا نہیں کر رہا تھا یعنی اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں سیدھا نہیں کر رہا تھا، جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۲۱......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: سَجْدَةٌ مِنْ سُجُوْدِ هٰؤُلَاءِ أَطْوَلُ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان لوگوں کے سجدوں میں سے ایک سجدہ نبی کریم ﷺ کے تین سجدوں سے زیادہ لمبا ہے۔ (احمد اور طبرانی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۲۲......وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ أَمَّنَا فَلْيُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَإِنَّ فِيْنَا الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَعَابِرَ سَبِيْلٍ وَذَا الْحَاجَةِ، هٰكَذَا كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو ہمیں امامت کرائے اسے چاہئے کہ وہ رکوع اور سجدے پورے، پورے (ادا) کرے؛ اس لئے کہ ہم میں ضعیف، بڑی عمر کے لوگ، مسافر اور حاجتمند (لوگ بھی) ہوتے ہیں، اسی طرح ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

''الاعتدال'': تعدیلِ ارکان کی حقیقت یہ ہے کہ نماز کا ہر رکن اتنے اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے کہ تمام اعضاء اپنے اپنے مقام پر مستقر ہو جائیں۔

مسئلۃ الباب: تعدیلِ ارکان کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں فرض ہے اس کے بغیر رکوع سجود صحیح نہیں اور نماز باطل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کے نزدیک مشہور قول کی بناء پر واجب ہے، اس کے ترک کرنے سے فرض تو ادا ہو جائے گا مگر نماز واجب الاعادہ ہو گی۔

اختلاف کا مدار: یہ اختلاف اس اصولی اختلاف پر مبنی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ خبر واحد سے فرضیت کے ثبوت کے قائل نہیں ہیں بلکہ امام صاحب کے نزدیک خبر واحد سے واجب ثابت ہوتا ہے جو فرض اور سنت کے درمیان احکام کا ایک درجہ ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

۱..... حدیث ابو ہریرہؓ کہ ایک شخص نے تعدیلِ ارکان کے بغیر نماز پڑھی آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا ''اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ'' تو تعدیل ارکان نہ کرنے سے نماز کی نفی کر دی گئی اور دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

۲..... حدیث رفاعہ بن رافعؓ: ''أَعِدْ صَلَاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ'' مثل پہلے کے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کی دلیل: یہی دونوں حدیثیں بالخصوص حدیثِ رفاعہؓ جو ''حدیث مسیی الصلاۃ'' کے نام سے مشہور ہے، استدلال اس طور پر ہے کہ روایت کے آخر میں (بروایت امام ترمذیؒ) آنحضرت ﷺ کا اس شخص سے یہ ارشاد موجود ہے ''**فاذا فعلت ذلك فقد تمت صلاتك وان انتقصت منه شيئا انتقصت من صلاتك**''۔ تعدیلِ ارکان نہ کرنے پر ابتداء جب ''**لم تصل**'' کہا گیا تو صحابہ کرامؓ کچھ پریشان ہوئے مگر جب آخر میں یہ سنا کہ تعدیل ارکان سے نماز بالکل کالعدم نہیں ہوتی بلکہ اس میں نقص اور کمی آجاتی ہے جس پر ترک واجب کی وجہ سے اعادۂ صلوۃ واجب قرار دیا گیا تو ان کو یہ بات پہلی بات سے ہلکی لگی۔

بَابُ مَايُقَالُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

رکوع اور سجدے میں جو پڑھا جائے اس کا بیان

٤٢٣......عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَرَكَعَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، وَفِيْ سُجُوْدِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ نے رکوع کیا اور آپ نے اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم (پاک ہے میرا رب عظمت والا) اور اپنے سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے میرا رب جو بلند و برتر ہے) پڑھا۔ (نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٢٤......وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى قَالَ: اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب (آیت) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ نازل ہوئی تو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں مقرر کر لو، پھر جب (آیت) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے سجدے میں مقرر کر لو۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٤٢٥......وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا، وَفِيْ سُجُوْدِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں تین بار

"سبحان ربی العظیم" اور سجدے میں تین بار "سبحان ربی الاعلیٰ" کی تسبیح کرتے تھے۔ (بزار اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: رکوع وسجود میں تسبیح کا حکم!

(۱) رکوع سجود میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ پڑھنا امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک تسبیح کہنا سنت ہے۔ تین بار پڑھنا سنت کا ادنیٰ درجہ ہے اور پانچ بار اوسط اور سات بار اکمل۔ تین سے کم مکروہ تنزیہی ہے۔ [ردالمحتار: ۱/۳۹۴]

بَابُ مَایَقُوْلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟

٤٢٦......عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَی الصَّلَاةِ يُکَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُکَبِّرُ حِيْنَ يَرْکَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جس وقت رکوع سے اپنی کمر کو سیدھا اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ (سن لی اللہ نے اس کی جس نے اس کی تعریف کی) کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنالک الحمد (اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں) کہتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٢٧......وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ

لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنالك الحمد کہو؛ اس لئے کہ جس شخص کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوگیا اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (شیخین)

٤٢٨......وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَقَطَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُه، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَاءَه قُعُوْدًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِه، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گرے تو آپ کے دائیں جانب خراش آگئی، پس ہم نے آپ کے پاس جا کر آپ کی عیادت کی، پھر نماز حاضر ہوگئی (یعنی نماز کا وقت ہوگیا) تو آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی، اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر جب آپ نے نماز پوری کرلی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک امام تو اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اسی کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم (بھی) تکبیر کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ (رکوع سے) اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم سب ربنا لک الحمد کہو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم (بھی) سجدہ کرو۔ (شیخین)

مسئلۃ الباب: قومہ میں تسمیع وتحمید کا حکم!

منفرد کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ تسمیع وتحمید دونوں کہے گا، نیز مقتدی کے بارے میں بھی اتفاق ہے کہ وہ صرف تحمید کرے گا، البتہ امام کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک امام منفرد کی طرح دونوں کہے گا۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک امام صرف تسمیع کہے گا۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابوہریرہؓ "ثُمَّ يَقُوْلُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَه، مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" آپ ﷺ امام ہونے کے باوجود تسمیع وتحمید دونوں کہا کرتے تھے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: باب کی دوسری اور تیسری حدیث جس میں تقسیم ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنالک الحمد کہو۔

تطبیق: حضرت ابوہریرہؓ کی پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق اس طور پر ہے کہ پہلی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی انفرادی نماز مراد ہو اور دوسری حدیث میں جماعت والی نماز کا حکم بیان ہو۔

(تیسری حدیث میں مذکور مسئلہ اقتداء القائم بالقاعد آگے مستقل باب کے تحت بیان ہوگا)

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطَاطِ لِلسُّجُوْدِ

سجدے کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو رکھنے کا بیان

۴۲۹......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے (سجدے میں نہ جائے) جیسے اونٹ بیٹھتا ہے اور چاہئے کہ (پہلے) اپنے ہاتھوں کو، پھر اپنے گھٹنوں کو رکھے۔ (احمد اور تینوں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے)

۴۳۰......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے۔ (دارقطنی، طحاوی، حاکم اور ابن خزیمہ نے اس کو نقل کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا جبکہ یہ حدیث معلول ہے)

مسئلۃ الباب: سجدے میں جانے کا طریقہ!

(۱) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ہاتھوں کو اور پھر گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھے پھر ہاتھوں کو، جمہور کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جو عضو زمین سے قریب تر ہے سجدے میں جاتے وقت پہلے اس کو زمین پر رکھا جائے اور اٹھتے وقت اس کا برعکس۔

امام مالکؒ کی دلیل:

۱...... قولی حدیث ابوہریرہؓ: "لَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ" اس میں زمین پر پہلے گھٹنے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

۲...... فعلی حدیث ابن عمرؓ: "كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ" نبی کریم ﷺ پہلے ہاتھ مبارک اور پھر گھٹنے زمین پر رکھتے تھے۔

(جمہور کے دلائل اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِنْحِطَاطِ لِلسُّجُوْدِ

سجدے کے لئے جھکتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھنے کا بیان

۴۳۱...... عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السَّكَنِ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب آپ اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ (چاروں نے، ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابن سکن نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۴۳۲...... وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا: حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ صَلَاتِهٖ أَنَّهٗ خَرَّ بَعْدَ رُكُوْعِهٖ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخِرُّ الْبَعِيْرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: علقمہؒ اور اسودؒ نے کہا: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز میں سے یہ بات یاد رکھی کہ وہ اپنے رکوع کے بعد اپنے گھٹنوں کے بل پر جھکتے جیسا اونٹ جھکتا ہے اور اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب میں جمہور کی دلیل:

۱......حدیث وائل بن حجرؓ: "وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ" آنحضرت ﷺ کا عمل یہ تھا کہ سجدے میں پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ زمین پر رکھتے تھے۔

۲......حدیث علقمہؒ واسودؒ کہ حضرت عمرؓ بھی پہلے گھٹنے اور بعد میں ہاتھ زمین پر رکھتے تھے۔

امام شافعیؒ کو جواب:

۱......حدیث ابو ہریرۂ سنداً ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایک سخت علت ہے وہ یہ کہ اس کا پہلا اور دوسرا ٹکڑا ایک دوسرے کے متضاد ہے اس لئے کہ پہلے ٹکوے میں اونٹ کی طرح بیٹھنے سے ممانعت ہے اور اونٹ کی عادت ہے کہ پہلے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھتا ہے لہذا اس ٹکڑے کا مقصد یہ ہوا کہ پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھو تا کہ اونٹ کی مخالفت ہو سکے مگر دوسرے ٹکوے میں پہلے ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کا حکم ہو رہا ہے جو عین اونٹ کی طرح بیٹھنا ہے۔

دراصل حدیث کے الفاظ یوں تھے: "وليضع ركبتيه قبل يديه" کسی راوی سے غلطی ہوگئی۔

۲......حدیث ابن عمرؓ بھی معلول ہے اس طرح سے کہ اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی جانب عبید اللہ کے کئی شاگردوں میں صرف عبدالعزیز بن محمد کرتے ہیں اور عبدالعزیز پر محدثین نے جرح کی ہے۔

بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُوْدِ

سجدے کی مختلف حالتوں کا بیان

۴۳۳......عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال رکھو اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح بازو نہ پھیلائے۔ (جماعت نے اس کو نقل کیا)

٤٣٤......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَانَكْفُتُ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر اور آپ نے ہاتھ سے اپنی ناک طرف اشارہ کیا، اور ہاتھوں اور گھٹنوں اور قدموں کے کنارے پر، اور میں کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔ (شیخین)

٤٣٥......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو کھول لیتے یہاں تک کہ آپ کی بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٣٦......وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَنَحّٰى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيْحِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جما دیتے اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو سے دور رکھتے، اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھتے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

٤٣٧......وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو

اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۳۸......وَعَنْهُ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: انہی (وائلؓ) نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو غور سے دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ (اسحاق بن راہویہ، عبدالرزاق، نسائی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: سجدے میں کتنے اعضاء استعمال ہوں؟!

اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے: یدین، رکبتین، قدمین، وجہ۔ البتہ ان میں سے کن اعضاء کا زمین پر رکھنا فرض ہے اور کن کا رکھنا فرض نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک ساتوں اعضاء زمین پر رکھنا فرض ہے ورنہ سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

(۲) امام مالکؒ، امام شافعیؒ (مشہور قول کے مطابق) اور صاحبینؒ کے نزدیک پیشانی کا ٹیکنا ضروری ہے، اقتصار علی الأنف جائز نہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہیئت تعظیمی کے ساتھ پیشانی اور ناک میں سے کسی ایک اکتفاء کرنے سے سجدہ ہو جائے گا لیکن بلاعذر کسی ایک پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ باقی قدمین کو پورے سجدہ میں اٹھائے رکھنے سے استہزاء کی بو آتی ہے اس لئے سجدہ نہیں ہوتا نہ یہ کہ قدمین کا رکھنا بھی فرض ہے۔

[معارف السنن: ۳/۳۳]

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث ابن عباسؓ ''أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ'' سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

امام مالکؒ، شافعیؒ و صاحبینؒ کی دلیل: حدیث ابوحمیدؓ ''كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ'' پیشانی اور ناک دونوں کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: قرآن کریم میں بے شمار جگہ سجدہ کے وجوب کے لئے ﴿اسجدوا﴾

کے ساتھ خطاب ہوا ہے اور سجدہ کی حقیقت فقط "وضع بعض الجبهة علی بما لا سخرية فيه" ہے صرف ناک یا پیشانی زمین پر رکھ دینے سے یہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے البتہ حدیث شریف کی رو سے پیشانی اور ناک دونوں کا رکھنا واجب ہوا لہٰذا بلا عذر ایک پر اکتفاء مکروہ تحریمی ہوگا۔

امام احمدؒ کو جواب: امر تمام اعضاء کے وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ دائر بین الوجوب والسنۃ ہے کہ ان سات میں سے کچھ کا رکھنا واجب بمعنی فرض اور کچھ کا رکھنا مامور بطریق السنیۃ ہے کیونکہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سجدے کی حالت میں دعا مانگتے ہوئے سجدہ کرنے کی نسبت صرف "وجہ" کی طرف کی اور جناب باری میں عرض گذار ہوئے "سجد وجهي للذی خلقه ......الخ لہٰذا "وجہ" یعنی پیشانی یا ناک (جیسا کہ امام صاحب کا قول ہے) یا دونوں (جیسا کہ دیگر ائمہ کا قول ہے) سے سجدہ متحقق ہوگا۔

احادیث کے درمیان تطبیق:

حدیث ابو حمیدؓ میں بحالت سجدہ "وَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ" اور وائلؓ کی ایک روایت میں "سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ" اور دوسری روایت میں "وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ" وارد ہوا ہے، اگر اس طرح سجدہ کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر آجائیں اور انگلیاں آگے کو نکلی ہوئی ہوں تو تینوں حدیثوں کے مطابق عمل ہو جائے گا۔ انشاءاللہ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْعَاءِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ

کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

۴۳۹ ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِي إِسْنَادِهِ لِينٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (نماز میں) تین باتوں سے منع فرمایا: (ایک) مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے سے، (دوسرا) کتے کی طرح بیٹھنے سے، اور (تیسرا) لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر توجہ کرنے سے۔ (احمد نے روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)

٤٤٠......وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِقْعَاءِ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء سے منع فرمایا۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن ان دونوں (شیخین) نے اس کی تخریج نہیں کی)

مسئلۃ الباب: دورانِ نماز تین طرح کی حالت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے:

(۱) **نقرۃ کنقرۃ الدیك:** یعنی مرغ کے ٹھونگیں مارنے کی طرح رکوع سجدہ سنن و مستحبات کے اہتمام کے بغیر جلدی جلدی ادا نہ کرے۔

(۲) **اقعاء کاقعاء الکلب:** اقعاء کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

(الف) ایک یہ کہ آدمی کولہو (سرین) پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کرلے کہ گھٹنے شانوں کے مقابل آجائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لے۔ اس تفسیر کے مطابق بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

(ب) دوسری تفسیر یہ ہے کہ دونوں پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ اس تفسیر کے لحاظ سے اقعاء کے حکم میں اختلاف ہے (دلائل اگلے باب میں آئیں گے):

امام شافعیؒ اس کو دو سجدوں کے درمیان سنت قرار دیتے ہیں یعنی جلسہ بین السجدتین کے دو طریقے ہیں: افتراش اور اقعاء۔ باقی ائمہ کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

(۳) **التفات الثعلب:** "لومڑی کی طرح التفات کرنا" نماز میں التفات کی تین صورتیں ہیں:

(۱) چہرہ پھیرا جائے فقط، یہ مکروہ ہے۔ (۲) سینہ پھیر لے، یہ مفسدِ صلاۃ ہے استقبالِ قبلہ فوت ہوجانے کی وجہ سے۔ (۳) کن انکھیوں سے دیکھنا یعنی گوشۂ چشم سے التفات کرنا، یہ خلافِ اولیٰ ہے منافی خشوع ہونے کی وجہ سے، البتہ مباح عند الضرورۃ۔

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان ایڑھیوں پر بیٹھنے کا بیان

۴۴۱......عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟ فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: طاؤسؒ نے کہا کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (نماز میں) قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، پس ہم نے کہا کہ بے شک ہم تو اس کو پاؤں کے ساتھ ظلم سمجھتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ (نہیں) بلکہ یہ تو تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۴۲......وَعَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُقْعُوْنَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: طاؤسؒ کے بیٹے اپنے والد طاؤسؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر، ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کو (نماز میں) اقعاء کرتے (یعنی ایڑھیوں پر بیٹھے ہوئے) دیکھا۔ (عبدالرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۂ اقعاء میں امام شافعیؒ کی دلیل:

۱......حدیث ابن عباسؓ جس میں مختلف فیہ اقعاء کو سنت کہا گیا ہے۔

۲......ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ کا عملاً اقعاء مذکور کرنا۔

(ائمہ ثلاثہ کے دلائل اور امام شافعیؒ کے دلائل کا جواب اگلے باب میں دیکھیں)

بَابُ افْتِرَاشِ الرِّجْلِ الْيُسْرٰى وَالْقُعُوْدِ عَلَيْهَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَتَرْكِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنے اور ایڑھیوں پر نہ بیٹھنے کا بیان

٤٤٣...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ. أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَهُوَ مُخْتَصَرٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر (اس پر) بیٹھ جاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے، اور آپ شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ (مسلم نے اس کو ذکر کیا اور اس حدیث میں اختصار ہوا ہے)

٤٤٤...... وَعَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: ثُمَّ يَهْوِيْ إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَ يَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ: اللهُ أَكْبَرُ...... اَلْحَدِيْثَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پھر آپ ﷺ زمین کی طرف جھکتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلو سے جدا رکھتے، پھر اپنا سر مبارک اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں دہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے، پھر آپ سجدہ کرتے، پھر کہتے: اللہ اکبر...... الحدیث۔ (ابوداود، ترمذی اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٤٤٥...... وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ أَنَّهُ رَأٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَرْجِعُ فِيْ سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذُكِرَ لَهُ ذٰلِكَ،

فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةِ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَشْتَكِي. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: مغیرہ بن حکیمؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نماز میں دو سجدوں کے درمیان اپنے قدموں کے سینے (پنجے) کے بل لوٹتے (بیٹھتے)، جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ نماز کی سنت نہیں ہے اور میں تو اس لئے ایسا کرتا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔ (مالک در موطا، سند صحیح ہے)

مسئلہ اقعاء میں ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل:

۱.....حدیث عائشہؓ کہ آنحضرت ﷺ جلسہ بین السجدتین میں افتراش کرتے تھے اور ایڑیوں کے بل بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔

۲.....حدیث ابوحمید ساعدیؓ: اس میں بھی آنحضرت ﷺ کا افتراشاً بیٹھنا مذکور ہے۔

۳.....حدیث ابن عمرؓ کہ آپ نے ایڑیوں کے بل بیٹھنے کو اپنی مجبوری قرار دیا اور اس کے سنت ہونے کی نفی کی۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا رد:

۱.....حدیث ابن عباسؓ ضعیف ہے نیز سنت سے مراد سنت دائمی نہیں بلکہ سنت عند العذر ہے۔

۲.....بعض صحابہ کرامؓ کا جلوس علی العقبین حالتِ عذر پر محمول ہے جیسا کہ ابن عمرؓ نے اس بارے میں اپنا عذر بیان کیا۔

بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

٤٤٦.....عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوسجدوں کے درمیان میں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاھْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" پڑھتے (یعنی اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میری بگڑی بنادے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے)۔ (ترمذی اوردوسروں نے اس کوروایت کیااور یہ حدیث ضعیف ہے)

مسئلۃ الباب: فرائض میں بشرطیکہ امام نہ ہواورنوافل میں مطلقاً دوسجدوں کے درمیان ماثور دعائیں پڑھ لینی چاہئیں۔ [ردالمحتار:۱/۵۰۵]

بَابٌ فِيْ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ

پہلی اورتیسری رکعت میں دوسجدوں کے درمیان جلسہ استراحت کا بیان

۴۴۷......عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ فَإِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کونماز پڑھتے ہوئے دیکھا، توجب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔ (بخاری نے اس کوروایت کیا)

مسئلۃ الباب: پہلی اورتیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے فارغ ہوکرجلسۂ استراحت، (کچھ دیرراحت حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھے رہنا) کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک جلسۂ استراحت مسنون ہے۔

(۲) باقی تینوں ائمہ وجمہوراس کومسنون قرارنہیں دیتے ان کے نزدیک بیٹھنے کے بجائے سیدھا کھڑا ہوجانا افضل ہے، البتہ احناف وحنابلہ کے یہاں جلسۂ استراحت جائز ہے مفسد نہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: باب کی حدیث مالک بن الحویرثؓ "لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا"۔

بَابٌ فِيْ تَرْكِ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ

جلسۂ استراحت نہ کرنے کا بیان

٤٤٨......عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّهٗ أَحْمَقُ، فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: يُسْتَفَادُ مِنْهُ تَرْكُ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ وَإِلَّا لَكَانَتِ التَّكْبِيْرَاتُ أَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً، لِأَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُوْدٍ.

ترجمہ: عکرمہؒ نے کہا کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے (پوری نماز میں) بائیس تکبیریں کہیں، تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ یہ (تو) نادان ہے، تو انہوں نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے (یہ تو) ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔ (بخاری)

نیموی کہتا ہے: اس سے جلسہ استراحت نہ کرنا سمجھا جاتا ہے ورنہ تکبیرات چوبیس بنتی ہیں اس لئے کہ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر جھکتے، اٹھتے، کھڑے ہوتے، اور بیٹھتے تکبیر کہتے تھے

٤٤٩......وَعَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَبُوْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ: ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عباسؓ یا عیاش بن سہل ساعدیؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں ہیں (وہ بھی) تھے اور (اسی) مجلس میں حضرت ابوہریرہ،

ابوحمید ساعدی اور ابواسید رضی اللہ عنہم (بھی) تھے، پھر (پوری) حدیث ذکر اور اس (حدیث) میں یہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہوگئے اور بیٹھے نہیں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۵۰......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ أَنَّ أَبَامَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَه، فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ! اِجْتَمِعُوْا وَأَجْمِعُوْا نِسَائَكُمْ وَأَبْنَائَكُمْ أُعَلِّمُكُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ صَلّٰى لَنَا بِالْمَدِيْنَةِ، فَاجْتَمَعُوْا وَأَجْمِعُوْا نِسَائَهُمْ وَأَبْنَائَهُمْ فَتَوَضَّأَ وَأَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ فَأَحْصَى الْوُضُوْءَ إِلٰى أَمَاكِنِهٖ حَتّٰى لَمَّا أَنْ فَاءَ الْفَيْءُ وَانْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ فَأَذَّنَ فَصَفَّ الرِّجَالَ فِيْ أَدْنَى الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ، فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ يُسِرُّهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَه، وَاسْتَوٰى قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَه، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِيْرُه، فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتَّ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ حِيْنَ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَه، أَقْبَلَ إِلٰى قَوْمِهٖ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: اِحْفَظُوْا تَكْبِيْرِيْ وَتَعَلَّمُوْا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ ؛ فَإِنَّهَا صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُه، حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن غنمؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اشعری قبیلہ! خود بھی جمع ہوجاؤ اور اپنے بیوی بچوں کو (بھی) جمع کرلو، میں تمہیں نبی اکرم ﷺ کی وہ نماز سکھاؤں گا جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی تھیں، پس لوگ جمع ہوگئے اور اپنے بیوی بچوں کو (بھی) جمع کرلیا، پھر انہوں نے وضوء کیا اور انہیں (قوم کو) دکھایا کہ آپ ﷺ کیسے وضوء فرماتے تھے اور انہوں نے اعضاء وضوء کو اچھی طرح گھیر لیا (یعنی خوب اچھی طرح احاطہ کرکے دھویا) یہاں تک کہ جب سایہ بڑھنے لگا اور سایہ (اصلی) ٹوٹا تو کھڑے ہوئے

اور اذان دی، اور قریبی صف مردوں کی، اور ان کے پیچھے بچوں کی، اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی، پھر نماز کی اقامت کہی، (خود) آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور تکبیر کہی اور سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی ان دونوں کو آہستہ آواز میں پڑھا، پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور تین بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور سیدھے کھڑے ہوگئے، پھر تکبیر کہی اور سجدے میں جھک گئے، پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہوگئے، اور پہلی رکعت میں ان کی چھ تکبیریں تھیں اور جس وقت دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی، جب اپنی نماز پوری کر لی تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے تکبیر کہنے (کی تعداد) کو یاد رکھو، اور میرے رکوع اور سجدہ کو سیکھ لو؛ اس لئے کہ یہی رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز ہے جو آپ دن کی اس گھڑی ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۵۱...... وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ: أَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ. رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: نعمان بن عیاشؒ نے کہا کہ میں نے ایک سے زائد صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تو وہیں سے کھڑے ہوجاتے اور نہیں بیٹھتے تھے۔ (ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۵۲...... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: رَمَقْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ، فَرَأَيْتُهُ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ. قَالَ: يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزیدؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھا تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اور بیٹھے نہیں۔ (راوی نے) کہا کہ وہ اپنے قدموں کے سینے (پنجے کے بل) پر پہلی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہوئے۔ (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی

نے سنن کبریٰ میں اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

٤٥٣......وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : وہب بن کیسانؒ نے کہا کہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب وہ دوسرا سجدہ کر لیتے تو وہیں سے اپنے قدموں کے سینے پر (پنجے کے بل) کھڑے ہو گئے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب میں جمہور کے دلائل پر ایک نظر:

۱......باب کی پہلی حدیث جس میں ابن عباسؓ نے جلسۂ استراحت کے بغیر نماز کو سنت طریقہ قرار دیا۔

۲......حضرت سہل ساعدیؓ، ابو ہریرہؓ، ابو حمید ساعدیؓ اور ابو سعید خدریؓ کا جلسۂ استراحت کے بغیر آنحضرت ﷺ کا طریقۂ نماز بیان کرنا۔

۳......ابو مالک اشعریؓ کا اپنی قوم کو جمع کر کے جلسۂ استراحت کے بغیر نماز پڑھانا اور اس طریقہ کو آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق قرار دینا۔

۴......نعمان بن عیاشؒ کا متعدد صحابۂ کرام سے جلسۂ استراحت کے بغیر طریقۂ نماز کو روایت کرنا۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا رد: جلسۂ استراحت والی حدیث بیانِ جواز یا حالتِ عذر پر محمول ہے۔ آخری عمر میں آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا تو آپ نے جلسۂ استراحت کیا ورنہ اگر یہ مستقل سنتِ صلاۃ ہوتی تو ضرور صحابۂ کرام کا ایک جم غفیر اس کو نقل کرتا۔

بَابُ افْتِتَاحِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ

دوسری رکعت قرأت سے شروع کرنے کا بیان

٤٥٤......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو قرأت الحمدللہ رب العالمین سے شروع کرتے اور خاموش نہیں رہتے تھے۔

قولہ: "ولم یسکت" یعنی دوسری رکعت میں ثناء وتعوذ نہ پڑھتے تھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّوَرُّكِ

ان روایات کا بیان جو تورّک کے بارے میں آئی ہیں

۴۵۵......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُوْحُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ عَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فِقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: محمد بن عمرو بن عطاءؒ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے (راوی نے کہا) پس ہم نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا، تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو یاد رکھا ہے، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر کر لیتے اور جب آپ رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر جما دیتے، پھر اپنی پیٹھ کو ہموار کر دیتے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو سیدھے (کھڑے) ہو جاتے یہاں تک کہ کمر کی ہڈی اپنی جگہ لوٹ آتی، پھر جب آپ سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو ایسے رکھتے نہ بچھے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے ہوتے، اور اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرتے، پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے

اوردائیں (پاؤں) کوکھڑا کرلیتے، پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تواپنابایاں پاؤں آگے کردیتے اوردوسرے کوکھڑا کرلیتے اوراپنا جسم زمین پرٹکادیتے۔(بخاری نے اس کوروایت کیا)

مسئلۃ الباب: تشہد میں بیٹھنے کی حالت کابیان!

(۱) امام مالکؒ نزدیک قعدۂ اولیٰ واخیرہ دونوں میں تورّک افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں میں افتراش افضل ہے۔

(۳) امام شافعیؒ واحمدؒ قعدۂ اولی واخیرہ میں فرق کرتے ہیں یعنی امام شافعیؒ قعدۂ اخیرہ میں تورک کے اورقعدہ اولیٰ میں افتراش کے افضل ہونے کے قائل ہیں، جبکہ امام احمدؒ تین اورچار رکعتی نماز میں قعدۂ اولیٰ میں افتراش اوراخیرہ میں تورک کواوردورکعتی نماز کے قعدہ میں افتراش کو افضل کہتے ہیں۔

تورک کے دوطریقے ہیں: (۱) بائیں پاؤں کوبچھاکراس کودائیں طرف نکال لیاجائے اور دائیں پاؤں کوکھڑارکھاجائے۔(۲) بائیں کولھے پربیٹھ جانااوردونوں پاؤں دائیں جانب باہر کی طرف نکال دیناجیساکہ حنفی عورتیں بیٹھتی ہیں۔

افتراش کاطریقہ: بائیں پاؤں کوبچھاکراس پربیٹھ جانااوردائیں پاؤں کوکھڑاکرلینا۔

قائلین بالتورک کی دلیل:

باب کی حدیث ابوحمید ساعدیؓ "فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ"۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي عَدَمِ التَّوَرُّكِ

وہ روایات جوتورُّک نہ کرنے کے بارے میں آئی ہیں

٤٥٦......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى

يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے، اور جب رکوع کرتے تو نہ اپنا سر اوپر اٹھاتے نہ (زیادہ) جھکاتے لیکن اس کے درمیان رکھتے، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجاتے اور جب اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تو (دوبارہ) سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے، اور ہر دوسری رکعت (کے آخر) میں التحیات پڑھتے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور دائیں پاؤں کھڑا فرما لیتے، اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور منع فرماتے کہ آدمی اپنے بازوؤں کو درندے کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم فرماتے تھے۔ (مسلم)

۴۵۷...... وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَعَدَ وَ تَشَهَّدَ فَرَشَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس جب آپ بیٹھتے اور تشہد پڑھتے (اور) اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ (سعید بن منصور اور طحاوی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۵۸...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى، رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نماز کی سنتوں میں سے (جلسہ میں)

دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا بھی ہے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قائلین بالافتراش کے دلائل:

۱......حدیث عائشہؓ: "وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى"۔

۲......حدیث وائلؓ: "فَلَمَّا قَعَدَ وَ تَشَهَّدَ فَرَشَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا"۔ دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ کا عمل مطلقاً افتراش منقول ہے من غیر فرق۔

۳......عبداللہ بن عمرؓ نے مطلقاً افتراش کو سنتِ صلاۃ قرار دیا۔

قائلینِ تورک کو جواب: حدیث ابوحمیدؓ یعنی تورک والی حدیث حالتِ عذر پر محمول ہے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ قعدۂ اولیٰ واخیرہ دونوں میں تورک کرتے تھے اور فرماتے تھے: "ان رجلای لاتحملانی" میرے پاؤں اب میرے جسم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ [طحاوی شریف]

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد کا بیان

۴۵۹......عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ؛ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوْهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدِ اللهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ جبرائیل اور میکائیل پر سلامتی ہو، (اور) فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو، پس رسول

اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ ہے ہی سلام، پس جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ کہے کہ ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ ...... الخ '' (یعنی تمام بدنی ،قولی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)؛ اس لئے کہ جب تم نے یہ کہہ لیا تو اللہ کے ہر نیک بندہ کو جو آسمان میں ہو اور زمین میں ہو اس کو (تمہارا سلام) پہنچے گا، (پھر کہو) ''أَشْهَدُ ...... الخ''، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٦٠...... وَعَنْهُ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: وَإِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعودؓ) نے کہا کہ بے شک محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ہر دو رکعت (کے آخر) میں بیٹھو تو تم پڑھو ''التَّحِيَّاتُ ......'' الخ، پھر تم میں سے کوئی ایک دعا چن لے جو اسے پسند ہو، پھر اس سے اپنے رب عزوجل سے دعا کرے۔ (احمد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سے متعدد سندوں سے روایت کی گئی ہے، اور یہ حدیث نبی ﷺ سے تشہد کے بارے میں منقول احادیث میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

٤٦١...... وَعَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعودؓ) نے کہا کہ (یہ بات) سنت میں سے ہے کہ تشہد کو آہستہ پڑھا جائے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن جبکہ حاکم نے صحیح قرار دیا ہے)

مسئلۃ الباب: تشہد کے الفاظ چوبیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور ان سب کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان میں سے جو صیغہ بھی پڑھ لیا جائے جائز ہے، البتہ افضلیت میں اختلاف ہے:

(۱) امام ابوحنیفہؒ واحمدؒ تشہد ابن مسعودؓ کو ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ معروف ہیں۔

(۲) امام مالکؒ تشہد عمر فاروقؓ کو ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں: "التحیات لله الزاکیات لله الطیبات الصلوات لله، السلام علیك ......الخ (والباقی کتشهد ابن مسعودؓ)

(۳) امام شافعیؒ تشہد ابن عباسؓ کو ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ ایک روایت میں یوں ہیں: "التحیات المبارکات، الصلوات الطیبات لله، السلام علیك أیها النبی ......الخ (والباقی کتشهد ابن مسعودؓ) وفی روایة : "......سلام علیك أیها النبی ورحمة الله وبرکاته، سلام علینا......الی قوله ......وأشهد أن محمدا رسول الله "۔

تشہد ابن مسعودؓ کی چند وجوہ ترجیح:

(۱) تمام محدثین کے نزدیک تشہد کے باب میں تشہد ابن مسعودؓ صحیح تر روایت سے ثابت ہے۔

(۲) تشہد ابن مسعودؓ صحاح ستہ سمیت کئی کتب حدیث میں ہے مگر کمال یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں کہیں سرِ مُو اختلاف نہیں، جبکہ دوسرے تمام تشہدات کے الفاظ میں اختلاف موجود ہے۔

(۳) آپ ﷺ نے بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کو ہاتھوں سے پکڑ کر تشہد کی تعلیم دی، اور ابن مسعودؓ بھی اسی قدر اہتمام کے ساتھ اپنے شاگردوں کو تشہد سکھایا کرتے تھے۔

(۴) بیس صحابۂ کرامؓ سے منقول ہے اور اکثر تابعین اسی کے قائل تھے۔

(۵) اس کا ثبوت صیغۂ امر کے ساتھ ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا۔ وغیر ذلک [معارف السنن: ۳/۸۲-۸۵]

بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَّابَةِ

شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا

٤٦٢......عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب (قعدہ میں) بیٹھ کر دعا فرماتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر، اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے، اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے، اور اپنے انگوٹھے کو اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے، اور آپ کی بائیں ہتھیلی آپ کے گھٹنے کو لقمہ بنائے ہوتی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٤٦٣......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلاَثًا وَخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے، اور اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور ترپن کے عدد کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٤٦٤......وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَرَفَعَ الَّتِيْ تَلِيْهَا يَدْعُوْ بِهَا فِي التَّشَهُّدِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلاَّ التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور ان دونوں کے ساتھ والی (انگلی کو) بلند کیا آپ تشہد میں

اس کے ذریعے دعامانگا کرتے (اشارہ کرکے)۔(سوائے ترمذی کے پانچوں نے اس کو روایت کیااوراس کی سند صحیح ہے)

٤٦٥......وَعَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: مالک بن نمیر خزاعیؒ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا دیکھا اور آپ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: إِنَّ الْإِشَارَةَ بِالسَّبَّابَةِ فِي التَّشَهُّدِ ذَهَبَ إِلَيْهَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَلٰى مَاقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ مُوَطَّاهُ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ بے شک تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کی طرف اہلِ علم میں سے ایک جماعت گئی ہے، اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے جیسا کہ امام محمد بن حسنؒ نے اپنی مؤطا میں کہا ہے۔

تشریح الکلمات:

"السبابة": شہادت والی انگلی کے عربی میں دو نام ہیں ایک سبابہ یعنی جس کے ذریعہ کلمۂ توحید کی طرف اشارہ کیا جاتا اور شیطان کو برا بھلا کہا جاتا ہے دوسرا نام مسبّحہ یعنی تسبیح کرنے والی۔

مسئلۃ الباب:

تشہد میں اشارہ بالسبابہ مسنون ہونے پر ائمہ اربعہ متفق ہیں، اور اس کی سنیت پر بکثرت روایات شاہد ہیں کمافی احادیث الباب۔ البتہ چونکہ حنفیہ کی متونِ معتبرہ میں اشارہ بالسبابہ کا نہ اثبات میں ذکر ملتا ہے اور نفی میں، پھر بعض علاقوں میں اشارہ بالسبابہ روافض کا شعار بھی بن گیا تھا تو بعض متاخرین نے ان کی تردید میں اشارہ بالسبابہ کو ہی غیر مسنون قرار دیا۔

حالانکہ روایاتِ حدیث کے پیش نظراس کے مسنون ہونے میں ادنیٰ شک بھی نہیں اور امام محمدؒ نے ''موطا'' میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہم اشارہ بالسبابہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے عمل کو لیتے ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

اشارہ بالسبابہ کا طریقہ: باب کی حدیثوں میں اشارہ بالسبابہ کے تین طریقے مذکور ہیں۔

(۱) حدیث عبداللہ بن زبیرؓ کے مطابق تینوں انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو وسطیٰ یعنی درمیانی انگلی کے اوپر رکھ کر اشارہ کیا جائے۔ (۲) حدیث ابن عمرؓ کے مطابق خنصر، بنصر اور وسطیٰ کو بند کر کے انگوٹھے کو سبابہ کی جڑ میں رکھ کر سبابہ سے اشارہ کیا جائے جیسا کہ ترپن شمار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔ (۳) حدیث وائل بن حجرؓ کے مطابق خنصر اور بنصر کو بند کر کے، ابہام اور وسطیٰ سے حلقہ بنائے اور سبابہ سے اشارہ کرے۔ ہمارے نزدیک ترجیح اس آخری صورت کو حاصل ہے اور باقی دو صورتیں بھی جائز ہیں۔

شافعیہؒ کے یہاں یہ ہے کہ تشہد کی ابتداء ہی میں حلقہ بنالے اور ''اشھد'' کے وقت انگلی اٹھالے اور ''لا الہ'' کے وقت نیچے کر لے۔ ہمارے نزدیک پہلے کھول کر رکھے اور ''لا الہ'' کے وقت شہادت کی انگلی اٹھالے اور ''الا اللہ'' پر نیچے گرادے۔

بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان

٤٦٦...... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ نے کہا کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایک (قیمتی) تحفہ نہ دوں، بے شک نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پس ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق ہم جان گئے ہیں کہ کیسے آپ پر سلام بھیجے، پس ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کہو کہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ" یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔

٤٦٧......وَعَنْهُ قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى، فَأَهْدِهَا لِي. فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَإِنَّ اللهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ. قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: انہی (عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ) نے کہا کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی انہوں نے کہا کہ کیا میں تجھے ایک ایسا ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے، میں نے کہا: کیوں نہیں؟! پس آپ مجھے وہ ہدیہ دیں تو کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اہل بیت پر کیسے درود (کا بھیجنا) ہو، اس لئے کہ اللہ نے ہمیں سکھادیا ہے کہ ہم کیسے آپ پر سلام بھیجیں، آپ نے فرمایا کہ تم کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ" یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف

ہیں، بزرگی والے ہیں۔اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

٤٦٨......وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُجَمِّرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ . رَوَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: نعیم مجمرؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کہو: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ“ الخ یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت (نازل) فرما اور محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت اور برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ (ابو عباس سراج نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: تشہد میں درود شریف پڑھنے کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ و جمہور کے نزدیک سنت ہے۔

عام حکم: عمر بھر میں ایک مرتبہ درود پڑھنا بالاتفاق فرض ہے اور اسمِ گرامی کا جہاں ذکر ہو تو ایک دفعہ تو واجب ہے اور اگر مجلس میں ایک سے زائد بار نامِ نامی آئے تو اس میں اقوال ہیں:

۱......امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جتنی دفعہ نام لیا جائے گا درود پڑھنا واجب ہے؛ روایات سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام: ”رَغِمَ أَنْفُ امْرِئٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“

۲......شمس الأئمہ کرخیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کہنا واجب ہے اور اس سے زائد سنت و مستحب؛ دین میں حرج نہ ہونے اور عام دلائل سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

عام حالات میں درود وسلام کا بکثرت وِرد رکھنا مستحب ہے، درود وسلام کے مختلف صیغے وارد ہوئے ہیں، اکثر علماء کا خیال ہے کہ ان سب میں درود ابراہیمی والا صیغہ سب سے افضل ہے۔[درود وسلام کے بے بہا اور قیمتی موتی حاصل کرنے کے لئے انشاء اللہ ناچیز کی تالیف: ''جواہر درود وسلام'' کا مطالعہ مفید رہے گا]

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ

وہ روایات جو سلام پھیرنے کے بارے میں آئی ہیں

٤٦٩......عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: عامر بن سعدؒ سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے (تو مکمل رخ دائیں بائیں کرتے) یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا تھا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٤٧٠......وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ يَسَارِهٖ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے تھے (اور کہتے تھے) ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ'' یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

سلام سے متعلق تین اہم مسائل:

پہلا مسئلہ: خروج من الصلاۃ کے لئے لفظ ''السلام'' کہنے کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک لفظ ''السلام علیکم'' کہہ کر نماز سے باہر نکلنا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ وصاحبینؒ کے نزدیک لفظ ''السلام'' واجب ہے، اگر دوسرے کسی منافی صلاۃ عمل کے ساتھ نماز سے نکلے تو اس سے فرض ادا ہو جائے گا البتہ نماز واجب الاعادہ رہے گی۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث جو کئی بار گذر چکی ''وتحلیلھا التسلیم''۔ نماز سے نکلنے کا طریقہ سلام کو بتایا گیا۔

احناف کی دلیل:

۱...... حدیث علیؓ: ''اذاجلس أحدکم مقدار التشهد ثم أحدث فقد تمت صلاته''۔

۲...... حدیث ابن مسعودؓ: ''اذاقلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلاتك''۔

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب: (۱) حدیثِ مذکور میں نماز سے باہر نکلنے کے مختلف طریقوں میں سے کامل واکمل طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ (۲) فرضیت کا ثبوت کتاب اللہ پر زیادتی ہے جو خبر واحد سے نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا اس سے وجوب ثابت کرنا ہی مناسب ہے۔

دوسرا مسئلہ: سلام پھیرنے کی کیفیت!

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک امام اور منفرد صرف ایک مرتبہ اپنے سامنے کی طرف منہ اٹھا کر سلام کریں اور اس کے بعد تھوڑا سا دائیں جانب کو مڑ جائیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ واحمدؒ اور جمہور کے نزدیک ہر مصلّی پر دائیں و بائیں یعنی دو مرتبہ سلام کہنا ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث عائشہؓ ''ان رسول الله ﷺ کان یسلم فی الصلاة تسلیمة واحدة تلقاء وجهه ثم یمیل الی الشق الأیمن شیئا''۔ [ترمذی شریف]

جمہور کی دلیل: باب کی دونوں حدیثیں جس کے الفاظ تقریباً ایک جیسے ہیں یعنی: ''کَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ عَنْ یَسَارِهٖ'' حدیث میں دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔

امام مالکؒ کو جواب:

۱...... تسلیمتین والی حدیث تقریباً بیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور حدیثِ عائشہؓ مذکور کی سند کمزور

بھی ہے۔

۲......آپ ﷺ پہلا سلام دوسرے کے بنسبت بلند آواز سے کہا کرتے تھے اس کو نقل کرنا مقصود ہے۔

۳......تسلیمۃ واحدۃ صلاۃ اللیل پر محمول ہے اور تسلیمتین والی احادیث فرائض پر محمول ہیں جو آپ مسجد میں سب کے ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے۔

تیسرا مسئلہ: سلام کرتے وقت کس کی نیت کرے؟

اگر امام ہے تو دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت ملائکہ، اس جانب کے مقتدی اور صالح جنات کو سلام کرنے کی نیت کرے، اور اگر مقتدی ہے تو امام سامنے کی طرف ہو تو دائیں بائیں دونوں جانب ورنہ جس جانب وہ ہو اس کی، ملائکہ، مقتدی اور صالح جنات کی نیت کرے۔

بَابُ الْاِنْحِرَافِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد رخ پھیرنے کا بیان

۴۷۱......عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی نماز پڑھ لیتے تو اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہو جاتے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۴۷۲......وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوٗدَ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ پیچھے نماز پڑھتے تو ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں جانب ہوں تو (نماز کے بعد) آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ (مسلم اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا)

۴۷۳......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَكْثَرَ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَنْصَرِفُ

عَنْ يَمِيْنِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (نماز کے بعد) اپنی دائیں جانب رخ پھیرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

دوحدیثوں میں تطبیق: نبی کریم ﷺ نماز کے بعد اکثر دائیں جانب سے اٹھتے تھے کمافی حدیث انسؓ، اور کبھی بائیں طرف سے بھی اٹھ جاتے تھے کمافی حدیث ابن مسعودؓ، اس لئے کسی ایک جانب سے اٹھنے پر اصرار اور دوسرے جانب سے اٹھنے کو غلط سمجھنا خود غلط ہے البتہ من الیمین بہتر ضرور ہے

بَابٌ فِي الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان

۴۷۴...... عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهٖ إِذَا سَلَّمَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَامُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو اپنی نماز کے بعد (یہ مذکورہ دعا) پڑھتے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ ...... الخ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جو آپ عطا فرمادیں، اور کوئی دینے والا نہیں جو آپ روک دیں، اور کسی نصیب والے کو اس کا نصیب (یا مالدار کو اس کی مالداری) آپ کے سوا نفع نہیں دیتا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۷۵...... وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ کہتے: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ...... الخ"یعنی اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں اور آپ ہی سے سلامتی ہے، اے جلال والے اور کرم والے آپ بابرکت ہیں۔

٤٧٦......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ (فرض نماز کے بعد) نہیں بیٹھتے مگر اتنی مقدار کہ جس میں پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ......الخ"(ترجمہ حسب سابق)۔

٤٧٧......وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چند کلمات ایسے ہیں کہ جن کا ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا (فرمایا) کرنے والا نامراد نہیں رہتا، (وہ یہ ہیں) تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، اور چونتیس بار اللہ اکبر۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٤٧٨......وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، اور تینتیس بار الحمد للہ، اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے، یہ ننانوے ہوگئے، اور سو کو پورا کرنے (کے لئے) "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ......الخ" کہے تو اس کے

گناہ معاف ہوجائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

٤٧٩......وَعَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ شَيْئًا يَقُوْلُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. رَوَاهُ أَبُوْيَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: انہی (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے ابوسعید سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز یاد کی ہے جس کو آپ ﷺ (نماز کا) سلام پھیرنے کے بعد کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ پڑھتے تھے: "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ......الخ (ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں)

٤٨٠......وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ (حفاظت) میں ہوتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

٤٨١......وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو جنت میں داخل ہونے سے اس کو موت کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

فرض نماز کے بعد دعا مانگنے کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی

۴۸۲......عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رات کے آخری پہر میں، اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا بیان

۴۸۳......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُوْ رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ، أَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ فِيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: هُوَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ کہہ رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ الخ" یعنی اے اللہ! بے شک میں ایک انسان ہوں، پس آپ میری پکڑ نہ فرمائیے، مسلمانوں میں سے جس آدمی کو (بھی) میں نے تکلیف دی ہو یا برا کہا ہو تو آپ اس (بارے) میں میری پکڑ نہ فرمائیے۔ (بخاری نے الادب المفرد میں اس کو روایت کیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے)

۴۸۴......وَعَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتّٰى بَدَا ضَبْعُهُ

يَدْعُوْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَجَرٍ.

ترجمہ: انہی (عائشہؓ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی بغل ظاہر ہوگئی۔ (بخاری نے جزء رفع الیدین میں اس کو روایت کیا اور ابن حجر نے صحیح قرار دیا ہے)

۴۸۵......وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: سَنَدُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا پروردگار حیا کرنے والا ہیں، درگذر کرنے والا ہے، وہ اپنے بندے سے حیا کرتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھ (دعاء کے لئے) اٹھاتا ہے (اس بات سے) کہ وہ ان دونوں کو خالی لوٹا دے۔ (ابوداود، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ اس کی سند جید ہے)

مسئلۃ الباب: دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے کیونکہ اس میں عاجزی کا اظہار ہے اور رفع یدین دعا کے آداب میں سے ہے۔ یہاں پر دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں:

(۱) فرض نمازوں کے بعد دعا کا ثبوت۔ (۲) نفسِ دعا مانگنے کے آداب۔

گذشتہ باب کی حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے تو اب جب بندہ دعا کرے گا تو اکڑ کر نہیں بلکہ دعا کے آداب کے ساتھ دعا مانگے گا یعنی ہاتھ اٹھا کر۔

بَابٌ فِيْ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کا بیان

۴۸۶......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُؤَذِّنَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقُ مَعِيْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ إِلٰى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ. رَوَاهُ

الشَّیْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ موذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے، پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں جاؤں کچھ لوگوں کے ساتھ جن کے پاس لکڑی کی گھڑ یاں ہو ایسے لوگوں کی طرف جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان پر، ان کے گھروں کو آگ سے جلادوں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۸۷......وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ ! لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهٗ فَيُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ، فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے راہنما نہیں جو مجھے مسجد تک لے کر آئے، اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے لئے اجازت مانگی کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے، پس آپ نے اس کو اجازت دی، پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ اس نے کہا: جی! آپ نے فرمایا: تو پھر جواب دے (یعنی نماز میں حاضر ہو)۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۸۸......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ؛ فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى، وَإِنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص اس پر خوش ہوتا ہو کہ وہ کل اللہ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جہاں ان کے لئے پکارا جائے، بے شک اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ہدایت کے راستے ظاہر کئے ہیں، اور بے شک یہ (نمازیں) ہدایت کے راستوں میں سے ہیں، اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھیں جیسا کہ یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تحقیق تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا، اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو تحقیق تم گمراہ ہو گئے، کوئی ایسا شخص نہیں جو اچھی طرح پاکی حاصل کرے پھر ان مساجد میں سے کسی مسجد کا ارادہ کرے، مگر اللہ اس کے لئے ہر اس قدم کے بدلے جس کو وہ اٹھاتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سے ایک گناہ مٹاتا ہے، اور میں نے اپنی جماعت (صحابۂ کرامؓ) کو دیکھا کہ ہم میں کوئی (بھی) اس سے پیچھے نہیں رہتا مگر وہ منافق جس کا نفاق معلوم ہو، اور تحقیق ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا جاتا یہاں تک کہ اس کو (بھی) صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم نے روایت کیا)

۴۸۹......وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے (ثواب کے اعتبار سے) ستائیس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ (شیخین)

۴۹۰......وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلَاتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

ترجمہ : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ نماز بہتر ہے اس کے اکیلے نماز (پڑھنے) سے، اور اس کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز بہتر ہے اس کے ایک آدمی کے ساتھ نماز (پڑھنے) سے، اور جتنے زیادہ ہوں اتنا ہی اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ (ابوداود نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۹۱......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِضْعٌ وَعِشْرُوْنَ دَرَجَةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے بیس سے کچھ اوراوپر فضیلت رکھتا ہے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۹۲......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلَاةِ الْفَذِّ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ صَلَاةً. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے اور مرد کے تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۹۳......وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيْعِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کے ساتھ نماز کو پسند فرماتے (خوش ہوتے) ہیں۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۹۴......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيْعِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ عزوجل جماعت کے ساتھ نماز کو پسند فرماتے (خوش ہوتے) ہیں۔ (طبرانی نے

اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز باجماعت کا حکم!

(۱) اہلِ ظواہر کے نزدیک صحتِ نماز کے لئے شرط ہے، وھو روایۃ عن الامام احمدؒ۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک فرض عین ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک فرض عین ہے اور ایک قول کے مطابق سنت ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سنتِ مؤکدہ قریب من الواجب ہے۔

تطبیق بین المذاہب:

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف درحقیقت تعبیر کا اختلاف ہے، مآل کے اعتبار سے زیادہ فرق نہیں؛ کیونکہ روایات میں جماعت کی انتہائی تاکید اور جماعت چھوڑنے والوں کے لئے وعید آئی ہے مثلاً حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھر جلانے کا ارادہ فرمایا، نیز ایک حدیث کے مطابق اذان سن کر نابینا شخص کو بھی مسجد میں آنے کا حکم دیا، اور دوسری طرف معمولی اعذار کی بناء پر ترکِ جماعت کی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ (اگلے باب میں آنے والی) حدیث ابن عمرؓ کے مطابق کھانے کی موجودگی (جب کھانا کھانے کا تقاضا بھی ہو) پہلے کھانا تناول کرنے کی اجازت دی، اسی طرح جب کبھی بارش ہوتی، ذرا آندھی چلتی تو فرماتے گھر میں نماز پڑھ لو۔

تو جن حضرات نے سخت تاکید والی حدیثوں کو دیکھا انہوں نے جماعت کو شرط یا فرض عین، و کفایہ قرار دیا اور جنہوں نے فقط سہولت والی حدیثوں کو دیکھا انہوں نے سنت کہدیا اور جنہوں نے دونوں قسم کی حدیثوں کا لحاظ کیا واجب یا سنت مؤکدہ کہدیا۔

تطبیق بین الأحادیث: جماعت کی فضیلت سے متعلق احادیث مختلف ہیں۔ بعض میں جماعت کی نماز کو انفرادی نماز سے ۲۷ درجہ افضل بتایا گیا اور بعض میں ۲۵ درجہ اور بعض میں بیس سے اوپر درجے بتائے گئے۔ تطبیق اس طور پر ہے کہ ثواب کی قلت و کثرت کا مدار نیت، خشوع و خضوع اور تعدادِ جماعت کے پر ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ

عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کا بیان

٤٩٥......عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ: أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُوْلُ: أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈ اور آندھی والی رات میں نماز کے لئے اذان دی، پھر فرمایا: خبردار! (اپنے) ٹھکانوں میں (ہی) نماز پڑھ لو، پھر فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ مؤذن کو اذان کا حکم دیتے جبکہ سردی اور بارش والی رات ہوتی، (اور) فرماتے: خبردار! (اپنے) ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٩٦......وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: نیز (ابن عمرؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے لئے رات کا کھانا لگا دیا جائے، اور نماز کھڑی ہو جائے تو رات کا کھانا شروع کر دو، اور جلدی نہ کرو یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ، اور ابن عمرؓ کے لئے کھانا لگایا جاتا حالانکہ نماز کھڑی ہو جاتی پس وہ اس (نماز) کے لئے نہیں آتے یہاں تک کہ (کھانے سے) فارغ ہو جاتے اور بے شک وہ امام کی قراءت سن رہے ہوتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٩٧......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی موجودگی کے ساتھ نماز نہیں ہوتی، اور نہ جب کہ بول و براز اسے پریشان کر رہے ہوں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۹۸...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے بیت الخلاء چلا جائے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۴۹۹...... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنے اور (نماز کے لئے) نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی مگر عذر کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

"مدافعة الأخبثين": (۱) اگر نماز سے پہلے سخت حاجت (بول و براز کی) ہو جائے تو پہلے اس سے فراغت حاصل کرے، اگر اسی برداشت کی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز مکروہ ہوگی۔ (۲) اگر دورانِ نماز حاجت ہوگئی تو سکون سے نماز پوری کر سکتا ہے تو ٹھیک ورنہ نماز توڑ کر پہلے حاجت سے فارغ ہو جائے، پھر نماز از سر نو پڑھ لے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ
صفیں برابر کرنے کا بیان

۵۰۰......عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا؛ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کھڑی کی گئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور مل کر کھڑے ہو؛ اس لئے کہ بے شک میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اور ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے قدم کو اس کے قدم کے ساتھ ملاتا تھا)

۵۰۱......وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ يَقُوْلُ: اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو چھوتے، فرماتے: سیدھے رہو، اور اختلاف نہ کرو، ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے (اور) چاہئے کہ تم میں ذی عقل اور سمجھدار میرے قریب کھڑے ہوں پھر جو ان سے قریب ہوں پھر جو ان سے قریب ہوں۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس تم آج اختلاف میں زیادہ سخت ہو۔ (مسلم)

۵۰......وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ؛ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ

يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو ملاؤ اور انہیں قریب کرو، اور (صفوں کو) گردنوں سے برابر کرو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے درمیان میں داخل ہو جاتا ہے گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے۔ (ابوداؤد نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا)

۵۰۳...... وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ، لِيْنُوْا بِأَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَلاَ تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اور کندھوں کو برابر کرو، خالی جگہ پُر کرو، چاہئے کہ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور شیطان کے لئے خالی جگہ مت چھوڑو، جو شخص صف سے ملا تو اللہ اسے ملائیں گے اور جس شخص نے صف کو کاٹا اللہ اس کو کاٹیں گے۔ (ابوداؤد نے نقل کیا اور ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اقامت کے وقت کب کھڑا ہوا جائے؟!

امام زہریؒ کے بیان کے مطابق صحابۂ کرامؓ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو کر صف بندی شروع کر دیتے تھے۔ [فتح الباری: ۲/۱۲۰] نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس صفوں کو سیدھا کرایا کرتے تھے، آپ کے بعد حضرات خلفائے راشدینؓ بھی غایت درجہ اہتمام کے ساتھ صفوں کی درستگی کرتے تھے اور جب تک انہیں معلوم نہیں ہو جاتا کہ تمام صفیں سیدھی ہو چکی ہیں اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے تھے۔ یہ سب جبھی ممکن ہے جب لوگ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو کر صف بستہ ہو جایا کریں ورنہ جماعت کھڑی ہونے میں تاخیر ہوتی چلی جائے گی۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی اقامت کے شروع میں نہ کھڑا ہو سکے تو وہ حی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح پر ضرور کھڑا ہو جائے؛ کیونکہ اب اسے نیک کام کا حکم دیا جا رہا ہے

اگر وہ کھڑا نہیں ہوگا تو اس سے روگردانی لازم آئے گی۔ فقہاء کی عبارات کا یہ مطلب لینا کہ حی علی الصلاۃ سے پہلے نہیں کھڑا ہونا چاہئے یا اچھی طرح صف بندی کرنے کے لئے پہلے اقامت کے شروع سے کھڑا ہونے کو برا سمجھا جائے بالکل غلط اور دین میں اپنی رائے کو حاکم بنانا ہے کیونکہ اوپر باحوالہ یہ بات گذر چکی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ ابتدائے اقامت سے ہی کھڑے ہوجایا کرتے تھے تو یہ توعین اتباع صحابہ ہے، نیز تسویۃ الصفوف سے متعلق وارد تاکید واہتمام کے پیش نظر بھی یہ ضروری ہے کہ ابتداء اقامت میں کھڑے ہوجائیں بالخصوص ان فقہاء کے قول کے مطابق جو یہ کہتے ہیں کہ امام "قد قامت الصلاۃ" پر نماز شروع کردے نہیں تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے جس کے فوراً بعد جب کہ ابھی مقتدیوں کو سنبھلنے کا موقعہ بھی نہیں ملا ہوگا کہ امام قد قامت الصلاۃ پر اللہ اکبر کہہ دے گا تو صحیح طرح صف بندی کرنے کے حکم سرکار پر کیسے عمل ہوگا؟ خاص کر اس سستی کے زمانے میں؟ پھر یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہوسکتی ہیں؟ جبکہ جمہور بالخصوص احناف کے نزدیک تسویۃ الصفوف سنت مؤکدہ قریب من الواجب ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونے کا مسئلہ محض استحبابی ہے!

قال فی البحر الرائق: "(والقیام حین قیل: حی علی الفلاح)؛ لأنه أمر فیستحب المسارعة الیه" [۳۰۴/۱، ط: ایچ ایم سعید]

وفی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: "(قوله: والقیام لامام ومؤتم الخ) مسارعة لامتثال أمره، والظاهر أنه احتراز عن التأخیر لا التقدیم حتی لو قام أول الاقامة لابأس".

[باب صفة الصلاۃ: ۲۱۵/۱، ط: بولاق مصر]

وفی شرح الوقایة: "ویقوم الامام والمؤتم عند حی علی الصلاة ویشرع عند قد قامت الصلاة". [۱۵۵/۱، ط: امدادیہ ملتان]

بہر حال احادیث سے اہتمام کے ساتھ صفیں سیدھی کرنے کا حکم صاف ظاہر ہے اور فقہاء کے کلام کا ایسا مفہوم ومطلب لینا بہتر ہے جو نصوص قرآن وسنت کے عین موافق ہو۔

بَابُ إِتْمَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ
پہلی صف پوری کرنے کا بیان

۵۰۴......عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگلی صف پوری کرو، پھر جو اس سے ملی ہوئی ہو، پس جو کچھ کمی ہوا سے آخری صف میں ہونی چاہئے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

بَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ
امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان

۵۰۵......عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ، قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَالُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِالْمَاءِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی یا نانی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لئے بلایا جو کہ انہوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا، پس آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا کہ اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی چٹائی لانے کے لئے اٹھا جو کثرتِ استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا (پانی کے چھینٹے مارے)، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں اور ایک یتیم نے آپ کے

پیچھے صف بنائی، بوڑھی (اماں) نے ہمارے پیچھے (صف بنائی)، پس آپ نے ہمیں دو رکعت (نماز) پڑھائی پھر تشریف لے گئے۔ (ابن ماجہ کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۰۶......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتّٰى أَقَامَنِي مِنْ يَمِينِهٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ بِأَيْدِيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى أَقَامَنَا خَلْفَهٗ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھمایا یہاں تک کہ مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کرلیا، پھر جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہوگئے، پس آپ نے ہم سب کے ہاتھوں کو پکڑا اور ہمیں پیچھے کیا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کرلیا۔ (مسلم)

۵۰۷......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاہئے کہ تم میں ذی عقل اور سمجھدار میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں اور اختلاف مت کرو، ورنہ تمہارے دل مختلف ہوجائیں گے اور بازاری آوازوں سے بچو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۰۸......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَأَخَذَنِي بِيَمِيْنِهٖ فَأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهٖ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے

ہاں گذاری، پس رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے، پانی کی مشک کھول کر وضوء کیا پھر مشک کو تسمہ سے باندھ دیا پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، پس میں (بھی) اٹھا اور وضوء کیا جیسا آپ نے وضوء کیا تھا پھر میں آ کر آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا، میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ

امام کا دو آدمیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا بیان

۵۰۹...... عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَصَلّٰى مَنْ خَلْفَكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ رَكَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: علقمہؒ اور اسودؒ سے روایت ہے کہ وہ دونوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی جو تمہارے پیچھے ہیں تو ان دونوں نے کہا کہ جی! تو وہ (عبداللہ رضی اللہ عنہ) ان دونوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف رکھا، پھر ہم نے رکوع کیا، اور ہم نے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا، پھر اپنے دونوں ہاتھ ملائے پھر ان کو اپنی رانوں کے درمیان رکھ دیا، جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۱۰...... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا أَطَلْنَا الْقُعُوْدَ عَلٰى بَابِهٖ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا فَأَذِنَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن اسودؒ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہا: علقمہ اور اسود نے حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لئے) اجازت طلب کی، حالانکہ ہم کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، پس کنیز نکلی اور اس نے ان دونوں کے لئے (اندر سے) اجازت طلب کی پس انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی، پھر کھڑے ہوئے اور میرے اور اس (علقمہ) کے درمیان میں نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
(ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو، اور اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں جیسا کہ گذشتہ باب کی حدیث میں بیان ہوا۔

تطبیق بین الأحادیث: گذشتہ باب کی حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو یا اس سے زیادہ مقتدی ہوں وہ امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں لیکن باب کی حدیث ابن مسعودؓ کے مطابق دو مقتدی بھی امام کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہوں گے تو احادیث میں تعارض لازم آگیا۔

اس کا حل یہ ہے کہ عموم کے درجہ میں دو مقتدیوں کا امام کے ساتھ کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا رہا حدیث ابن مسعودؓ تو حالت عذر اور تنگی پر محمول ہے جب جگہ تنگ ہو۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

اس کا بیان جو امام بننے کا زیادہ حقدار ہے

۵۱۱...... عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو امامت وہ کرائے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کو (احسن انداز سے) پڑھتا ہو، اور اگر وہ قرأت میں

(سب) برابر ہیں تو وہ جو ان میں سنت کو زیادہ جاننے والا ہے اور اگر وہ سنت میں (بھی) سب برابر ہیں تو جس نے ان میں سے پہلے ہجرت کی، اور اگر ہجرت میں وہ سب برابر ہیں تو جو ان میں سے بڑی عمر کا ہو، اور آدمی کو اس کی سلطنت (اثر ورسوخ اور عزت والی جگہ) میں امامت نہ کرائی جائے اور کوئی نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس کے تکیہ کی جگہ پر مگر یہ کہ اس کی اجازت کے ساتھ۔ (مسلم ن)

۵۱۲......وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَأُهُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ تین ہوں تو چاہئے کہ ان میں سے ایک ان کو امامت کرائے اور امام بننے کا زیادہ حق اس کو ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرأت (احسن انداز میں) پڑھتا ہو۔ (احمد، مسلم اور نسائی نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: اگر کسی مسجد میں امام متعین ہو یا کسی کے مکان میں جماعت ہو رہی ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ متعین امام یا گھر والا (بشرطیکہ امامت کا اہل ہو) امامت کرنے کا حقدار ہے، اور اگر مسجد میں کوئی متعین امام موجود نہ ہو اور حاضرین میں بہت آدمی امامت کے قابل موجود ہوں تو اس میں اختلاف ہے کہ کون زیادہ حقدار ہے؟

(۱) امام احمدؒ، شافعیؒ (راجح قول کے مطابق) اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اقرأ (زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا) زیادہ حقدار ہے۔

(۲) جمہور علماء، امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و محمدؒ کے نزدیک اعلم بالسنۃ زیادہ حقدار ہے۔

امام احمدؒ، شافعیؒ و ابو یوسفؒ کی دلیل:

۱......حدیث ابن مسعودؓ "یؤم القوم أقرأهم لکتاب الله......" الخ

۲......حدیث ابوسعیدؓ "أحقهم بالامامة أقرأهم"۔

جمہور کی دلیل: نبی کریم ﷺ کا اپنے مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام مقرر فرمانا حالانکہ اس وقت لوگوں میں ابی بن کعبؓ موجود تھے جن کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "أقرأهم أبی بن کعب"، مگر صدیق اکبرؓ کا انتخاب اس لئے فرمایا کہ وہ أعلم وأفقہ تھے۔

فریق اول کو جواب:

۱......اَقرأ کی امامت کو ابتداء میں ترجیح دی گئی تھی تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید یاد کریں اور اس کو سیکھیں پھر جب مقصود حاصل ہو گیا تو اب ترجیح والی بات نہیں رہی لہذا مرض وفات میں آخری عمل کے طور پر اَعلم و اَفقہ کو آگے کیا۔

۲......حدیث میں ''اَقرأ'' سے اَعلم ہی مراد ہے کیونکہ اس وقت اَقرأ سب سے زیادہ علم رکھتا تھا۔

بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

عورتوں کی امامت کا بیان

۵۱۳......عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: اِنْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الشَّهِيْدَةِ فَنَزُوْرُهَا وَأَمَرَ أَنْ يُّؤَذَّنَ لَهَا وَيُقَامَ وَتَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا فِي الْفَرَائِضِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَأَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ وَلَمْ يَذْكُرْ "فِي الْفَرَائِضِ".

ترجمہ: حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے کہ ہمیں شہیدہ (اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی خاتون) کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے ملاقات کریں اور آپ نے حکم دیا تھا کہ ان کے لئے اذان واقامت کہی جائے اور وہ اپنے گھر والوں کو فرائض میں امامت کرائے۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور ابوداؤد نے (بھی) اس کی تخریج کی اور ''فی الفرائض'' کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا)

۵۱۴......وَعَنْ رِيْطَةَ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ریطہ حنفیہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان (عورتوں) کی امامت کرائی اور فرض نماز میں ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔ (عبدالرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۱۵......وَعَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ: أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت حجیرہ بنت حصینؒ نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں امامت کرائی اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئی۔ (عبدالرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: عورتوں کا اپنی علیحدہ جماعت کرنے کا حکم!

(۱) شافعیہؒ اور حنابلہؒ (فی روایۃ) کے نزدیک مستحب ہے۔

(۲) حنفیہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

شافعیہؒ و حنابلہؒ کی دلیل: باب کی تینوں حدیثیں جن کے مطابق بعض ازواج مطہرات تک نے اپنی الگ جماعت کی ہے۔

حنفیہؒ و مالکیہؒ کا استدلال: عورتوں کی علیحدہ جماعت میں کراہت یہ لازم آتی ہے کہ اگر ان کی امام آگے کھڑی ہو تو زیادتی کشفِ مرأۃ لازم آئے گی اور اگر صف کے بیچ میں کھڑی ہو تو امام کا آگے بڑھ کر کھڑا نہ ہونے کی کراہت لازم آئے گی۔

احادیثِ باب کی تاویل:

۱...... جماعت نساء والی حدیثیں منسوخ ہیں اور ناسخ وہ مشہور حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: **''صلاۃ المرأۃ فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مُخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها''**۔ ظاہر بات ہے کہ مُخدع بہت مختصر جگہ ہوتی ہے اور جماعت کے لئے وسیع جگہ درکار ہے۔ [الدر المنضود ۲:/۱۴۷]

۲...... اگر عورتیں گھر سے باہر نکل کر جماعت کریں تب تو مکروہ ہے اور اپنے گھر کے اندر جماعت جائز مگر خلاف اولیٰ ہے۔

بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمٰى

نابینا آدمی کا امامت کرانے کا بیان

۵۱۶......عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ أَعْمٰى وَأَنَّهٗ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ يَارَسُوْلَ اللهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا أَتَّخِذُهٗ مُصَلّٰى، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ فِي الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت محمود بن ربیع ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو امامت کراتے تھے جبکہ وہ نابینا تھے اور یہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک اندھیرا اور پانی ہوتا ہے اور میں ایک نابینا شخص ہوں تو اے اللہ کے رسول! آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں جس کو میں جائے نماز بنالوں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کہاں میرا نماز پڑھنا آپ کو پسند ہے؟ تو انہوں نے گھر میں ایک جگہ اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس (جگہ) میں نماز پڑھی۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۱۷......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمٰى. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو (بعض غزوات میں مدینہ منورہ پر) اپنا نائب مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو امامت کریں حالانکہ وہ نابینا تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۵۱۸......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ

پر اپنا نائب بنایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بیہقی نے معرفہ میں روایت کیا اور سند حسن ہے)
مسئلۃ الباب: نابینا اگر نجاست سے پرہیز کرتا ہو اور وضو طہارت کامل طریقہ سے کرتا ہو اور نماز کے واجبات و دیگر مسائل کا پورا پورا خیال رکھتا ہو تو اسی کی امامت بلاشبہ جائز ہے بلکہ امام غزالی نے تو امامت اعمیٰ کو افضل قرار دیا ہے اس لئے کہ نابینا میں خشوع و خضوع زیادہ ہوتی ہے۔

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ

غلام کا امامت کرانے کا بیان

۵۱۹۔۔۔۔۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے (مدینہ منورہ ہجرت کر کے) آنے سے پہلے مہاجرین اولین "عصبہ" جو قباء میں ایک جگہ ہے، میں آئے تو ان کو سالم جو ابوحذیفہ کے مولیٰ (آزاد کردہ) تھے، امامت کراتے تھے اور وہ ان سب میں زیادہ قرآن پڑھے ہوئے تھے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۲۰۔۔۔۔۔وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَأْتُوْنَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَعْلَى الْوَادِيْ هُوَ وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَنَاسٌ كَثِيْرٌ فَيَؤُمُّهُمْ أَبُوْعَمْرٍو مَوْلٰى عَائِشَةَ وَأَبُوْعَمْرٍو غُلَامُهَا حِيْنَئِذٍ لَمْ يُعْتَقْ، قَالَ: وَكَانَ إِمَامَ بَنِيْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُرْوَةَ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ مَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْآثَارِ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے، وہ اور عبید بن عمیر، مسور بن مخرمہ اور بہت سارے لوگ، تو ان کو ابوعمرو مولیٰ عائشہؓ (یعنی حضرت عائشہؓ کے آزاد کردہ) امامت کراتے تھے جبکہ ابوعمرو اس وقت حضرت عائشہؓ

کے غلام تھے ابھی وہ آزاد نہیں ہوئے تھے۔ (ابن ابی ملیکہؒ نے) کہا: اور وہ (ابو عمرو) بنی محمد بن ابوبکر وعروہ کے امام (بھی) تھے۔ (شافعیؒ نے اس کو اپنی مسند میں اور بیہقیؒ نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: غلام کے اندر بذاتِ خود کوئی وجہ کراہت نہیں سوائے اس کے کہ اکثر آقا کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے علم دین کورا رہتا ہے اور امام بننے کی صورت میں لوگوں کی بے رغبتی اور جماعت کے کم ہو جانے کا سبب ہوتا ہے اس لئے عام حالات میں آزاد کو ترجیح دی جائے گی مگر جہاں یہ دو وجہیں نہ پائی جائیں تو امامتِ عبد بالکل درست ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ إِمَامَةِ الْجَالِسِ

بیٹھ کر امامت کرانے کا بیان

۵۲۱......عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهٗ قُعُوْدًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے، تو آپ اس سے گر گئے، جس سے آپ کے دائیں پہلو پر زخم آ گیا، پھر آپ نے بیٹھے بیٹھے ہی کوئی ایک نماز پڑھائی تو ہم نے (بھی) آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بے شک امام تو اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم (بھی) کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم "ربنا ولک الحمد"

کہواور جب وہ کھڑے ہوکرنماز پڑھائے تو تم (بھی) کھڑے ہوکرنماز پڑھواور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب (بھی) بیٹھ کرنماز پڑھو۔ (شیخین نے اس کوروایت کیا)

۵۲۲......وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیمار ہونے کی حالت میں نماز پڑھی، تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوکرنماز پڑھ رہے تھے، تو آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بے شک امام کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "ربنا ولک الحمد" کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم (بھی) بیٹھ کرنماز پڑھو۔ (شیخین نے اس کوروایت کیا)

۵۲۳......وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟! قَالَتْ: بَلٰى، ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَارَسُوْلَ اللهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ. قَالَ: ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ: فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ ﷺ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَارَسُوْلَ اللهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ. قَالَ: ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لَا، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللهِ! فَقَالَ: ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لَا، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللهِ! وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ

يَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ۔ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا۔ : يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ، فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ قَالَ: أَجْلِسَانِيْ إِلَى جَنْبِهٖ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: فَجَعَلَ أَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، قَالَ: هَاتِ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ .رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی حالت بتائیں گی؟ فرمایا: ہاں! (جب) نبی اکرم ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا، آپ نے غسل کیا، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر (جب) افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، آپ بیٹھے (اور غسل کیا)، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر (جب) افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، آپ بیٹھے (اور غسل کیا)، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر (جب) افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے

نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عشاء کی نماز کے لئے انتظار کررہے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو ان (ابوبکرؓ) کے پاس قاصد نے آکر کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا اور وہ نرم دل آدمی تھے کہ اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ، تو عمرؓ نے ان سے کہا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں تو ان دنوں ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی، پھر (جب) نبی اکرم ﷺ نے اپنے طبیعت میں ہلکا پن محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) ظہر کی نماز کے لئے نکلے، ان میں سے ایک عباس (رضی اللہ عنہ) تھے، جبکہ ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، پس جب ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہونا چاہا (لیکن) نبی کریم ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں (اور) فرمایا کہ "تم دونوں مجھے اس کے پہلو میں بٹھادو" تو انہوں نے آپ کو ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھادیا (راوی نے) کہا کہ تو ابوبکرؓ کھڑے ہی نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے جبکہ نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا میں آپ کو وہ حدیث پیش کروں جو رسول اللہ ﷺ کی مرض کی حالت حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کی؟ کہا: ہاں (پیش کرو)، تو میں نے ان پر ان (حضرت عائشہؓ) کی حدیث پیش کی تو انہوں نے اس میں سے کسی بات کا (بھی) انکار نہیں کیا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ کیا انہوں نے اس آدمی کا نام بتایا جو عباسؓ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں، تو فرمایا: وہ علی (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: امام بیٹھا ہو تو مقتدی کیا کرے؟

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھانا ہی صحیح نہیں اگر کوئی قائما نماز پڑھانے والا نہ ملے تو غیر معذور اپنی اپنی نماز پڑھ لیں۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک امام اگر ابتداء ہی سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ جائے اور

اگر اثنائے نماز امام بیٹھ جائے تو مقتدی پر بیٹھنا لازم نہیں۔

(۳) جمہور کے نزدیک امام اگر بحالتِ عذر بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث "لا یؤمن أحد بعدی جالسا"۔[دار قطنی]

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث انسؓ وعائشہؓ "وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا"۔

جمہور کی دلیل: مرض الوفات کا واقعہ جس میں آنحضرت ﷺ نے بیٹھ کر اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ "فَجَعَلَ أَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ" اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں: (۱) قائم کا قاعد کی اقتدا کرنا صحیح ہے لا کمازعم الامام مالکؒ (۲) مقتدی بلا عذر نہیں بیٹھیں گے۔

امام مالکؒ کی دلیل کا جواب:

۱......مرض الوفات کا واقعہ آخری زمانہ کا ہے اس لئے وہ حجت ہوگا۔

۲......دار قطنی والی حدیث کی سند میں جابر جعفی ہے جس کو کذاب اور وضاع کہا گیا ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل کا جواب: "واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا" والا واقعہ ۵ھ کا ہے لہذا مرض الوفات کا واقعہ اس کے لئے ناسخ ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُفْتَرِضِ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ

فرض پڑھنے والے کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز کا بیان

۵۲٤......عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ، وَزَادَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ: هِيَ لَهٗ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ. وَفِيْ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ كَلَامٌ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر (جب) اپنی قوم کی طرف لوٹتے تو یہ نماز

ان کو (بھی) پڑھاتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا اور عبد الرزاق، شافعی، طحاوی، دار قطنی اور بیہقی کی ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ "وہ (عشاء) ان کے نفل ہوتی اور ان (قوم والوں) کے لئے فرض" اور اس زیادتی میں کلام ہے)

مسئلۃ الباب: فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کی اقتداء کرنا!

(۱) امام شافعیؒ واہلِ ظواہر کے نزدیک "صلاۃ المفترض خلف المتنفل" جائز ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ واحمدؒ (مشہور قول کے مطابق) کے نزدیک یہ جائز نہیں۔

امام شافعیؒ واہلِ ظواہر کی دلیل: حدیث معاذؓ جس کے آخر میں "هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ" یعنی اس بات کا اضافہ بھی ہے کہ حضرت معاذؓ نفل پڑھتے تھے اور ان کی قوم ان کے پیچھے فرض پڑھتی تھی۔

جمہور کی طرف سے جواب:

۱...... "هي له تطوع" راوی کا اپنا گمان ہے لہذا ممکن ہے کہ حضرت معاذؓ آپ ﷺ کے پیچھے نفل پڑھتے ہوں اور اپنی قوم کو فرض ہی پڑھاتے ہوں "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"

۲...... بالفرض یہ کلام حضرت معاذؓ ہی کا ہو تو یہ ابتداء میں آپ کی رائے تھی کہ شاید ایسا کرنے سے نماز ہو جاتی ہو گی مگر آنحضرت ﷺ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی اور حکم دیا "یامعاذ اما أن تصلی معی و اما أن تخفف عن قومك" یعنی یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی قوم کو نماز پڑھاؤ، لیکن خفیف اور مختصر، اس حدیث میں گویا آپ نے ان کو دونوں جگہ نماز پڑھنے سے منع فرما دیا۔ فكيف الاستدلال ؟! [الدر المنضود، باختصار]

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَوَضِّي خَلْفَ الْمُتَيَمِّمِ

باوضو شخص کی تیمم والے کے پیچھے نماز کا بیان

۵۲۵...... عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِحْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي

الصُّبحَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَاعَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللهَ يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈک والی رات میں احتلام ہوگیا، پس مجھے ڈر لگا کہ اگر میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو ان لوگوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جبکہ تو جنبی تھا؟ پس میں نے آپ کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا تھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (یعنی اور تم اپنے آپ کو مت مار ڈالو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ (بھی) نہیں کہا۔ (ابوداؤد نے روایت کیا اور بخاری نے بھی تعلیقا اور دوسروں نے بھی اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: باوضو شخص تیمم والے کی اقتداء کرسکتا ہے یا نہیں؟!

باتفاق ائمہ اربعہؒ اقتداء کرسکتا ہے۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى كَرَاهَةِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

وہ روایت جس سے ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت کے مکروہ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۲۶...... عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَجَمَعَ أَهْلَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے مضافات سے

تشریف آپ (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنا چاہتے تھے تو آپ نے لوگوں کو پایا کہ انہوں نے نماز پڑھ لی ہے تو آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ان کو نماز پڑھائی۔

(طبرانی نے اس کو کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور ہیثمیؒ نے کہا کہ اس کے روات ثقہ ہیں)

مسئلۃ الباب: اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ جَوَازِ تكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِيْ مَسْجِدٍ

وہ روایات ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت کرنے کے جواز کے بارے میں آئی ہیں

۵۲۷...... عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِأَصْحَابِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ يَتَصَدَّقُ عَلٰى ذَا فَيُصَلِّيْ مَعَهٗ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلّٰى مَعَهٗ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا چکے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اس پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے؟ تو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

(احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور حاکم نے روایت کر کے کہا کہ یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

۵۲۸...... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ يُصَلِّيْ وَحْدَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ يَتَّجِرُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيْ مَعَهٗ؟ أَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا جبکہ نبی اکرم ﷺ نماز ادا فرما چکے تھے، وہ کھڑا ہو کر اکیلے نماز پڑھنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اس پر تجارت کرتا ہے

کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ (دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ البابین: جماعتِ ثانیہ کا حکم!

اگر کسی مسجد میں امام متعین نہ ہو یا راستہ کی مسجد ہو تو اس میں تکرارِ جماعت جائز ہے، اسی طرح مسجدِ سُوق میں بھی تکرارِ جماعت جائز ہے، اسی طرح اگر محلہ کی مسجد جس کا امام ومؤذن معین ہیں مگر وہاں غیر محلہ والوں نے جماعت سے نماز پڑھ لی تو محلہ والوں کے لئے جماعتِ ثانیہ جائز ہے، البتہ اگر محلہ کی مسجد ہے جس میں امام ومؤذن متعین ہیں اور محلہ والوں نے ایک دفعہ جماعت کرلی تو دوسروں کے لئے جماعتِ ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے:

(۱) امام احمدؒ واہلِ ظواہر کے نزدیک مطلقاً جماعتِ ثانیہ جائز ہے۔

(۲) امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ہیئتِ اولیٰ اور محراب سے ہٹ کر جائز ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک صورتِ مذکورہ میں جماعتِ ثانیہ جائز نہیں، بلکہ مکروہِ تحریمی ہے۔

مجوزین کی دلیل: باب کی دونوں حدیثیں جو حضرت ابو سعیدؓ وانسؓ سے مروی ہیں جن کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کی جماعت چھوٹ جانے پر مسجد میں دوسرے آدمی کو اس کے ساتھ کرکے ان سے دوسری جماعت کروائی۔

جمہور یعنی مانعین کی دلیل:

۱...... گذشتہ باب کی حدیثِ ابوبکرہؓ "**فَمَالَ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ فَصَلّٰی بِهِمْ**" یعنی آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ مسجد میں جماعت ہو چکنے کے باعث گھر تشریف لے جاکر اہلِ خانہ کو جمع کرکے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ اگر مسجد میں جماعتِ ثانیہ بلا کراہت جائز ہوتی تو آپ ﷺ مسجدِ نبوی کی دس ہزار گنی ثواب رکھنے والی نماز کو چھوڑ کر ہرگز دولت کدہ میں تشریف نہ لے جاتے۔

۲...... صلاۃ الخوف اس کی نظیر ہے، وہاں اتنی زیادہ گڑبڑ، خوف وبے چینی کے باوجود دو جماعتیں مشروع نہیں کی گئیں، معلوم ہوا کہ کچھ ضرور لازم آتا ہے۔

۳.....تکرارِ جماعت کی صورت میں مسجد میں جماعت کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے جو کہ آپس میں اجتماعیت، اتفاق و یک جہتی کا مظاہرہ ہے۔ جماعتِ ثانیہ کی وجہ سے تقلیلِ جماعت بھی لازم آئے گی۔

مجوزین کی دلیل کا جواب: پہلی حدیث میں دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے والے شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے تو ان کی نماز نفل تھی اور دوسرے صاحب کی فرض، اس طرح جماعت بالاتفاق جائز ہے۔ خرابی والی صورت یہ ہے کہ دونوں فرض پڑھ رہے ہوں۔ اور دوسری حدیث میں ایک روایت کے مطابق مسجد بنی ثعلبہ کا واقعہ ہے جو راستہ کی مسجد تھی۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز

۵۲۹.....عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيْمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمه: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اور ایک یتیم نے اپنے گھر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ماں ام سلیمؓ ہمارے پیچھے تھی۔ (شیخین نے روایت کیا)

۵۳۰.....وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمه: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ آپ رکوع میں تھے تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کر لیا تو اس کا نبی کریم ﷺ سے تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ (نماز کے بارے میں) تیری حرص اور زیادہ کرے، اور پھر ایسا نہ کرنا۔

۵۳۱.....وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

ترجمہ: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ نماز کو لوٹا لے۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن جبکہ ابن حبان نے صحیح قرار دیا)

۵۳۲......وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ: اِسْتَقْبِلْ صَلاَتَكَ فَلاَ صَلاَةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا تھا، آپ ٹھہر گئے یہاں تک کہ آدمی (نماز سے) فارغ ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھ؛ اس لئے کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ (احمد اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے کا حکم!

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک نماز درست ہے البتہ کراہت کے ساتھ۔

امام احمدؒ کی دلیل:

۱......حدیث وابصہ بن معبدؓ: "فَأَمَرَ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلاَةَ"۔

۲......حدیث علی بن شیبانؓ "اِسْتَقْبِلْ صَلاَتَكَ فَلاَ صَلاَةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ"۔

دونوں حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے خلف الصف اکیلے نماز پڑھنے والے کو اعادہ کا حکم دیا۔

جمہور کی دلیل:

۱......حدیث انسؓ جس کے مطابق ان کی والدہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے صف میں اکیلی کھڑی تھی۔

۲......حدیث ابوبکرہؓ کہ آپ ﷺ نے انہیں خلف الصف اکیلے نماز پڑھنے کی وجہ سے اعادہ صلاۃ کا حکم نہیں بلکہ کراہت سے بچنے کے لئے آئندہ ایسا نہ کرنے کو کہا۔

امام احمدؒ کی دلیل کا جواب:

۱...... آپ کی مستدل دونوں حدیثوں کی سند مجروح ہے۔

۲...... متعارض حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ اعادہ کا حکم استحباباً ہو نہ کہ فساد کی بناء پر۔

أَبْوَابُ مَالاَ يَجُوْزُ فِي الصَّلاَةِ وَمَا يُبَاحُ فِيْهَا

ان افعال کا بیان جو نماز میں ناجائز ہیں اور جو نماز میں جائز ہیں

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَسْوِيَةِ التُّرَابِ وَمَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلاَةِ

مٹی ہموار کرنے اور کنکر چھونے کی ممانعت کا بیان

۵۳۳...... عَنْ مُعَيْقِيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: إِنْ كُنْتَ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا جو کہ جب سجدہ کرتا ہے تو مٹی ہموار کرتا ہے، کہ اگر تم (ایسا) کرنا چاہو تو (بس) ایک مرتبہ (ہموار کرلو)۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۳۴...... وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلاَ يَمْسَحِ الْحَصَا؛ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو کنکریاں نہ چھووے، اس لئے کہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس سند حسن ہے)

۵۳۵...... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ مَسْحِ الْحَصَا فَقَالَ: وَاحِدَةً، وَلَأَنْ تُمْسِكَ عَنْهَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا

سُوْدُ الْحَدَقِ. رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے (نماز میں) کنکریاں چھونے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ (اجازت ہے)، اور اس سے (بھی) رک جانا تمہارے لئے سو اونٹنیوں سے بہتر ہے جو ساری کالی آنکھوں والی ہوں۔ (ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخَصُّرِ

پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

۵۳۶......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات: ممنوع اختصار فی الصلاۃ کی تین تفسیریں!

(۱) کمر میں ہاتھ رکھنا، اس میں ابلیس لعین اور یہود کی مشابہت ہے، نیز نماز میں عاجزی ہونی چاہئے جبکہ اس طرح کھڑا ہونا متکبروں کی نشانی ہے۔

(۲) بلاعذر لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا۔

(۳) رکوع وسجود میں اختصار کرنا اور اطمینان کے بغیر نماز پڑھنا۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت

۵۳۷......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر اُدھر توجہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جھپٹ مارنا ہے، شیطان بندہ کی نماز سے جھپٹ مار لیتا ہے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۳۸......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هُلْكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں ادھر اُدھر دیکھنے سے بچو؛ اس لئے کہ نماز میں ادھر اُدھر توجہ کرنا ہلاکت (وتباہی) ہے، پس اگر ضرورت ہو تو نفل میں (گنجائش ہے) فرض میں نہیں۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا)

۵۳۹......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھتے تھے اور اپنی پشت کے پیچھے (کی طرف) گردن نہیں موڑتے تھے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کرنے کے بعد صحیح کہا)

تشریح الکلمات:

"ھو اختلاس یختلسہ الشیطان": یعنی جو شخص نماز میں کسی دوسری چیز کی طرف التفات کرتا ہے تو گویا یوں سمجھو کہ شیطان نے اس شخص کی نماز کا خشوع چھین لیا۔

نماز میں التفات کی تین صورتیں ہیں: (۱) چہرہ پھیرا جائے فقط، یہ مکروہ ہے۔

(۲) سینہ پھیر لے، یہ مفسد للصلاۃ ہے استقبال قبلہ فوت ہو جانے کی وجہ سے۔

(۳) گوشۂ چشم یعنی کن انکھیوں سے دیکھنا، یہ صرف خلاف اولیٰ ہے منافی خشوع ہونے کی وجہ

سے البتہ عند الضرورۃ مباح ہے حضور اکرم ﷺ کا التفات اسی قسم کا ہوتا تھا۔

بَابٌ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

دو کالی چیزوں کو نماز میں مار ڈالنا

٥٤٠......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں دو کالی چیزوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اسودین یعنی سانپ اور بچھو ایسے ہی اور کوئی جانور نماز میں اس کو ضربۂ واحدہ یا ضربتین سے مارنا جائز ہے، نہ مفسدِ صلاۃ ہے اور نہ مکروہ۔ البتہ عملِ کثیر نہیں ہونا چاہئے ورنہ عملِ کثیر کی صورت میں حنفیہؒ وشافعیہؒ کے یہاں نماز فاسد ہوجائے گی البتہ اس عمل کا گناہ نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ایک بچھو نے آپ کے ڈنک مارا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاؤں سے کچل دیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: "لعن اللہ العقرب لاتبالی نبیا ولا غیرہ"۔ (حدیث میں عملِ قلیل کی ایک صورت واضح ہے)۔ [الدر المنضود]

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

کپڑا لٹکانے کی ممانعت

٥٤١......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کپڑا لٹکانے سے اور اس بات سے کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپ لے، منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد اور ابن حبان نے اس

کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح الکلمات: سدل فی الصلاۃ کی دو تفسیریں!

(۱) چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ دونوں ہاتھ بھی اس کے اندر بندھ جائیں، اس کو اشتمال الیہود بھی کہا گیا ہے۔ (۲) چادر یا رومال کے وسط کو سر یا کاندھوں پر ڈال لیا جائے اور پھر اس کو ویسے ہی چھوڑ دے بغیر ضم طرفین کے (یعنی اس کو لپیٹے نہیں)۔

سدل کا حکم: نماز کے اندر سدل جمہور کے نزدیک مکروہ ہے، البتہ امام مالکؒ اس کی کراہت کے قائل نہیں، والحدیث یؤید مذہب الجمہور۔

"أن یغطی الرجل فاہ": نماز کی حالت میں تغطیہ فم مکروہ ہے یعنی منہ پر ڈھاٹا باندھنا، اس حدیث کی بناء پر اور اس لئے کہ وہ قرأت اور اذکار سے مانع ہے نیز اس میں تشبہ بالمجوس ہے [الدر المنضود]

بَابُ مَنْ یُصَلِّيْ وَرَأْسُه‘ مَعْقُوْصٌ

گوندھے ہوئے سر کے بالوں کے ساتھ نماز پڑھنے والا

۵۴۲۔۔۔۔۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (نماز میں) سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۴۳۔۔۔۔۔وَعَنْ كُرَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّه‘ رَأٰی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّيْ وَرَأْسُه‘ مَعْقُوْصٌ مِنْ وَرَائِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّه‘، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَالَكَ وَلِرَأْسِيْ؟ فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: کریبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اس حال میں کہ ان کے سر کے بال پیچھے بندھے ہوئے تھے تو وہ کھڑے ہو کر اس کو کھولنے لگے جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئے تو ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ میرے بالوں کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟ تو (ابن عباسؓ نے) کہا کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز پڑھتا ہے اس حال میں کہ اس کی مشکیں بندھی ہوئی ہے۔ (مسلم نے روایت کیا)

مسئلۃ الباب: عقص کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے بالوں کو بجائے اپنی حالت پر لٹکانے کے سر کے پیچھے ان جوڑا باندھ لے جس طرح عورتیں باندھ لیا کرتی ہیں۔ یہ جمہور علماء، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک کراہت اس صورت میں ہے جبکہ عقص نماز سے پہلے نماز ہی کی نیت سے کرے، اور اگر پہلے سے ہو تب کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن یہ کراہت بالاتفاق مردوں کے حق میں ہے، عورتوں کے حق میں نہیں۔

بَابُ التَّسْبِيْحِ وَالتَّصْفِيْقِ
تسبیح کہنا اور تالی بجانا

۵۴۴.....عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَآخَرُوْنَ فِي الصَّلَاةِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہیں۔ (جماعت نے روایت کیا اور مسلم نے "نماز میں" کا اضافہ کیا ہے)

۵۴۵.....وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَأُقِيْمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ

أَبُوْبَكْرٍ لاَ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلاَةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ اِلْتَفَتَ فَرَأَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَى مَاأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَاأَبَابَكْرٍ! مَامَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: مَاكَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَالِيْ رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلاَتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (قبیلہ) بنی عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان درمیان صلح کریں، پس نماز کا وقت ہوگیا تو موذن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے تاکہ میں اقامت کہوں؟ کہا ہاں، تو ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی پس آپ ﷺ تشریف لے آئے جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، آپ راستہ بناتے ہوئے پہلی صف میں جا کر کھڑے ہوگئے، لوگ تالی بجانے لگے اور ابوبکرؓ نماز میں (خشوع کی وجہ سے) اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، جب لوگوں نے زیادہ تالی بجائی تو ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ بزرگ و برتر کی تعریف کی اس بات پر جس کا رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پھر ابوبکرؓ پیچھے ہوئے یہاں تک کہ صف میں برابر ہوگئے اور نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی، پھر (جب) آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کس چیز نے ٹھہرے رہنے سے روکا جبکہ میں تجھے حکم دے چکا تھا، ابوبکرؓ نے کہا: ابن ابی قحافہ سے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے (کھڑے) ہو کر نماز پڑھائے، رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے بہت زیادہ تالیاں بجائی، جسے نماز میں کوئی بات پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے، اس لئے کہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو وہ (امام) اس کی طرف توجہ دے گا اور بے شک تالی بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔ (شیخین نے روایت کیا)

تشریح الکلمات:

"التصفیق و التصفیح": نماز میں تالی بجانے کے دو طریقے ہیں:

(۱) دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا جائے۔

(۲) ایک ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونہ پر مارا جائے۔

مذموم تصفیق: یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے پر مارا جائے جس کی وجہ سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ لہو ولعب کے قبیل سے ہے اور پہلی تصفیق تنبیہ کے لئے ہے۔

مسئلۃ الباب: نماز میں کوئی بات پیش آئے تو مقتدی کیا کرے؟

(۱) جمہور کے نزدیک اگر امام کو نماز میں کوئی سہو پیش آئے تو اگر اس کے پیچھے مرد ہے تو وہ سبحان اللہ کے ذریعے امام کو متوجہ کرے اور اگر مقتدی عورت ہے تو وہ تالی بجائے۔

(۲) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لقمہ دینے والا مرد ہو یا عورت دونوں تسبیح کہیں گے۔

جمہور کی دلیل: حدیث "اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَ التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ"۔

امام مالکؒ کی تاویل: حدیث کا مطلب وہ نہیں جو جمہور لیتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز سے باہر تسبیح مردانہ فعل ہے اور تصفیق زنانہ فعل ہے۔

جواب: باب کی دوسری حدیث "مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهٗ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ" سے جمہور کے لئے ہوئے مطلب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس میں صراحۃ نماز کے اندر مردوں کو تسبیح اور عورتوں کو تصفیق (تالی بجانا) کا حکم ہے [الدر المنضود]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بات چیت کی ممانعت

۵۴٦..... عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهٖ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا

بِالسُّكُوْتِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلاَّ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوٗدَ: وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلاَمِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نماز میں باتیں کرتے تھے، آدمی اپنے ساتھ والے سے باتیں کرتا جبکہ وہ نماز میں اس کے پہلو میں ہوتا، یہاں تک کہ (آیت) نازل ہوئی: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (کھڑے ہو اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ) پھر ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ (ابن ماجہ کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا اور مسلم وابوداؤد میں اتنا اور اضافہ ہے ''اور ہمیں باتیں کرنے سے منع کر دیا گیا'')

۵۴۷......وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلاَةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلاَةِ شُغْلاً. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تھے جبکہ آپ نماز میں ہوتے اور آپ ہمیں جواب دیتے تھے، پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے تو ہم نے آپ کو سلام کیا پس آپ نے ہمیں جواب نہیں دیا، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! (پہلے) ہم آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے تو آپ ہمیں جواب دیتے تھے، آپ نے فرمایا کہ بے شک نماز میں مصروفیت ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۴۸......وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلاَةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ حَبَشَةَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِيْ مَاقَرُبَ وَمَا بَعُدَ، فَجَلَسْتُ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلاَةَ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيْ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ السَّلاَمَ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَايَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ: لاَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلاَةِ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : انہی (ابن مسعودؓ) نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کو نماز میں سلام کرتے تھے ملک حبشہ جانے سے پہلے تو آپ ہمیں جواب دیا کرتے تھے پھر جب ہم واپس آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، پس مجھے نزدیک اور دور کی باتوں نے آگھیرا، میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کرلی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سلام کیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ اپنے حکموں میں سے جو چاہے نئے احکام دیتے ہیں اور بے شک ان نئے احکام میں سے یہ ہے کہ نماز میں بات مت کرو۔ (حمیدی نے اپنی مسند میں اور ابوداؤد ونسائی نے اس کو روایت کیا)

۵۴۹.....وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، مَاشَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيْهِمْ عَلٰى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَبِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّيْ مَارَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ أَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ، فَوَاللهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ، قَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ، قَالَ: فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ؟ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی دوران جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری، تو میں نے کہا "یَرْحَمُكَ اللهُ" تو لوگ مجھے اپنی آنکھوں سے گھورنے لگے، میں نے کہا کہ تمہاری مائیں تم کو گم کریں تمہیں

کیا ہوا کہ میری طرف گھورتے ہو؟ تو وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے لگے، پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کروا رہے ہیں لیکن میں (نہ چاہتے ہوئے بھی) خاموش ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد آپ سے زیادہ اچھے انداز سے تعلیم دینے والا نہیں دیکھا، پس اللہ کی قسم! آپ نے مجھے نہ ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا، آپ نے فرمایا کہ بے شک اس نماز میں لوگوں کی باتوں میں سے کسی بات کی گنجائش نہیں، بے شک یہ تو تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے یا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! بے شک میرا جاہلیت کے ساتھ نیا زمانہ ہے (یعنی ابھی ابھی جاہلیت سے نکل کر مسلمان ہوا ہوں) اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو بھیجا ہے اور بے شک ہم میں سے کچھ آدمی غیب کی خبر بتانے والوں کے پاس جاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ جایا کرو، عرض کیا ہم میں کچھ مرد شگون (بدفالی) لیتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ ایک وسوسہ ہے جو وہ (لوگ) اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں پس وہ (وسوسہ) ان کے لئے ہرگز رکاوٹ نہ بنے، کہا کہ میں نے عرض کیا ہم میں کچھ مرد لکیریں کھینچتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ انبیاء (علیہم السلام) میں سے ایک نبی لکیریں کھینچتے تھے پس جس کی لکیر ان کے موافق ہو گئی، وہ درست ہے۔ (مسلم)

مسئلۃ الباب: نماز میں بات چیت کرنے سے متعلق احکام!

اس پر تو تمام ائمہ متفق ہیں کہ ابتداء ہر قسم کا کلام نماز کے اندر جائز تھا، البتہ بعد میں منسوخ ہو گیا، لیکن اس "کلامِ منسوخ" کی تفصیل میں اختلاف ہے:

(۱) امام ابوحنیفہؒ و امام احمدؒ کے نزدیک کلام فی الصلاۃ مطلقاً قلیل ہو یا کثیر عمداً ہو یا نسیاناً سب منسوخ، اور اب ناجائز و مفسدِ صلاۃ ہے۔

(۲) امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کلامِ قلیل نسیاناً اگر ہو تو اس کی گنجائش ہے اور وہ جائز ہے۔

(۳) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کلامِ قلیل قصداً نماز کی اصلاح کے لئے ہو تو جائز ہے اور اگر ویسے ہی نسیاناً ہو تو ناجائز ہے۔

امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل:

دونوں حضرات کے حق میں بہت ساری دلیلیں ہیں، اجمالاً باب کے دلائل ملاحظہ کریں:

۱......حدیث زید بن ارقمؓ "نَزَلَتْ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ" مطلقاً نماز میں گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا۔

۲......حدیث ابن مسعودؓ: (۱) "فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلاً."

(۲) "إِنَّ اللّٰهَ قَدْ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَايَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ: لَاتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ" مطلقاً کلام سے ممانعت والا یہ واقعہ ہجرتِ حبشہ سے واپسی پر مدینہ منورہ میں پیش آیا۔

۳......حدیث معاویہ بن حکمؓ: "إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ" حدیث کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اب کسی قسم کے کلام کی گنجائش نہیں رہی۔

(امام شافعیؒ و مالکؒ کی دلیل اور جمہور کی طرف سے اس کا جواب اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى أَنَّ كَلَامَ السَّاهِيْ وَكَلَامَ مَنْ ظَنَّ التَّمَامَ لَايُبْطِلُ الصَّلَاةَ

اس حدیث کا بیان جس سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر بولنے والے اور نماز کو مکمل گمان کرنے والے کلام مبطلِ صلاۃ نہیں

۵۵۰......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: قَدْ سَمَّاهَا أَبُوْهُرَيْرَةَ وَلٰكِنِّيْ نَسِيْتُ أَنَا، صَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالُوْا: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَسِيْتَ أَمْ قُصِرَتِ

الصَّلَاةُ؟ قَالَ: لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ. فَقَالَ: أَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟ فَقَالُوْا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَاتَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ، فَرُبَّمَا سَأَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: إِنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ وَإِنْ كَانَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ لٰكِنَّهَا مُضْطَرِبَةٌ بِوُجُوْهٍ، وَفِي الْبَابِ أَحَادِيْثُ أُخْرٰى كُلُّهَا لَاتَخْلُوْ عَنْ نَظَرٍ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی دونمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی، ابن سیرینؒ نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اس کا نام بتایا لیکن میں بھول گیا، (کہا کہ) آپ نے ہمیں دورکعتیں پڑھائی پھر سلام پھیرلیا، اور آپ نے مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کے پاس کھڑے ہوکراس پر ٹیک لگادی گویا کہ آپ غصہ تھے اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا اور اپنی انگلیوں کوایک دوسرے میں ڈالا اور آپ نے اپنے دائیں رخسار کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا، جلدی جانے والے مسجد سے نکلے اور کہا کہ نماز کم کردی گئی ہے اور لوگوں میں ابوبکرؓ وعمرؓ بھی تھے، پس وہ دونوں بات کرنے سے ڈر رہے تھے اور لوگوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ لمبے تھے جس کو" ذوالیدین" کہا جاتا تھا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کردی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم کی گئی ہے، پھر آپ نے (لوگوں سے) کہا کہ کیا ایسا ہی ہے جو ذوالیدین کہہ رہا ہے، تو لوگوں نے کہا: جی ہاں، پس آپ آگے بڑھے اور جو چھوڑی تھی وہ نماز پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر تکبیر کہی اور اپنے سجدے کی طرح یا اس لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہہ کر اپنے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی، بسااوقات لوگ ان سے (ابوہریرہؓ سے) پوچھتے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا؟ تو وہ کہتے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بے شک عمران بن حصینؓ نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرلیا۔

نیموی کہتا ہے کہ بے شک یہ روایت اگرچہ صحیحین میں ہے لیکن چند وجوہ سے مضطرب

ہے اور اس باب میں اور بھی احادیث ہیں وہ سب کلام سے خالی نہیں ہیں۔

مسئلۃ الباب میں امام شافعیؒ کی دلیل:

۱...... حدیث ذوالیدینؓ جس میں بہت کلام پایا گیا لیکن آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ اسی نماز پر بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لی۔ معلوم ہوا کہ نسیاناً کلام مفسدِ صلاۃ نہیں۔

۲...... قیاس: جس طرح روزہ نسیاناً کھانے پینے سے فاسد نہیں ہوتا نماز بھی نہیں ہونی چاہیے۔

امام مالکؒ کی دلیل: نفسِ حدیث ذوالیدینؓ، البتہ وہ اس کو کلام قلیل وبرائے اصلاح پر محمول کرتے ہیں۔

حدیث ذوالیدینؓ کی توجیہ عند الحنابلہ:

حدیث ذوالیدینؓ بظاہر حنفیہ وحنابلہ دونوں کے خلاف ہے مگر حنابلہ نے کلام فی الصلاۃ کی ایک خاص شکل کا استثناء کیا ہے لہٰذا وہ اشکال سے بچ گئے، وہ شکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ امام ہو یا مقتدی نماز میں کلام یہ سمجھ کر کرے کہ میری نماز پوری ہو گئی خواہ واقع میں پوری نہ ہوئی ہو تو یہ صورت جائز ہے اور یہاں اس قصہ میں ایسا ہی ہوا۔ اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ یہی سمجھ رہے تھے کہ میں نے نماز پوری پڑھائی کیونکہ آپ فرما رہے ہیں: ''لم أنس ولم تقصر'' لیکن ذوالیدین بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ نماز پوری ہو چکی اور وہ یہی سمجھ کر بولے۔

دراصل وہ یہ سمجھتے تھے کہ آئے دن نزولِ وحی سے احکام میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے تو بظاہر نماز میں قصر ہوا ہے اور چار کی دو رہ گئیں تاہم احتیاطاً انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کو کہیں نسیان تو نہیں ہو گیا۔

اب رہ گئے احناف، ان کے یہاں کلام فی الصلاۃ کی کوئی صورت مستثنیٰ نہیں۔

حنفیہ کی توجیہ وتقریر:

انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ واقعہ کلام فی الصلاۃ کے نسخ سے پہلے کا ہے، کلام فی الصلاۃ کا نسخ اس واقعہ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا تھا۔ نسخ کے چند قرائن یہ ہیں:

۱...... حضرت ذوالیدین غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے لہٰذا یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہو گا۔

۲......اس میں مذکور ہے کہ "ثم قام الی خشبة معروضة فی المسجد" اس خشبہ سے مراد استوانہ حنانہ ہے جو ۲ھ میں منبر نبوی ﷺ بننے کے بعد غزوہ بدر سے پہلے دفن کر دیا گیا تھا۔

۳......اس واقعہ میں بہت سے ایسے امور صادر ہوئے جو شوافعؒ کے نزدیک بھی مفسدِ صلاۃ ہے جیسے مصلّٰی سے ہٹ کر منبر پر چڑھنا اترنا جو عملِ کثیر ہے، نیز قبلہ کی جہت سے پھر جانا اور بعض روایات میں ہے کہ حجرہ مبارکہ میں تشریف لے چلے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ نماز میں بہت گنجائش تھی اور عملِ کثیر، کلام وغیرہ سب جائز تھا۔

الزامی جواب: جناب والا! یہ حدیث کسی کے بھی موافق نہیں ہے نہ شافعیہ کے نہ مالکیہ کے، کیونکہ شافعیہ نسیاناً کلام کے جواز کے قائل ہیں۔ یہ کلام نسیاناً کہاں تھا یہ تو عمداً تھا کما ھو ظاہر، اور مالکیہ کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ ذوالیدین کا کلام گو اصلاحِ صلاۃ کے ارادہ سے تھا لیکن "سرعان الناس" کا کلام "قصرت الصلاۃ" تو اس غرض سے نہ تھا۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰی جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

وہ روایات جن سے نماز کے اندر بذریعہ اشارہ سلام کا جواب دینے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۱...... عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَكَلَّمْتُهٗ فَقَالَ لِي بِيَدِهٖ هٰكَذَا۔ وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْأَرْضِ۔ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَقَالَ لِي هٰكَذَا۔ وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهٖ نَحْوَ الْأَرْضِ۔ وَأَنَا أَسْمَعُهٗ يَقْرَأُ يُوْمِيْ بِرَأْسِهٖ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِيْ أَرْسَلْتُكَ لَهٗ؛ فَإِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: ابوزبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا جبکہ آپ بنو مصطلق کی طرف جانے والے تھے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ اپنے اونٹ پر نماز

پڑھ رہے تھے، میں نے آپ سے بات کی، تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ مبارک سے اس طرح اشارہ کیا- اورزہیرؒ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا- پھر میں نے آپ سے بات کی، آپ نے مجھے اس طرح اشارہ کیا- اورزہیرؒ نے اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا- اور میں آپ کوقرأت کرتے ہوئے سن رہا تھا، آپ اپنے سر مبارک سے اشارہ کرر ہے تھے، جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: تم نے اس کام کے سلسلے میں کیا کیا جس کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا، اس لئے کہ مجھے کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں تم سے بات کروں مگر یہ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

۵۵۲......وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا میں نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے کہا نبی اکرم ﷺ کیسے ان کوجواب دیتے تھے جس وقت وہ لوگ آپ کونماز میں سلام کرتے تھے؟ کہا آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کرتے۔ (ترمذی اورابوداؤد نے اس کوروایت کیااوراس کی سند صحیح ہے)

۵۵۳......وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً، وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) سے روایت ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کوسلام کیا تو آپ نے مجھے اشارے سے جواب دیا، میرے علم میں یہی ہے کہ آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

۵۵٤......وَعَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَسْجِدَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَا لِيُصَلِّيَ فِيْهِ فَدَخَلَ مَعَهُ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَأَلْتُهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ. أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ:

عَلٰی شَرْطِهِمَا.

ترجمہ : انہی (ابن عمرؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کی مسجد میں داخل ہوئے جو کہ قباء کی مسجد ہے، تا کہ اس میں نماز پڑھیں، پس انصار کے کچھ لوگ (بھی) اندر داخل ہوئے وہ آپ ﷺ کو سلام کرنے لگے، اوران کے ساتھ صہیبؓ بھی داخل ہوئے۔ تو میں نے صہیبؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے جب لوگ آپ کو نماز کی حالت میں سلام کرتے؟ کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔ (حاکم نے اس کو مستدرک میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ ان دونوں کی شرط پر پورا اترتی ہے)

۵۵۵...... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں سلام کا جواب ہاتھوں کے اشارے سے!

اگر کوئی شخص اس شخص کو سلام کرے جو نماز میں ہے تو کیا وہ نمازی ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دے سکتا ہے؟ اس سلسلے میں اقوال یہ ہیں:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک نمازی کو سلام کرنا بھی جائز اور نمازی کا ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازی کو اولاً سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح مفتیٰ بہ قول کے مطابق ہاتھ کے اشارہ سے جواب دینا بھی مکروہ ہے۔

زبان سے سلام کا جواب دینا سب کے نزدیک ناجائز اور مفسدِ صلاۃ ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: باب کی تمام احادیث جن میں جابرؓ، ابن عمرؓ، بلالؓ، صہیبؓ اور انسؓ سے یہ منقول ہے "کان یشیر بیدہ" یعنی نبی کریم ﷺ نماز میں ہاتھوں کے اشارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ (امام ابوحنیفہؒ کی دلیل اور ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل کا جواب اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلٰى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

وہ روایات جن سے نماز کے اندر بذریعہ اشارہ سلام کا جواب دینا منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۶......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کو سلام کرتا حالانکہ آپ نماز میں ہوتے تو آپ مجھے جواب دیتے، پھر جب ہم (حبشہ) واپس آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے جواب نہیں دیا اور (بعد از نماز) فرمایا کہ بلاشبہ نماز میں مصروفیت ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۵۷......وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں (نماز میں) ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دم ہیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب میں امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:

۱......حدیث ابن مسعودؓ کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں مشغولیت کی بناء پر ان کو سلام کا جواب نہیں دیا نہ زبانی اور نہ ہاتھ کے اشارہ سے۔

۲......حدیث جابر بن سمرۃؓ جس کے مطابق نماز کے ایک واجب یعنی لفظ السلام کے لئے ہاتھوں کا اشارہ منع کر دیا گیا تو خارج نماز آدمی کے سلام کا جواب اشارہ سے بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل کا رد:

۱.....ابتداء اسلام میں ہر طرح کا سلام اور اس کا جواب نماز میں جائز تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا کمافی حدیث ابن مسعودؓ۔

۲.....حضرت بلالؓ وصہیبؓ وغیرہ کو اشارہ سے سلام کا جواب دینا بھی اسی زمانہ سے متعلق ہے۔

۳.....حدیث جابرؓ میں ہاتھ کا اشارہ کلام اور سلام سے ممانعت کے لئے تھا نہ کہ سلام کا جواب۔

بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ

امام کو لقمہ دینے کا بیان

۵۵۸.....عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ: أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ؟. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَزَادَ: أَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ. وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، آپ نے اس میں قرأت کی پس آپ پر قرأت خلط ملط ہو گئی، تو جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو حضرت ابیؓ سے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ کہا جی، تو آپ نے فرمایا کہ (پھر) تمہیں کس چیز نے روکا۔ (ابوداؤد اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور طبرانی نے "لقمہ دینے سے" کا اضافہ بھی کیا)

بَابٌ فِي الْحَدَثِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بے وضو ہو جانے کا بیان

۵۵۹.....عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهٗ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں پھسکی مارے تو وہ لوٹ جائے اور وضو کر کے نماز کو لوٹائے۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن جبکہ ابن القطان نے ضعیف قرار دیا ہے)

۵٦۰......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لْيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَفِيْ إِسْنَادِهٖ مَقَالٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو الٹی یا نکسیر یا کڑوا پانی یا مذی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ چلا جائے اور وضوء کرے پھر اپنی نماز کی بناء کرے جبکہ وہ اس دوران بات چیت نہ کرے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا، زیلعی نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے)

۵٦۱......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَعُفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ جب انہیں (نماز میں) نکسیر پھوٹتی تو لوٹ جاتے اور وضوء کرتے اور بات نہیں کرتے پھر واپس آکر جو نماز پڑھ رہے ہوتے اسی پر بناء کرتے۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵٦۲......وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) نے فرمایا: جب آدمی کی نماز میں نکسیر پھوٹے یا اسے الٹی لاحق ہو یا وہ مذی پائے تو پھر جائے اور وضوء کرے پھر لوٹ آئے اور جو باقی نماز ہے اس کو پڑھی ہوئی نماز پر (بناء کرکے) پوری کرے جب تک بات نہ کی ہو۔ (عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵٦۳......وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَطْنِهٖ ذَرًا

أَوْ قَيْئًا أَوْ رُعَافًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں اپنے پیٹ میں ہوا محسوس کرے یا قے یا نکسیر پائے تو وہ لوٹ کر وضوء کرے پھر اپنی نماز پر جب تک کلام نہ کیا ہو بناء کرے۔ (دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٥٦٤ــــ وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلَاتُهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (علیؓ) نے کہا جب کوئی شخص تشہد کی مقدار بیٹھ جائے پھر وہ (جان کر) بے وضوء ہو گیا تو اس کی نماز تام ہو گئی۔ (بیہقی نے اس کو سنن میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: بناء علی الصلاۃ کا حکم!

بناء علی الصلاۃ یعنی اگر نمازی کو دوران نماز حدث لاحق ہو جائے اور وہ وضوء بنا کر آنے کے بعد اب تک پڑھی ہوئی نماز کا اعتبار کرتے ہوئے بقیہ نماز پوری کر لے۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک مطلقاً بناء جائز نہیں، جبکہ امام مالکؒ کے ہاں صرف نکسیر پھوٹنے کی صورت میں جائز ہے، اس کے علاوہ ان کے نزدیک بھی نا جائز۔ [بدایۃ المجتہد، ص:۱۴۶]

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بناء علی الصلاۃ جائز ہے مگر از سر نو پڑھنا افضل ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

ا۔ــــ حدیث طلق بن علیؓ "ولیعد صلاتہ"۔ نماز کے لوٹانے کا حکم ہے۔

۲ــــ قیاس: بناء علی الصلاۃ میں نماز کے دوران چلنا پھرنا، قبلہ سے انحراف اور عمل کثیر لازم آتا ہے جو مفسد صلاۃ ہے، خلاف قیاس کوئی صحیح حدیث بھی مروی نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

ا۔ــــ حدیث عائشہؓ مرفوعاً "ثم لیبن علی صلاتہ وھو فی ذلک لایتکلم" اس حدیث

کی سند میں کلام ہے۔

۲......اثر علیؓ وابن عمرؓ جو صحیح سند کے ساتھ قولاً وعملاً مروی ہے، اس پر صحابہ سے نکیر بھی ثابت نہیں اور خلاف قیاس قول صحابی حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱......حدیث طلقؓ میں "ولیعد صلاتہ" کی زیادتی محدثین کے یہاں قابل قبول نہیں۔

۲......خلاف قیاس قول صحابی کو قیاس پر بہر صورت ترجیح حاصل ہے۔

بَابٌ فِي الْحَقْنِ

بتکلف قضائے حاجت سے رُکے رہنا

۵٦٥......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی جب اس کو دو گندی چیزیں (یعنی پیشاب و پاخانہ) پریشان کریں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵٦٦......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے جب کہ نماز کھڑی ہو تو بیت الخلاء سے پہل کرے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۵٦٧......وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ: لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ

خَانَهُمْ، وَلاَ يَنْظُرُ فِيْ قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلاَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَآخَرُوْنَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین کام کرنا کسی ایک کے لئے (بھی) حلال (جائز) نہیں: (ایک یہ کہ) آدمی لوگوں کو (اس طرح) امامت نہ کرائے کہ ان کو چھوڑ کر اپنے آپ کو دعا میں خاص کرے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو تحقیق اس نے ان (لوگوں) سے خیانت کی، اور (دوسرا یہ کہ کوئی شخص) اجازت لینے سے پہلے (کسی کے) گھر کے حصے میں نظر نہ ڈالے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو تحقیق (گویا) وہ داخل ہو گیا، اور (تیسرا یہ کہ) وہ نماز نہ پڑھے جب کہ وہ پیشاب یا پاخانہ کو روکنے والا ہو یہاں تک کہ (اس سے) ہلکا ہو جائے۔

(ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

مسئلۃ الباب: ''باب ترک الجماعۃ لعذر'' کے گذر چکا ہے۔

قولہ "لاصلاۃ بحضرۃ الطعام": یعنی بہتر نہیں ہے کیونکہ اس سے نماز کے اندر یکسوئی اور خشوع و خضوع نہ رہے گا، مطلقاً نماز کی نفی مراد نہیں۔

بَابٌ فِي الصَّلاَةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ
کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا

۵۶۸۔۔۔۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلاَةُ فَابْدَأُوْا بِالْعَشَاءِ وَلاَ يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے لئے رات کا کھانا لگا دیا جائے، اور نماز (بھی) کھڑی ہو جاؤ تو رات کا کھانا شروع کر دو اور جلدی مت کرو، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔

۵۶۹......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوْا بِالْعَشَاءِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے رات کا کھانا کھالو۔ (شیخین نے روایت کیا)

مسئلۃ الباب: "باب ترک الجماعۃ لعذر" کے تحت دیکھیں۔

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام کے ذمہ جو امور لازم ہیں

۵۷۰......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ؛ فَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَاشَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ (نماز) مختصر پڑھائے اس لئے کہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے (بھی) ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی خود اکیلے نماز پڑھے تو جتنا چاہے (نماز کو) طویل کرے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۱......وَعَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَاصَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ؛ فَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا، پھر آپ

نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے بعض (لوگوں کو) بھگانے والے ہیں، پس تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے اس لئے کہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند (بھی) ہوتے ہیں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۲......وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز کبھی بھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی، اور بے شک آپ (جب) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو اس ڈر سے ہلکا فرمادیتے کہ اس (بچے) کی ماں آزمائش میں پڑجائے گی۔ (شیخین)

۵۷۳......وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنِّي لَأَقُوْمُ فِي الصَّلَاةِ، أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نماز میں یہ سوچ کر کھڑا ہوتا ہوں کہ اس کو لمبا کروں گا پھر میں بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کردیتا ہوں اس کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں پر مشقت پڑے گی۔ (بخاری)

۵۷۴......وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری عہد جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے لیا (وہ یہ کہ) جب میں چند لوگوں کی امامت کروں تو ان کو مختصر نماز پڑھاؤں۔ (مسلم ن)

۵۷۵......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيْفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ہلکی نماز پڑھانے

کا حکم کرتے تھے اور خود ہمیں صافات (جیسی لمبی سورتوں) کے ساتھ امامت کراتے تھے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

فقہ الحدیث: باب کی احادیث میں مسجد، قبیلہ یا کسی بھی جماعت کے امام کو تاکید کے ساتھ ہدایت کی گئی ہے کہ تمام مقتدیوں کی حالت کی رعایت کرتے ہوئے قرأت میں تخفیف کرے یعنی جتنا ہو سکے قدرِ مسنون کے اندر رہ کر کم سے کم قرأت کرے؛ کیونکہ مقتدیوں میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں کمزور، بیمار، عمر رسیدہ اور ضرورت مند جن پر لمبی قرأت گرانی اور اکتاہٹ اور جماعت کی نماز سے دوری کا باعث بن سکتی ہے۔

حدیث ابن عمرؓ کے دو جملوں کے درمیان تطبیق:

حدیث ابن عمرؓ کے پہلے جملہ "كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيْفِ" میں امام کو مختصر قرأت کا حکم دیا گیا ہے جبکہ آخری جملہ "وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ" میں خود حضور ﷺ کا سورۂ صافات جیسی لمبی سورت پڑھنے کا ذکر ہے تو علماء نے اس طور پر تطبیق بیان کی ہے کہ دراصل یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی کہ کم وقت میں نہایت اطمینان کے ساتھ بہت سی آیتیں اس طور پر پڑھ دیتے تھے کہ کسی کو گرانی اور اکتاہٹ نہیں محسوس ہوتی۔ لہذا تخفیف کا اصل مقصد پھر بھی حاصل رہا۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ

مقتدی کے ذمہ جو (امام کی) پیروی کرنا لازم ہے

۵۷۶......عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اگر وہ اپنا سر (رکوع سے) امام سے پہلے اٹھالے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنادے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۷۷......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ، حَتّٰى يَقَعَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: عبداللہ بن یزیدؒ نے کہا مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ سچے ہیں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جب سمع الله لمن حمده کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی کمر نہ جھکاتا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ سجدے میں چلے جاتے پھر آپ کے بعد ہم (بھی) سجدے میں چلے جاتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۸......وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ؛ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ أَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، جب آپ نے نماز پوری کرلی تو آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! بے شک میں تمہارا امام ہوں، پس تم رکوع سجدہ اور قیام میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، اور نہ ہی سلام پھیرنے میں، اس لئے کہ میں تم کو اپنے سامنے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں (مسلم نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: باب کی پہلی حدیث اور آخری روایت میں تقدم علی الامام کی ممانعت ہے اور دوسری روایت میں تأخر عن الامام کا ثبوت ہے۔

"تقدم علی الامام" یعنی کسی رکن میں امام سے آگے بڑھ جانا، تکبیر تحریمہ میں باتفاق ائمہ اربعہؒ مفسدِ صلاۃ ہے، اور سلام میں تقدم علی الامام صرف ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مفسد ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مفسد نہیں بلکہ مکروہ ہے، اور بقیہ ارکان میں تقدم علی الامام ائمہ اربعہؒ کے نزدیک مفسد نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ دوسرا مسئلہ یعنی تأخر عن الامام میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ فرماتے ہیں کہ امام کی اتباع تمام ارکان میں علیٰ وجہ المعاقبہ ہونی چاہئے یعنی پہلے امام اور بعد میں مقتدی اس رکن میں جائے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تمام ارکان میں اتباع امام علیٰ وجہ المقارنہ (یعنی ساتھ ساتھ) ہو۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک تحریمہ وتسلیمہ میں توتأخر عن الامام متعین ہے اور باقی ارکان میں ان کے دوقول ہیں افضلیتِ مقارنہ اور افضلیتِ تأخر۔

بہرحال ائمہ ثلاثہؒ تأخر کو علی العموم ترجیح دیتے ہیں جبکہ احنافؒ مقارنہ کو۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث براءؓ جس میں یہ ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ سجدہ میں پہنچ نہیں جاتے تھے ہم میں کوئی رکوع کے لئے نہیں جھکتا تھا۔ یعنی حد درجہ تأخر عن الامام کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: حدیثِ مشہور "اذا رکع فارکعوا واذا سجد فاسجدوا" ہے، فاء تعقیب بلا مہلت کے لئے ہے اور امام صاحبؒ کی مراد بھی مقارنت سے یہی ہے کہ امام کے شروع کرتے ہی مقتدی فوراً شروع کردے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل کا جواب:

۱..... حدیث "اذا رکع فارکعوا" قولی حدیث ہے لہٰذا صحابۂ کرامؓ کی فعلی حدیث پر ترجیح حاصل ہوگی۔

۲..... صحابۂ کرامؓ کے عمل کی توجیہ یہ ہے کہ دراصل حکم تو مقارنت کا ہی تھا مگر اخیر زمانہ میں جب آپ ﷺ کی حرکت وانتقال من رکنٍ الیٰ آخر میں بُطوء (ٹھہراؤ) آگیا، وہ سرعت نہ رہی جو پہلے تھی اور بعض شُبّان صحابہ (نوجوان طبقہ) اپنی تیزی اور پھرتی کی وجہ سے قومہ سے سجدہ میں امام سے پہلے پہنچنے لگے (یا یہ پہنچنے کا خطرہ ہوا) تو اس پر آپ نے تنبیہ فرمائی، اس تنبیہ کے بعد یہ لوگ ڈر گئے اور زیادہ ہی احتیاط کرنے لگے اور جب تک امام سجدہ میں نہ پہنچ جاتا اس وقت قومہ ہی میں رہتے، یہ ہے اس معاقبہ کی وجہ، آپ کی طرف سے یہ حکم نہ تھا۔ [الدر المنضود]

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْوِتْرِ

نمازِ وتر کے ابواب

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى وُجُوْبِ صَلَاةِ الْوِتْرِ

وہ روایات جو نمازِ وتر کے واجب ہونے پر دلیل ہیں

۵۷۹......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۸۰......وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبح سے پہلے وتر جلدی پڑھ لیا کرو۔ (مسلم نے روایت کیا)

۵۸۱......وَعَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَوْتِرُوْا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ (بخاری کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۸۲......وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ؛ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو ڈر ہو کہ وہ اخیر رات میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ اس کے شروع میں وتر پڑھ لے اور جس شخص کو اس (یعنی رات)

کے آخری حصے میں اٹھنے کی امید ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے اور یہ افضل ہے۔ (مسلم)

۵۸۳...... وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۵۸۴...... وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُسْنَدِ الشَّامِيِّيْنَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ: بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔ (طبرانی اس کو مسند شامیین میں روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ یہ حدیث سند حسن کے ساتھ مروی ہے)

۵۸۵...... وَعَنْ أَبِيْ تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ أَبُوْتَمِيْمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِيْ أَبُوْذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى أَبِيْ بَصْرَةَ فَقَالَ لَهٗ: أَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ أَبُوْبَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابوتمیم جیشانیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ ابوبصرہؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے، تو اسے عشاء کی نماز اور فجر کی نماز کے درمیان پڑھو، ابوتمیمؒ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں ابوبصرہؓ کی طرف چل پڑے اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا جو عمروؓ نے کہا ہے تو ابوبصرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو سنا ہے۔ (احمد، حاکم اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۸٦...... وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وتر سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب صبح کرے یا یاد آئے تو اسے پڑھ لے۔ (دارقطنی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: نمازِ وتر کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک محض سنت ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ وصاحبینؒ کی دلیل:

۱...... حدیث علیؓ: ''الوتر ليس بحتم كهيئة الصلاة المكتوبة ولكن سنة سنها رسول الله ﷺ''۔ [ترمذی]

۲...... اذان واقامت کا مشروع نہ ہونا بھی سنیت پر دال ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی تمام حدیثیں۔

۱...... حدیث بریدہؓ: ''اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا''۔

۲...... حدیث ابوسعیدؓ: ''أَوْتِرُوْا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا'' امر برائے وجوب ہے۔

۳......حدیث ابوسعیدؓ ایضا: ''مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ أَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّهٖ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهٗ'' وتر کی قضاء کا حکم ہے جبکہ قضاء صرف واجبات کی ہوتی ہے۔

۴......نبی کریم ﷺ کا وتر پر مواظبت اور دوام فرمانا جو سب کے یہاں مسلّم ہے۔

۵......تارکِ وتر پر نکیر کرنا'' اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا''۔

۶......صحابہؓ و تابعینؒ کا سفر و حضر میں اس کا اہتمام کرنا۔

ائمہ ثلاثہؒ و صاحبینؒ کی دلیل کا جواب:

۱......حدیث علیؓ مذکور میں فرضیت کی نفی ہو رہی ہے نہ کہ وجوب کی' 'كهيئة الصلاة المكتوبة'' سے یہی متبادر ہے اور ''سنة سنها رسول الله ﷺ'' سے اس کے ماخذ یعنی دلیل کا بیان ہے۔

۲......اذان و اقامت فرض اعتقادی کے لئے ہوتی ہے اور وتر فرض عمل (واجب) ہے۔

بَابُ الْوِتْرِ بِخَمْسٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

پانچ یا اس سے زائد رکعت وتر پڑھنا

۵۸۷......عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ أَوْ قَالَ: خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (ایک) رات اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گذاری، پس رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی، پھر (گھر) تشریف لائے پھر چار رکعت (نماز) پڑھی، پھر سو گئے، پھر اٹھے تو میں آکر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کرلیا، آپ نے پانچ رکعت (نماز) پڑھی، پھر آپ نے دو رکعت پڑھی پھر سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کی

خراٹے کی آواز سنی یا کہا خراٹے سنے، پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ (بخاری شریف)

۵۸۸......وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ إِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

ترجمہ: انہی (سعید بن جبیرؒ) سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پھر آپ نے دو، دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ آٹھ رکعت پڑھ لی، پھر پانچ (رکعات) وتر پڑھے، اور اس کے درمیان میں بیٹھے نہیں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کچھ کمزور ہے)

۵۸۹......وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ آخِرِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: ہشام (بن عروہ بن زبیرؒ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے، اس (میں) سے پانچ رکعت وتر پڑھتے، اس کے آخر کے علاوہ کسی چیز (رکعت) میں نہیں بیٹھتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۹۰......وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهٗ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

صَلّٰی مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَلاَ أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ وَلاَ صَلّٰی لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلاَ صَامَ شَهْرًا كَامِلاً غَيْرَ رَمَضَانَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ترجمہ: سعد بن ہشامؒ نے کہا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتایئے، فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضوء کا پانی تیار رکھتے، پس اللہ جب رات میں آپ کو اٹھانا چاہتے تو اٹھاتے، پھر آپ مسواک اور وضوء کرتے اور نو رکعت نماز پڑھتے، آٹھویں رکعت کے علاوہ میں نہیں بیٹھتے، پس آپ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف اور اس سے دعاء مانگتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہیں پھیرتے پھر کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پڑھتے، پھر کھڑے ہو جاتے، آپ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعاء مانگتے، پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ (اپنا سلام) ہمیں سناتے پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تو یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں اے بیٹے! پھر جب اللہ کے نبی ﷺ بڑی عمر کے ہو گئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو آپ نے سات رکعت وتر پڑھے اور دو رکعت میں ایسا ہی کیا جیسا پہلے کرتے تھے، اے بیٹے! یہ نو رکعتیں ہوئیں، اور اللہ کے نبی ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کو پسند فرماتے، جب آپ پر رات کے قیام سے نیند غالب ہوتی یا کوئی تکلیف ہوتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے، اور مجھے نہیں معلوم کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو، نہ پوری رات صبح تک نماز پڑھی، اور رمضان کے علاوہ پورے مہینہ (مسلسل) روزے رکھے ہوں۔ (مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا)

۵۹۱...... وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا تُوْتِرُوْا بِثَلاَثٍ، أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ، وَلاَ تَشَبَّهُوْا بِصَلاَةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ: إِسْنَادُهٗ عَلٰی شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ: ابو سلمہؒ اور عبد الرحمٰن بن اعرجؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین رکعت وتر نہ پڑھو (بلکہ) پانچ یا سات رکعت وتر پڑھو اور

(وتر کو) مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔(دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے کہا کہ اس کی سند شیخین کی شرط کے موافق ہے)

۵۹۲......وَعَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عراک بن مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین رکعت وتر مغرب کی نماز کے مشابہ بنا کر نہ پڑھو، لیکن پانچ، یا سات، یا نو، یا گیارہ، یا اس سے زیادہ وتر (کی رکعتیں) پڑھو۔ (محمد بن نصر مروزی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۹۳......وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَلْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَلَا نُحِبُّ ثَلَاثًا بُتْرَاءَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وتر سات یا پانچ (رکعت) ہے اور ہم تین ناقص رکعت کو پسند نہیں کرتے۔ (محمد بن نصر اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۹۴......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَلْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَإِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ ثَلَاثًا بُتْرَاءَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وتر سات یا پانچ (رکعت) ہے اور بے شک میں اس کے ناقص رکعت ہونے کو ناپسند کرتی ہوں۔ (محمد بن نصر اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: إِنَّ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَالنَّهْيُ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى أَنْ يُصَلِّيَ وِتْرًا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا رَكْعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ تین رکعت وتر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے ثابت ہے، پس ان احادیث میں جو منع کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تین رکعت وتر پڑھے جائیں اور اس سے پہلے دو، چار یا اس سے زیادہ نفل نہ پڑھے جائیں۔

مسئلۃ الباب:

حدیث نمبر ۵۸۷ سے لے کر حدیث نمبر ۶۲۶ تک چار ابواب میں وتر کے متعلق دو اہم اور مختلف فیہ مسئلے بیان کئے گئے ہیں:

۱......وتر کی کتنی رکعت ہے؟ ۲......ایک سلام کے ساتھ یا دو سلاموں کے ساتھ۔

اقوال فقہاء:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک راجح قول کے مطابق کم از کم تین رکعت اور دو سلاموں کے ساتھ۔

(۲) امام شافعیؒ و احمدؒ کے یہاں وتر ایک سے لے کر گیارہ رکعت تک (وفی روایۃ ایک سے سات تک) درست ہے، البتہ اس کے پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ موصولاً یعنی ایک تشہد کے ساتھ تین رکعت پڑھے۔

۲۔ مفصولاً یعنی دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین رکعت ایک سلام کے ساتھ (وھو روایۃ عن الامام احمدؒ)۔

دلائل: مصنفؒ نے "باب الوتر بخمس أو أكثر" کے تحت تین رکعت سے زائد قائلین وتر کی دلیل بنے والی روایات ذکر کی ہیں، اہم دلائل کا خلاصہ مع جواب و تاویل درج ذیل ہے۔

۱......حدیث ابن عباسؓ (نمبر ۵۸۸) "ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ"۔

۲......حدیث عائشہؓ "وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ......" الحدیث۔

۴......حدیث ابو ہریرہؓ "لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ" صراحۃً پانچ، سات، نو، گیارہ اور اس سے زائد وتر کا حکم ہے۔

احناف کی طرف سے جوابات:

الزامی جواب اور تطبیق: روایات میں "ایتار برکعة" سے لے کر "ایتار بثلاث عشرة" بلکہ "ایتار بسبع عشرة" یعنی سترہ رکعت تک وتر وارد ہے لہذا جن روایات میں گیارہ سے زیادہ "ایتار" وتر پڑھنے کا ذکر ہے وہاں ائمہ ثلاثہؒ یہ تاویل کرنے پر مجبور ہیں کہ یہاں ایتار سے مراد پوری صلاۃ اللیل ہے جس میں تین رکعات وتر کی ہیں اور آٹھ رکعت تہجد کی، اور کبھی اس سے پہلے دو خفیف رکعت اور دو رکعت نفل بعد وتر اور دو رکعت سنتِ فجر شامل ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو توجیہ ائمہ ثلاثہؒ نے تیرہ، سترہ رکعت والی احادیث میں کی ہے وہی توجیہ ہم پانچ، سات، نو اور گیارہ رکعت والی احادیث میں کرتے ہیں یعنی آٹھ رکعت تہجد کے ساتھ تین رکعت وتر تو کُل گیارہ رکعتیں بنیں کسی نے مکمل اس کو نقل کر دیا، بعض حضرات صحابہؓ نے شروع کی رکعتین خفیفتین کو اور وتر کے بعد کی نفلوں کو ساقط کیا تو "ثلاث عشرة ركعة" ہوئیں، اور بعض حضرات نے شروع کی رکعتین خفیفتین اور وتر کے بعد کے نفلوں کو ساقط کرنے ساتھ ساتھ فجر کی سنتوں کو بھی خارج کر دیا تو انہوں نے "احدی عشرة ركعة" کہدیا۔ پھر آخر عمر میں جب آپ ﷺ کا جسمِ مبارک بھاری ہو گیا تو آپ نے بعض اوقات تہجد کی چھ رکعتیں پڑھیں اور وتر کی تین رکعتیں ان کے ساتھ مل کر کل نو رکعات ہو گئیں بعض حضرات نے اس زمانہ کا عمل روایت کر دیا، اور کہا "أوتر بتسع"، پھر بعض اوقات آپ نے مزید کمی کی اور تہجد کی صرف چار رکعات پڑھیں، اس زمانے کا عمل "أوتر بسبع" کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔

الغرض روایات میں "أوتر" یعنی ایتار صرف صلاۃ الوتر پڑھنے کے لئے بھی بولا گیا ہے اور پوری صلاۃ اللیل جو آخر میں طاق عدد والی نماز یعنی وتر پر مشتمل ہو، پر بھی بولا گیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی وضاحت:

بخاری شریف کی روایت "ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ" مجمل ہے اس

میں یہ وضاحت نہیں کہ پانچوں رکعتیں وتر کی تھیں یا تین وتر اور دو نفل ملا کر پانچ رکعات مراد ہیں۔
تاہم یہی روایت ابن عباسؓ واقعۂ مذکورہ کے ساتھ مسلم شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے: ''ثم أوتر بثلاث'' نیز آثار السنن حدیث نمبر ۶۰۹ میں بسند سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ تین رکعت وتر پڑھنا منقول ہے لہٰذا اس مجمل روایت کو مفصل روایت پر حمل کرنا اولیٰ ہے۔

اور ''ولم یجلس بینھن'' سے جلسہ طویلہ کی نفی مقصود ہے جو دعاء وذکر کے لئے ہو نفس قعدہ کی نفی نہیں، چنانچہ معمول یہی ہے کہ دعاء وتر کے بعد نہیں کی جاتی بلکہ نفلوں کے بعد کی جاتی ہے۔

حدیث عائشہؓ پر کلام:

''فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ '' اس حدیث کی توجیہ یہ کی گئی ہے دراصل ان گیارہ رکعتوں میں چھ تہجد کی، تین وتر کی، اور دو رکعت وتر کے بعد کی نفل ہوتی تھی، اور ''لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ'' مطلق جلسہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ ایسے جلسہ کی نفی ہے جس کے بعد سلام نہ ہو اور مطلب یہ ہے کہ آٹھ رکعات سے پہلے آپ ہر جلسہ پر سلام پھیرتے مگر آٹھویں رکعت پر جلسہ فرماتے تو سلام کے بغیر نویں رکعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے جو وتر کی تیسری رکعت ہوتی اور پھر وتر سے فارغ ہو کر دو رکعت اور نفل ادا فرماتے، بصورت دیگر آنحضرت ﷺ کی صلاۃ اللیل کی بھی نفی لازم آتی ہے کیونکہ سب رکعتیں وتر کی ہو گئیں۔

حدیث ابن عباسؓ اور حدیث عائشہؓ کی اس توجیہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں؛ کیونکہ دونوں حضرات سے ایسی روایات بکثرت آئی ہیں جن میں صراحۃً ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر کا ذکر ہے اور کوئی تاویل بھی نہیں کی جاسکتی۔ واللہ أعلم بالصواب

حدیث ابو ہریرہؓ پر کلام:

بعض احادیث میں نماز مغرب کو ''وتر النہار'' اور نماز وتر کو ''وتر اللیل'' کہا گیا ہے، کما فی حدیث أبی العالیۃ ''فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ'' [آثار السنن: ۶۲۱] لہٰذا حدیث ابو ہریرہؓ ''لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ '' کا مقصد یہ ہے کہ ''وتر اللیل''

میں نمازِ مغرب کی طرح صرف تین رکعات پر اکتفاء نہ کرو بلکہ اس سے پہلے تہجد بھی پڑھو، یہ تاویل ضروری ہے ورنہ تین رکعت وتر والی صحیح وصریح احادیث کی مخالفت لازم آئے گی۔

بَابُ الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھنا

۵۹۵......عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو، دو (رکعت) ہے، تو جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کے لئے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۹۶......وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان (میں) سے ایک (رکعت) کے ساتھ وتر پڑھتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آجاتا، پھر آپ دو مختصری رکعتیں پڑھتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۹۷......وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: قاسم بن محمدؒ (بن ابوبکر صدیقؓ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے

ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھا۔ (دار قطنی، سند صحیح ہے)

۵۹۸......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وتر اور دو رکعت کے درمیان سلام سے فاصلہ فرماتے اور اس (سلام) کو ہمیں سناتے۔ (احمد، سند قوی ہے)

۵۹۹......وَعَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَآخَرُوْنَ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَالصَّوَابُ وَقْفُهُ.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وتر ایسا حق ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے، پس جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ پانچ رکعت پڑھ لے، اور جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ تین رکعت پڑھ لے، اور جو شخص ایک رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے۔ (ترمذی کے علاوہ چاروں نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور درست بات اس حدیث کا موقوف ہونا ہے)

۶۰۰......وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوِتْرِهِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

ترجمہ: سالم بن عبداللہ بن عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ دو رکعت اور وتر کے درمیان سلام سے فاصلہ فرماتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ ایسا کرتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں کچھ کلام ہے)

۶۰۱......وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر میں ایک اور دو رکعت کے درمیان سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ اپنے بعض کاموں کا حکم (بھی) دیتے تھے۔ (بخاری)

٦٠٢......وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ! اِرْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ وَأَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ. رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

ترجمہ: بکر بن عبداللہ مزنیؒ نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر کہا اے لڑکے! ہمارے لئے (سواری پر) کجاوہ ڈال دو، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر ادا کیا۔ (سعید بن منصور نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

٦٠٣......وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابن ابی ملیکہؒ نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کیا، اور ان کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام (بھی) تھا، پس وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان کو (حضرت معاویہؓ کے) اس عمل کی خبر دی، تو انہوں نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

٦٠٤......وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةَ عَلَى الْمَقَامِ أَحَدٌ فَقُمْتُ أُصَلِّيْ فَوَجَدْتُ حِسَّ رَجُلٍ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِيْ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ: أَوْهَمَ الشَّيْخُ، فَلَمَّا صَلّٰى قُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَةً وَاحِدَةً فَقَالَ: أَجَلْ، هِيَ وِتْرِيْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن تیمیؒ نے کہا میں نے (اپنے جی میں) کہا آج رات قیام (تہجد) میں مجھ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، پس میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا، میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کے پاؤں

کی چاپ سنی، تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، تو میں ان کے لئے ایک طرف ہو گیا، پس وہ آگے بڑھے اور قرآن پاک کو (پڑھنا) شروع کیا، یہاں تک کہ (پورا قرآن) ختم کرلیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا، میں نے کہا کہ "حضرت" کو وہم ہو گیا ہے، جب انہوں نے نماز پڑھ لی تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے ایک ہی رکعت پڑھی ہے؟! فرمایا: ہاں، یہ میرے وتر ہیں۔ (طحاوی اور دار قطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۰۵......عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: أَمَّنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَا هٰذِهِ الرَّكْعَةُ؟ فَقَالَ: وِتْرٌ أَنَامُ عَلَيْهِ. قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: كَانَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ يَعْنِي سَعْدًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبداللہ بن سلمہؓ نے کہا کہ ہمیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز میں امامت کرائی، جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک طرف ہو کر ایک رکعت پڑھی، میں (بھی) ان کے پیچھے ہو لیا، میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو اسحاق! یہ رکعت کیا ہے (یعنی کون سی نماز ہے)؟ فرمایا کہ وتر (کی نماز) ہے، میں (یہ) پڑھ کر سوتا ہوں۔ عمرو (حدیث کے ایک راوی) نے کہا میں نے اس بات کا ذکر (حضرت سعدؓ کے صاحبزادے) مصعب بن سعد سے کیا تو کہا کہ وہ یعنی سعدؓ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۰۶......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ زَمَنَ الْفَتْحِ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرہ پر نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر ہاتھ پھیرا تھا، سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت سعدؓ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بدر میں شریک تھے (ان کو دیکھا کہ) وہ عشاء کی نماز کے بعد

ایک رکعت وتر پڑھتے، رات کے درمیان (تہجد کے لئے) کھڑے ہونے تک اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بیہقی نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: وَفِي الْبَابِ آثَارٌ أُخْرَىٰ جُلُّهَا لَا تَخْلُوْ عَنْ مَقَالٍ، وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لٰكِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّي الْوِتْرَ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ مَوْصُوْلَةٍ.

ترجمہ: نیموی کہتا ہے کہ اس باب میں دوسرے آثار (بھی) ہیں ان میں سے اکثر تنقید سے خالی نہیں، اور معاملہ میں گنجائش ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے جائیں پھر تین رکعت ملا کر پڑھے۔

ایک رکعت وتر پر شافعیہؒ وحنابلہؒ کے دلائل:

باب کی تمام احادیث بظاہر ان حضرات کی دلیل ہیں، دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱.....حدیث عائشہؓ "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ"۔

۲.....حضرت ابن عمرؓ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت الگ سے پڑھتے اور فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

۳.....حدیث ابن ابی ملیکہؒ کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

۴.....حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ایک وتر پڑھنے پر اکتفاء کیا کرتے تھے۔

۵.....حضرت عثمانؓ سے مروی ایک واقعہ میں انہوں نے فقط ایک رکعت وتر پڑھا۔

احنافؒ کی طرف سے جوابات:

۱.....حدیث عائشہؓ وغیرہ میں "ایتار بواحدۃ" یا "ایتار برکعۃ" محتمل اور غیر واضح کلمات ہیں، آپؓ سے مروی ایک سلام کے ساتھ تین رکعت والی صریح روایات کی روشنی میں اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کے شفعہ کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کر کے اس کو تین رکعات بنا دیا جائے نہ یہ کہ صرف ایک رکعت پڑھی جائے۔ اگر یہ مطلب نہ لیا گیا تو "ایتار بواحدۃ" ان روایات کے بھی مخالف ہوگا جن میں آپ ﷺ نے "بتیراء" یعنی صرف ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا ہے۔

۲.....حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں دو باتیں ہیں: (۱) ان کا خود کا عمل کہ دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھتے تھے۔ (۲) اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف کی۔

اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

۱-ممکن ہے "یَفْصِلُ بَیْنَ شَفْعِہٖ وَوِتْرِہٖ بِتَسْلِیْمَۃٍ" میں تسلیمہ سے تشہد والا اسلام یعنی "السلام علیک ایھا النبی ...... الخ" مراد ہو اور یہ بھی کہ نماز سے نکلنے کے لیے سلام کہا ہو۔

۲-علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی جانب سب باتوں میں ضروری نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ نسبت صرف تین رکعت وتر ہونے میں ہو۔

۳-ابن عمرؓ تشہد اول میں "السلام علیک ایھا النبی ......" الخ کو فسخ صلاۃ سمجھتے تھے، لہذا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جب آنحضرت ﷺ کو تشہد اول میں "السلام علیک" پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ آپ نے دو رکعت پر نیت ختم کر دی اور اگلی رکعت مستقل نیت کے ساتھ ادا فرمائی، تو اس نسبت کی بنیاد حضرت ابن عمرؓ کا اپنا اجتہاد تھا نہ کہ فی الحقیقت قطع صلاۃ ہوا تھا۔

الغرض حدیث ابن عمرؓ میں مذکورہ بالا احتمالات کے ہوتے ہوئے اس سے ایتار برکعۃ پر استدلال درست نہیں۔

۳......حضرت معاویہؓ کا عمل: روایت کا سیاق وسباق بتلا رہا ہے کہ یہ آپؓ کا اجتہاد تھا نہ کہ حدیث مرفوع؛ چنانچہ ابن عباسؓ کو جب آپ کے اس عمل کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے تصدیق کے بجائے یوں کہہ کر بات کو ٹال دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں ممکن ہے اپنی فقاہت سے ایسا کیا ہو، بخاری شریف کی ایک اور روایت کے الفاظ میں اس کی صراحت بھی ہے: "دعہ، فانہ فقیہ"۔ نیز الفاظ "اوتر بعد العشاء برکعۃ" سے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک رکعت ملا کر فقط تین رکعت پڑھی ہو مزید نوافل نہ ادا کیے ہوں تو ابن عباسؓ نے بھی ان کی عظیم سعادت یعنی حصول صحبتِ رسول اللہ ﷺ کے ذکر پر اکتفاء کیا۔

۴......حضرت سعدؓ کا عمل: "ایتار بواحدۃ" کے مسئلہ پر دوسرے صحابہؓ نے ان کی موافقت نہیں کی بلکہ طحاوی شریف کی روایت کے مطابق ابن مسعودؓ نے ان پر تنقید کی تھی۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ایتار بواحدۃ سے مراد یہاں بھی دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر تین رکعت وتر پڑھنا ہو، علامہ نیمویؒ نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔

۵......حضرت عثمانؓ کا مذکورہ واقعہ بھی احتمال سے خالی نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ

کی طرح وہ بھی دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے کے قائل ہوں تیسری رکعت علیحدہ سے پڑھی ہو۔

بہر حال اس باب میں شافعیہ وحنابلہ کے پاس کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔

بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ

تین رکعت کے ساتھ وتر پڑھنا

۶۰۷...... عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: يَاعَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنِيْ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں کیسی نماز ہوتی تھی؟ تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ میں گیارہ رکعت نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ (پہلے) چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعت نماز پڑھتے تھے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۶۰۸...... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

سِتَّ رَكْعَاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : علی بن عبداللہ بن عباسؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں وہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے، آپ بیدار ہوئے اور آپ نے مسواک کی اور وضوء یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (یعنی بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور دن اور رات کے بدلنے میں یقیناً سمجھداروں کے لئے نشانیاں ہیں) پس آپ نے ان آیات کو تلاوت فرمایا یہاں تک کہ سورت ختم فرمائی، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ان دونوں (رکعت) میں قیام، رکوع اور سجدہ کو طویل فرمایا، پھر آپ نے سلام پھیرا اور سو گئے یہاں تک کہ آپؐ نے خراٹے بھرے، اس طرح تین بار چھ رکعت ادا فرمائیں، ہر بار مسواک اور وضوء کرتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے پھر آپ نے تین رکعت وتر پڑھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۰۹...... وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَادَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ : سعید بن جبیرؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" اور "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔ (ابوداؤد کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۰...... وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" اور "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ"۔ (ترمذی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۱۱...... وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُوْلُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيْمِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (ابی بن کعبؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى " اور دوسری (رکعت) میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ " اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ " پڑھتے تھے اور آپ سلام نہیں پھیرتے مگر اس کے آخر میں، اور سلام کے بعد تین بار (یہ) دعاء پڑھتے: "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ " (یعنی تمام عیوب سے پاک ہے پاک بادشاہ)۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۲...... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا يَمُدُّ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وتر پڑھے پس آپ نے پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى " اور دوسری میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ " اور تیسری میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ " قرأت فرمائی، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو آپ نے تین بار "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ " پڑھا اور تیسری بار آواز کو بلند کیا۔ (طحاوی، احمد، عبد بن حمید اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۱۳...... وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: زرارہ بن اوفیؒ سعد بن ہشامؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے ان سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ وتر کی دوسری رکعت میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٦١٤......وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ يُعْتَبَرُ بِهِ.

ترجمہ: حسنؒ (بصری) سعد بن ہشامؒ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عشاء (کی نماز) پڑھ لیتے تو آپ گھر تشریف لاتے، پھر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر دو رکعت نماز (پہلی) دو رکعتوں سے زیادہ لمبی پڑھتے پھر تین رکعت وتر پڑھتے، اس کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے۔ (احمد نے معتبر سند کے ساتھ اس کو روایت کیا)

٦١٥......وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُوْتِرُ؟ قَالَتْ: بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبداللہ بن ابی قیسؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت وتر ادا کرتے تھے، فرمایا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین رکعت، اور آپ ﷺ تیرہ رکعت سے زیادہ اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (احمد، ابوداؤد اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٦١٦......وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالعزیز بن جریج نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس چیز (سورہ) کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" اور دوسری میں "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور تیسری میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" اور معوذتین پڑھتے تھے۔ (احمد نے اور نسائی کے علاوہ چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۷۔۔۔۔۔وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: عمرہؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" اور دوسری میں "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور تیسری میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ"، "قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پڑھتے تھے۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور طحاوی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۶۱۸۔۔۔۔۔وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: دَفَنَّا أَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَمْ أُوْتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ أَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: مسور بن مخرمہؓ نے کہا ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں نے وتر نہیں پڑھے، پس وہ کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے پیچھے صفیں بنائیں، تو انہوں نے ہمیں تین رکعت پڑھائیں، سلام اس کے آخر ہی میں پھیرا۔

۶۱۹۔۔۔۔۔وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وتر تین رکعت ہیں جیسا کہ دن کے وتر

یعنی مغرب کی نماز ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۰......وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ: صَلّٰى بِيْ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْوِتْرَ وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَأُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ، ظَنَنْتُ أَنَّهٗ يُرِيْدُ أَنْ يُعَلِّمَنِيْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ثابتؒ نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جبکہ میں ان کی دائیں طرف تھا اور ان کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی، انہوں سلام نہیں پھیرا مگر اس کے آخر میں، میرا گمان ہے کہ وہ مجھے سکھانا چاہتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۱......وَعَنْ أَبِيْ خَالِدَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ عَلَّمُوْنَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ أَنْ نَقْرَأَ فِي الثَّالِثَةِ، فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ابوخالدہؒ نے کہا میں نے ابوعالیہؒ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے سکھایا، یا (کہا) ہم کو انہوں نے سکھایا کہ وتر مغرب کی طرح ہیں علاوہ اس کے کہ ہم (وتر کی) تیسری رکعت میں (بھی) قرأت کرتے ہیں، پس یہ رات کے وتر ہیں اور وہ دن کے وتر ہیں۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۲...... وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ وَأَرْجُوْ أَنْ لَا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ.

ترجمہ: قاسمؒ نے کہا اور ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا جب سے ہم نے ہوش سنبھالا کہ وہ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں اور بے شک ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں۔

۶۲۳......وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِيْ مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ، وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوْا فِي الشَّيْءِ فَأُخِذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ

عَنْهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

ترجمہ: ابوزنادؒ نے (مدینہ منورہ کے) ساتوں حضرات (فقہاء) یعنی سعید بن مسیبؒ، عروہ بن زبیرؒ، قاسم بن محمدؒ، ابوبکر بن عبدالرحمنؒ، خارجہ بن زیدؒ، عبیداللہ بن عبداللہؒ اور سلیمان بن یسارؒ سے ان کے علاوہ فقیہ، اہل صلاح وفضل والے اور کئی شیوخ سے روایت کی، اور کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو ان میں سے اکثریت اور (بسااوقات) بہترین رائے والے شخص کے قول پر عمل کیا جاتا تو جو باتیں میں نے ان حضرات سے مذکورہ طریقہ کے مطابق اخذ کیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ وتر تین رکعت ہیں سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

٦٢٤۔۔۔۔۔وَعَنْهُ قَالَ: أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِيْنَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: انہی (ابوزنادؒ) نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق تین رکعت وتر مقرر کئے، سلام اس کے آخر ہی میں پھیرا جائے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر پر احناف کے دلائل:

باب کی تمام کی تمام اٹھارہ مرفوع وموقوف حدیثیں مسئلۃ الباب میں امام ابوحنیفہؒ کی واضح دلیلیں ہیں، بعض میں وتر تین رکعت ہونے اور بعض میں ایک سلام کے ساتھ تین رکعت ہونے کی صراحت موجود ہے۔ اہم دلائل اجمالاً ملاحظہ فرمایئے:

۱۔۔۔۔۔حدیث ابن عباسؓ "ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ" وعنہ ایضاً: "كَانَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" یہی حدیث ابی بن کعبؓ، عبدالرحمن بن ابزیؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے اس کے مطابق آپ ﷺ کا دائمی معمول تین رکعت وتر پڑھنے کا تھا۔

۲۔۔۔۔۔حدیث عائشہؓ: "أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ"۔

۳۔۔۔۔۔حدیث عبداللہ بن ابی قیس عن عائشہؓ: "بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ

وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ ''اس حدیث سے تمام احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ صاف صاف بتلا دیا گیا کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعت پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ رکعت پڑھی تو وہاں دس وتر کے علاوہ اور تین وتر ہوتی، بہر حال وتر ہمیشہ تین رکعت ہی ہوتی تھی۔

۴......حدیث مسور عن عمرؓ: ''فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ''۔

۵......حدیث ابن مسعودؓ موقوفاً: ''اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ''۔

۶......حدیث ثابت عن انسؓ موقوفاً: ''صَلَّى الْوِتْرَ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ''

۷......ابو العالیہ فرماتے ہیں ''ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے تین رکعت وتر کی تعلیم دی''۔

۸......ابو الزنادؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر کے قائل تھے اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے انہی کے فتوے کے موافق تین رکعت وتر کو جاری کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ إِنَّمَا يُصَلِّي بِتَشَهُّدٍ وَاحِدٍ

وہ جنہوں نے کہا کہ وتر تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ پڑھے گا

٦٢٥......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ، أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ، وَلَا تُشَبِّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

قَالَ النِّيْمَوِيُّ: اَلْاِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا الْخَبَرِ غَيْرُ صَحِيْحٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین وتر نہ پڑھو (بلکہ) پانچ یا سات رکعت وتر پڑھو اور (وتر کو) مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔ (محمد بن نصر مروزی، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

نیموی کہتا ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

٦٢٦......وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ

اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

قَالَ النِّيمَوِيُّ: إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أَوْرَدْنَاهَا فِيمَا مَضَى تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلَى تَشَهُّدَيِ الْوِتْرِ.

ترجمہ: سعید بن ہشامؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا کرتے، آپ نہیں بیٹھتے مگر اس کے آخر میں، یہی وتر امیر المومنین عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ہیں، اور انہی سے اہلِ مدینہ نے لیا ہے۔ (حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کیا اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے)

نیموی کہتا ہے کہ بے شک بہت سی احادیث جنہیں ہم گذشتہ اوراق میں لا چکے ہیں، ان کا ظاہر وتر کے دو تشہد پر دلالت کرتا ہے۔

شافعیہؒ وحنابلہؒ کی دو دلیلیں: شافعیہ وحنابلہ نے اپنے ایک قول کہ وتر تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں، پر باب کی احادیث سے استدلال کیا ہے، لیکن مصنفؒ نے ان دونوں حدیثوں پر کلام کیا ہے۔

حدیث ابو ہریرہؓ پر کلام: شافعیہؒ وحنابلہؒ "وَلَا تُشَبِّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ" کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ صلاۃ المغرب میں تین رکعت دو تشہد کے ساتھ ہے تو اس کی مشابہت نہ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ وتر تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ پڑھو۔

امام نیمویؒ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے، دراصل بعض احادیث میں نمازِ مغرب کو "وتر النہار" اور نماز وتر کو "وتر اللیل" کہا گیا ہے، کما فی حدیث أبي العالیۃ "فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ" [آثار السنن: ۶۲۱] لہٰذا حدیث ابو ہریرہؓ مذکور کا مقصد یہ ہے کہ "وتر اللیل" میں نمازِ مغرب کی طرح صرف تین رکعات پر اکتفاء نہ کرو بلکہ اس سے پہلے تہجد بھی پڑھو، یہ تاویل ضروری ہے ورنہ تین رکعت وتر والی صحیح وصریح احادیث کی مخالفت لازم آئے گی،

حدیث کے سیاق سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حدیث عائشہؓ پر کلام: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے وضاحت اس کی یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کو ابان بن یزید العطار تو ''لَا یَقْعُدُ إِلاَّ فِيْ آخِرِهِنَّ'' کے ساتھ نقل کرتے ہیں مگر سعید بن أبی عروبہؒ، جو ابان سے زیادہ ثقہ ہیں وہ ''لا یسلم الا فی آخرھن'' کے الفاظ کے ساتھ حدیث کو نقل کرتے ہیں، ابان اس روایت میں متفرد بھی ہیں لہذا سعید بن أبی عروبہؒ کی روایت زیادہ قوت کی وجہ سے راجح ہونی چاہئے، غرض یہ کہ یہ حدیث بھی ان کا مستدل نہیں ہو سکتی۔

واللہ أعلم بالصواب

تمت بالخیر

ربنا تقبل منا انک أنت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعین

مراجع ومصادر

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	مطبع
۱-	تفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ	محمد احمد عیسوی	مؤسسۃ الملک فیصل
۲-	جامع أسباب النزول	الشیخ خالد عبد الرحمن العک	قدیمی کتب خانہ
۳-	کتب ستہ فی الحدیث	....	....
۴-	مشکوۃ المصابیح	خطیب تبریزیؒ	قدیمی کتب خانہ
۵-	فتح الباری شرح بخاری شریف	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ	قدیمی کتب خانہ
۶-	اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب	الامام ابو محمد المنبجیؒ ۶۸۶ھ	مکتبہ عاصمیہ غفوریہ
۷-	لامع الدراری شرح صحیح البخاری	الشیخ رشید احمد الگنگوہیؒ	ایچ ایم سعید
۸-	معارف السنن شرح جامع الترمذی	مولانا محمد یوسف بنوریؒ	ایچ ایم سعید
۹-	الدر المنضود شرح ابو داؤد	مولانا محمد عاقل سہارنپوری	مکتبۃ الشیخ

۱۰-	درسِ ترمذی	مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	مکتبہ دارالعلوم
۱۱-	درسِ مشکوٰۃ	مولانا محمد اسحاق صاحب	محمدی کتب خانہ سلہٹ
۱۲-	توضیح السنن شرح آثار السنن	مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب	
۱۳-	نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ	الرحیم اکادیمیہ
۱۴-	مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	قدیمی کتب خانہ
۱۵-	خیر الاصول فی حدیث الرسول ﷺ	مولانا خیر محمد جالندھریؒ	قدیمی کتب خانہ
۱۶-	تیسیر مصطلح الحدیث	دکتور محمد الطحان	قدیمی کتب خانہ
۱۷-	المدخل الی علوم الحدیث	الشیخ محمد عبدالمالک	مرکز الدعوۃ داکا
۱۸-	بدایۃ المجتھد	ابن رشد مالکیؒ ۵۹۵ھ	دارالکتاب العربی
۱۹-	البحر الرائق شرح کنز الدقائق	علامہ ابن نجیم مصریؒ	ایچ ایم سعید
۲۰-	رحمۃ الأمۃ فی اختلاف الأئمۃ	ابوعبداللہ الشافعیؒ ۸۰۰ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۱-	الدرالمختار مع ردالمحتار	علامہ ابن عابدین شامیؒ	ایچ ایم سعید
۲۲-	فصل الخطاب فی مسألۃ القراءۃ خلف الامام	مولانا محمد یوسف بنوریؒ	بنوری ٹاؤن کراچی

مؤلف کی دیگر تالیفات وتصنیفات

- ......امام ابوحنیفہؒ کی عبقری شخصیت
- ......عربی مضمون نگاری کیسے سیکھیں؟
- ......بچوں کے اسلامی نام
- ......جواہر درود وسلام
- ......انوارات تحریری بشرح مقامات الحریری
- ......تحفۃ الانشاء شرح معلم الانشاء
- ......کیف تکون خطیبا (۵۲ عربی تقاریر)
- ......خلاصۂ فلکیات (برائے درجہ سادسہ)
- ......خلاصۂ میراث (سوال وجواب کے انداز میں) وغیرہ کتب
- ......اسلامی تعلیمات